افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد

رشق النبال علی اصحاب الضلال

سنه ۱۳۱۹ هجری

... جناب المولوی السید ناصر حسین نصره الله ...

در مطبع مجمع البحرین باهتمام سید محمد ناصر خان مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً لمن هدانا الى احسن اسباب التوفيق والهدايه وشكراً لمن هدانا لاقتفاء من خوطب باللطف
والعنايه فاقام الحجج من القرآن وثنائه واعدام الافتراق بين القرآن وابنائه والصلوة على خير المرسلين
سيد الانبياء وامير المؤمنين اشرف الاوصياء وعترتهما الطيبين الذين وجب اجر الرسالة مودتهما
الطاهرين الذين محبتهم منقذة عن الضلالة واصحابه الذين ثبتوا على الايمان واجتنبوا البدع
والاوثان مما حرفوا القرآن ولم يقبلوا جرمة البهتان اما بعد یہ رسالہ رد میں طعن اہل السنۃ
کی اور قدح میں اہل الشنآن کے نام اسکا ہے رشق النبال علی اصحاب الضلال صورت اسکی تالیف کی
یہہ ہے کہ جیسا شاہ عبد العزیز دہلوی نے نیا کام کیا کہ اپنی کتاب نصر اللہ کابلی کی چورا کر تحفہ کی نام سی ردیہ ترانعام
عام کیا اور اپنا نام چھپا کر غلام حلیم کے اسم کا اتہام کیا ویسا ہی کسی سنی نی ہماری اس زمانہ میں اخفای اسلام کیا
اور کسی اور شخص کی پردہ میں تسنن کو خوش نام کیا اور نام اپنا سیف اللہ قائم کیا اور اپنی اسلاف کی ہفوات سی التقاط
کر کی دستنا کی حیلہ سی مجادلہ پر اقدام کیا در جناب سید الشریعہ مولانا و مقتدانا قدوۃ الکبراء سلطان العلماء مجتہد العصر
والزمان تداقہ ظلہ پر جسہ سید الانس والجان کی حضور میں دو سوال لکھ کر بھیجی ایک مسئلہ نقصان قرآن کا دوسرا حرمت
متعہ کا جناب عالی نی دونوں سوالوں کے جواب دندان شکن مطابق مسلمات فرقہ سنیہ کے اور موافق اصول اپنی طریقہ

طریقہ سنیہ کی کمال متانت کی ساتھہ ارقام فرمائی مگر افسوس کہ وہ آئینہ حق نما زنگی کی ہاتھہ مین آیا کچھہ نفع نہ دیا بلکہ اوسنی
اپنی حد سی باہر قدم رکھا اور افادات کی جواب مین کلیترہ چند لکھکر چھپوایا جسمین واقع اوس واہیات کی ربط کا نام کہا
حالانکہ اہل فہم کی نظر مین عرض الاسنان ہی نہین مع وسنان کا کیا ذکر ہان اگر جراحات اللسان کہئی تو بجا ہی کہ
مشتی اور بند باد اوسمین انتہا ہی اوسکی جواب کی طرف جناب قبلہ و کعبہ کا متوجہ ہونا یا نہونا ہنوز مجھکو معلوم نہین ہوا اگر
ایسا ہین یہہ نہین کہ طاعن مطعون نی جو کچھہ کہا ہی سب خرافات بیہودہ ہی اوس سب کا جواب غیرتہ اوسکی مرشدون نی خوب سا
ہی تکرار کی حاجت نہین ہی مگر احتمال یہہ ہے کہ عوام کالانعام اسیکو منتہی الکلام سمجھکر لاف و گزاف کا غوغا ہر کوچہ و برزن
مین بلند کرین اسواسطی بخیف اسکات انکا باستقصا افحام مناسب دیکھکر چند اوراق باستشہاد کتب مخالفین لکھتا ہی
تا اہل حق کیواسطی تذکرہ او عامہ کی لئی تمام حجت ہو اور سلطنت کریم منان سی اور استعانت معین مستعان سی یہہ ہے کہ میرا جا
گوئین ہر فاتح ہو رو چنین ہو اور مددگار و ناصر حسین نام میر اسعد ابن بلند ہو اور کلام میر اسکلم سخن آفرین پسند وہا
انا اشرع فی المقصود و ہو مفیض الخیر والجود واضح ہو کہ اس عجالہ مین دو فصلین ہین پہلی فصل مین ذکر مسئلہ
نقصان قرآن و دوسری مین ستہ سنان کا و فی المستفی کیا اعتقاد ہی حضرات شیعہ کا اس قرآن مروج کی
باب مین آیا یہی قرآن منزل من اللہ ہی بلا کم و کاست اور اسکی تمسک کرنیکو وصیت کی تہی پیغمبر خدا نی اور یہی
اکبر ثقلین ہے اور اسیکو امیر المومنین نی جمع کیا تہا اور اپنی دستخط خاص سی لکہا تہا اور اسیکو ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا نی
حفظ کیا تہا اور اسی پر صاحب الامر عمل کرینگی اور اسیکو نماز مین پڑہینگی اور اسکی احکام برحق ہین اور واجب العمل ہین
اور یہی قرآن ہی جسکا قول و فعل اسکی مخالف ہو تو باطل ہے اور یہی ہے کہ جسمین تبدیل اور تحریف کو دخل نہین اور یہ
ہی جسکی شان مین ہے وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید
یا وہ قرآن اور تہا اور یہہ اور ہی اگر وہی ہی تو ویسا غزاییں اور اگر وہ قران اور تہا تو اوسمین کتنی آیتین تہین اور کیا مذکور تہا
اور اوسمین اور اسمین کتنا ایر پہیر ہی اور اب بنا بین کوئی اوسکا حافظ بہی یا نہین اور کوئی نقل اوسکی کسی ملک مین موجود ہے
یا نہین اور موجود ہے تو فرمائیے کہان ہے اور کہان غائب ہے گیا اور کس سبب سے غائب ہوا اور یہہ قرآن مروج نی کیونکر رواج
پایا اور اس قرآن مروج کی تالیف کرنیوالی حضرات شیعہ کی اعتقاد مین مومن تہی یا منافق اگر مومن تہی تو مومن کا
یہہ کام نہین کہ نیا قرآن بناوی اور کہی یہہ قرآن منزل من اللہ ہی اور اگر منافق تہی تو مومنونکو منافقونکی روایات
پر اعتقاد کرنا اور اوسکو نماز مین پڑہنا اور اوسکو دلیل شرعی قرار دینا اور اوس سے احکام دینیہ نکالنا درست
ہی یا نہی دینی سائل چونکہ محض طالب حق ہے اسواسطی امیدوار ہے کہ اسکا جواب معتبر کتاب سے لکہیں

قال مولانا المجتہد الحبری بالتکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم جواب از طرف شیعیان
اہلبیت عصمت و طہارت علیہم الصلوۃ والسلام حقیقت سوال یہہ ہے کہ جو قران مجید کہ بالفعل مروج اور متداول ہی وہ سکو
خلیفہ ثالث نے اپنی وقت خلافت مین جمع کروایا اور پیشتر جو عہد خلیفہ اول مین جمع کیا گیا تہا اور وہ قران کہ جو
عبد اللہ ابن مسعود وغیرہ نے جمع کیا سبکو عثمان محرق القران نے اگ مین جلوا دیا اور خاکستر کو اوسکے خاک مین ملوا دیا
قال الناصب الغبی اللئیم سبحان اللہ سوال از آسمان جواب از ریسمان مقصود سائل کا یہہ ہی کہ ہر ہر سوال کے جواب
اپنی کتابون سے بہم پہنچا کر اور ونکی کتابون پر حوالہ کیجیے اپنی کتب و دکنار برخلاف منطوق کتب سنیان باوقار راہ قلب پر چلے
اور سری سے جہیر جہاڑ کی گلی ملے پہلی تو حضرت عثمان کا قران کو جلانا ثابت نہین جیسا مذکور ہوگا اور برتقدیر تسلیم ملازمان سے
استفادہ کیا جاتا ہی کہ حضرات شیعہ کے زعم مین خلیفہ اول کا قران جمع کیا ہوا صحیح اور معتبر تہا یا نہین اگر تہا تو صاحب
حق الیقین جو لکہتا ہی کہ آن حضرت در خانہ نشست و مشغول بجمع کردن قران شد و از خانہ بیرون نیامد تا ہمہ را جمع
کرد و بمسجد آمد عمر گفت کہ احتیاج بقران تو نداریم حضرت فرمود کہ دیگر این قران نخواہید دید تا مہدی از فرزندان من
ظاہر گرداند و بخانہ برگشت اسکی کیا معنی اور اگر نہ تہا تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان ان القرآن کان علی
عہد رسول اللہ صلعم مجموعا مؤلفا علی ما ہو علیہ الآن الی آخر ما سے جناب عثمان کیونکر محرق القران ہوے
فراوان حیرت ہی کہ جناب طوسی علیہ الرحمہ بعض ظلمہ کو بہڑکا کر سنیونکی مدرسی کہ خالی قران ہی اور حدیث سے نہ تہی پہونکو
ایمن بجا ام والا اونکو خطاب محرق القران کا نہ فرمائین اور بیچاری عثمان خیر خواہ امت شفیع امتان کو بسبب احراق نقل کی
لی محرق القران بنائین چار و ناچار کہے بات ہی معرکہ آجو دنیا کہ کمتر از معرکہ کربلا نہ تہا یاد کیجیے کہ جب لکھانا بکار نہ کلام الہی سہیا کیے
اور غریب ایام اوراق سوختہ کلام نافرجام کو دوکسی آنکھون پر پٹی باندہ لی اور کان مین تیل ڈال بیٹہا
اسکی سہاہت اور مداہنت سے انتقام نہوا آخر قران کے ایسی مار پڑی کہ طبقہ اولٹ گیا اور سارا کارخانہ پلٹ گیا نعوذ
تبین من شانہ ان یخفض قوما و یرفع آخرین ویذہب قوما و یضع آخرین بیش نظر ہی تو بہی نہین خدا کا
ڈر ہو یا طرفہ یہہ ہی کہ یہہ حرکت آپ کرین اور دوسرونکو الی مرین * عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است * انتہی قولہ
سبحان اللہ سوال از آسمان جواب از ریسمان اقول واہ واہ اول الدن دردی پہلی ہی جلد نے تمہاری قلعی کہول دے
یہی سمجہہ تمہاری ہی سی سمجہہ پر سلطان العلما سے مقابلہ ٹہانا تہا اگر سمجہہ نہین سکتی تو کسی سمجہدار سے پوچہہ لیا ہوتا اگر عبارت
نہین پڑہی جاتی تو ہجی کرکے پڑہ لیتی دیکہو اب ہم تمکو ہم حق پڑہاتے ہین ہندی کے چندی کرکے سمجہاتے ہین دل
لگا کے سمجہو اگر سمجہو گے تو پہر نہ ہی بعبارہ اخری ہم سمجہا دینگے مگر اخوند جی ایسی ہی نا سمجہ تمکو مارے بیٹہی ہین سنو

سنو جناب سلطان العلماء نے کمال بلاغت سے کیسا معقول جواب بنا سبب مقتضای حال بطور سہل ممتنع رقام فرمایا ہی کہ پہلے
مستفتی نے پوچھا تہا کہ حضرت شیعہ کا اعتقاد جمع قرآن مروج کی باب مین کیا ہی جناب والا نے فرمایا کہ خلیفۂ ثالث نے اپنی
خلافت مین اسکو جمع کروایا ہی اب کہو کہ اس جواب کی ربط مین کیا خلل ہے اور صحت مین کیا زلل ہے اور تمہاری مثل کلمات
مہمل ہی اب تمہاری شان مین یہی شعر ضرب المثل ہے ؏ یا سخن فہمیدہ گفتن یا کہ لب بستن از آن + نی کہ حرف گفتن
عمری پشیمان زیستن + پہر سنو سائل نے پوچھا تہا کہ آیا یہی قرآن منزل من اللہ ہی بلا کم و کاست جناب مجتہد زمانی
اس خلاصہ سے ارشاد کیا کہ اورونکی جمع کئی ہوئی قرآن کو محرق القرآن نے جلوا دیا یعنی اگر خلیفہ نے انتخاب احرف
نہ کیا ہوتا اور وہ سب مصاحف موجود ہوتی تو مقابلہ کر لیتی حقیقت کم و کاست ہونی نہونیکی بعلم قطعی معلوم ہوجاتی
لیکن ان سب مصاحف کے جل جانی سے مقابلہ متعذر ہوا اور مسئلہ مین اختلاف منکشر ہوا اور اسکی بعد صورت اختلاف
کی تفصیلاً بیان فرمائی اب کہو کیا ربط سوال و جواب مین ہی اور تمہارا تخبط اسمین ظاہر ہوا یا نہین بقول شاعر ؏ بخندد
از دیدہ گریان خرش نسبت **قولہ** مقصود سایل کا ہی کہ ہر سوال کے جواب اپنی کتابونسی دیجئی **اقول** یہ مقصود عبارت
مستفتی سے مفقود ہی کیونکہ کتابونکو اپنی کی قید سے آپنی مقید کیا ہی اور ایسی خیانت کو بطریق وراثت اپنی مرشد و
آپنی لیا ہی ورنہ مستفتی کا کلام اُسکی چہاپہ مین اسیقدر ہے کہ جواب معتبر کتابسی لکہین او مخفی نہین کہ جسکو اندک شعور ہو
وہ سمجہتا ہی کہ مخاصمات و مباحثات مین مخاصم کی کتب سے زیادہ کسی کتاب کے معتبری واجب التسلیم ہونیکی نہین ہوتی ہی
اور دلیل الزامی سے زیادہ کوئی برہان اسحق مخالف کے قاطع نہین ہوسکتی کیا سنی کہہ سکتی ہین کہ مشکوۃ یا فتح الباری معتبر
نہین اب یہہ کہنا تمہارا کہ اورونکی کتابونپر حوالہ کرنا مقصود سائل نہین سراسر لاطائل اور دلیل غباوت قایل ہی بالفرض
اگر بقول تمہاری استفتا کسی سیحی کا ہو تو بہی اہلسنت کی کتاب سے جواب لکہنی مین کیا یہہ فایدہ نہین ہی کہ کسی سنی کو
اختلاف کرنیکی گنجایش اور اس امر کا اختیار نہ ہی کہ مخاصم سے نکجائی لامحالہ یہہ جواب جم غفیر مسلمین شیعہ و سنی کی طرف
سے معتبر ہوگا اور ساتھہ اسکی دوسرا فائدہ بہی حاصل ہوگا کہ مسیحی کا جواب سنیوں کی کتابونسی ایسا لکہا گیا کہ سنی بہی
صحیح و صادق سمجہتی ہین ع تیغ نیز وکہ بر آید بیک کرشمہ دو کار + اس سے زیادہ بلاغت اور کیا ہوگی مگر واقع مین جاہل
ہرگز ہرگز سمجہتا نہین ہی اگر اونکا سوال ہوتا تو کتب سماویہ سے جواب چاہتی اور بعد جواب کی خواہ نخواہ کچہہ نہ
کچہہ اسکی اپنی طور پر لکہتی آپ کیونکر لکہتی **قولہ** اپنی کتب کا ہر خلاف منطوق کتب مخالفان باور فرمانا غلط ہے
سر سی چہٹے جہاڑ کی کچہہ بہلی ہو عثمانیکا قرآنکو جلانا ثابت نہین جیسا مذکور ہوگا **اقول** کیا خوب آپکی بول چال ہے
ایسی بات ہو رازی آپکو سونپہنی کی ہول گراوینگی اتنا بڑا خوب نہین چہوٹا منہہ بڑا نوالا ہوش مین آؤ زبانکو روکو

تقریر سوای لعونہ الصبیان کے اور کیا ہی **قولہ** اگر تہا تو صاحب حق الیقین تا آخر **اقول** عبارت حق الیقین تقصیدیہ
نہ اغلاق کسیطرح کی قباحت ہی اعتراض وس عالم ربانی نے ترجمہ ایک روایت کا لکہا ہی جسکو مطابقت ہی عبارت
فتح الباری شرح صحیح البخاری کی ساتہہ وہی **هكذا انه روي عن علي انه جمعه على ترتيب النزول**
بحيث يعلم منه الناسخ والمنسوخ ولو كان موجودا لكان مستبانا علمكثيرا یعنی مروی ہی کہ جناب امیر نے
قرانکو موافق نزول کی جمع فرمایا اسطرحسی کہ اوس سے ناسخ و منسوخ دونو معلوم ہوتے تہی اور اگر عمل کیا گیا ہوتا اوس
مصحف پر تو اوس سے علم کثیر ظاہر ہوتا انتہی اور یہہ غبی جو سمجہا ہی کہ فرض اعتبار کی ساتہہ جمع کرنا خلیفہ منبر سلکو
کا جمع نہیں ہو سکتا تو یہہ اسکی فہم کا قصور ہے کیونکہ وہ قران من حیث قرانیہ کی بلا شبہہ واجب التعظیم ہونے مین اور عدم جواز
احراق مین معتبر تہا اور حیثیت نادرستی جمع و ترتیب سے بتقدیم موخر و تاخیر مقدم اور بوجہ نقصان تا اثبۃ منہ اور بوجہ اسکی
کہ خلاف ترتیب نزول مرتب ہوا تہا اور مولف کو اوسکی خدائی منصب تالیف نہ دیا تہا لائق اعتبار نہیں تہا اور اسمین
وعمل و قراءۃ صلوۃ کی واسطی کافی تہا اور تمسک احتجاج کی لئی وافی نہ تہا اور جناب نفس نبی کہ قرین القران و باب
مدینۃ العلم تہی جیسا قران خدا نی بہیجا تہا ویسا حضرت نی جمع کیا تو یہہ جمع اصلا منافی قرانیہ قران صدیقی کی نہیں
اور مقصود اس غبی کا کہ جواز احراق اوس کا بہی اسی سے ثابت نہیں ہو سکتا کیا اگر کوئی کاتب سہوا یا عمدا عالما یا
جاہلا معوذتین کو سورہ فاتحہ کی قبل اور سورہ بقرہ کو سورہ کہف کے بعد اس قران مروج مین چند آیات کم کر کی
لکہدی تو یہہ قران قرانیت سی خارج ہو جائیگا اور لائق احراق و اہانت تصور کیا جائیگا ہرگز ایسا نہیں ہے ع
ملال آورد آرزوی محال **قولہ** اگر تہا تو بموجب اعتراف صاحب مجمع البیان الخ **اقول** یہہ شق بہی شق اول کی
مہمل و باطل ہی عدم اعتبار مصحف صدیقی اصلا عثمان کے محرق القران نہونیکا مستلزم نہیں اسلئی کہ عقلا ممکن ہے
کہ مصحف صدیقی کسی حیثیت سے نا معتبر ہی ہو اور عثمان پر جرم احراق بہی ثابت ہی ان دونو قضیوں کا معا متحقق ہونا
کسیطرح محال نہیں لا محالہ شرطیہ جو اس غبی نے لکہا سر بسر باطل ہے علاوہ اسکی عبارت کتاب مجمع البیان جو استشہاد کیا وہ
بہی بیمحل ہے کیونکہ اسطلئیکہ اس عبارت مین مصحف صدیقی کا ذکر ہی نہ احراق و عدم احراق کا نہ کور بجز عدم ثبوت نقصان
قران مروج کی کچہہ اس سے ظاہر نہیں ہوتا اور ہمارا بیان سواے احراق کے اثبات نقصان و عدم نقصان سے بحث نہیں ہو
پہر ایسی عبارت کی نقل کرنے سے کیا فائدہ اور اگر اس غبی نے اس شرطیہ سے ایسا ارادہ کیا ہو کہ جب یہہ قران مروج جیسا
آج ہی ایسا ہی مجموع مولف عہد نبوی سی تہا اور شیعہ کی قران صدیقی کو نا معتبر جانا تو وہ قرانیت سی خارج
ہو گیا اوسکی جلانیوالی پر محرق القران صادق آئیگا تو یہہ ارادہ اوسکا محض لا طائل ہوگا کیونکہ کوئی شیعہ و سنی اسکی

اصل قرآنیت سے نکال نہیں کرسکتا اگر شیعہ اوسکو نامعتبر جانتے ہیں تو محض اس اعتبار سے کہ ائمہ ہدی نے اوسکی تسدید
اسطرح نہیں کی جیسے اس قرآن مروج کی کی اور حکم ہمکو نہیں دیا کہ نمازوں میں اوسکی ترتیب سے قرآت کریں یا احکام میں اوس سے
استدلال کریں تو اس سے بعض حیثیات میں اعتبار ثابت ہوا اور بعض میں نامعتبر ہی اور جلانا اوسکا بھلا نیولا محرق القرآن
ٹہریگا اب ہم پوچھتے ہیں کہ سنیونکی نزدیک خلیفہ اول کا قرآن جمع کیا ہوا صحیح اور معتبر اور منزل من اللہ تھا یا نہیں اگر تھا تو
تمہاری خلیفہ ثالث نے اوسے کیوں جلایا اور اگر نامعتبر تھا تو تمہاری اقدم الخلفاء کو کیا زیبا تھا کہ ایک نامعتبر کتاب جو لائق
جلانے کی تھی اوسے جمع کرکے قرآن نام رکھا اور کچھہ نہ سوچے دیندار کو ایسا بے اعتبار کام کرنا چاہیے خلاصہ یہہ ہے کہ اگر
اول کو سچا جانوگے تو ثالث کا عیب کہولیگا اور اگر ثالث کو سچا جانوگے تو اول نہ بچینگے اگر یہہ کہو کہ اوس میں کچھہ
آیتیں منسوخ التلاوت تہیں اس لئے اوسکو آگ میں جلادیا جیسا کہ یہہ غبی بار بار وجہ احراق کی یہی بیان کرتا ہے
تو ہم کہینگے کہ یہہ خواب و خیال ہے اصلی کہ مصحف حفصہ کہ ابوبکر نے بمشورہ عمر کے زید ابن ثابت سے جمع کروایا تھا
باعتراف اہل سنت کے وہ منسوخ تھا اور نہ اوسمیں سوای لغت قریش کے دوسرے لغت تھی صرف ترتیب اوس میں نہ
تھی جیسا کہ اسی رسالہ میں اس غبی نے اسطرح سے لکہا ہے لیکن شیخین کے عہد میں بسبب کثرت حروب اور تجہیز جیوش اور
اور رجوع مہمات کے اگرچہ ایک مصحف میں جمع ہوا لیکن بدستور نامرتب تہا انتہی اور پہر دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ
مرقات میں لکہا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ کا ہوا تو اوسنے بعد انتقال ام المؤمنین حفصہ کے خوف اختلاف سے جلادیا
کیونکہ وہ بے ترتیب محض تہا انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں وظاہر حدیث آنست کہ مصحف
حفصہ را بعد وفات او سوختند انتہی پہر اب کہو اوسے کیوں جلادیا اگر عثمان نے جلایا تو وہی ہے خلیفہ تمہاری
اگر مروان نے جلایا تو وہ بہی تمہاری خلافت سے بے بہرہ نہ تہا اور ظاہر ہے کہ جلانا قرآن کا استخفاف ہے اور جو شخص کہ
قرآن کا استخفاف کرے وہ کافر ہے اب اسکے نتیجہ کو سمجہہ جاؤ ولیکن ثبوت مقدمہ اولی کا یہ ہے کہ سیوطی اتقان میں
لکہتا ہے جزم القاضی حسین فی تعلیقہ بامتناع الاحراق لانہ خلاف الاحترام اور خلاف احترام کی استخفاف
ہے اور ثبوت مقدمہ ثانیہ کا یہ ہے کہ ابوسعید کازرونی اپنی تاریخ میں لکہا ہے امّا من استخف بالقرآن او
بشیء منہ او لوحہ فانکرہ او آیۃ او کذب بہ او بشیء منہ او صرح بہ فیہ من حکم او خبر او اثبت ما نفاہ او نفی ما اثبتہ على
علم منہ بذلک فہو کافر بالاجماع انتہی پس صاف معلوم ہو گیا کہ جلانا قرآن کا باعتراف قاضی حسین کے خلاف احترام ہے
اور جو چیز کہ خلاف احترام ہو وہ استخفاف ہے اور جو شخص کہ قرآن کا استخفاف کرے وہ کافر ہے پس عثمان نے جو سائر مصاحف
کو بسبب جرأت بے ایمانی و بے دینداری کے آگ میں جلادیا تو وہ اس فتوای سنیہ کی رو سے کون ٹھہرے علاوہ اسکے کتابوں

کہتا ہون کہ عثمان نے آیات منسوخہ کو قرآن سے جدا کرکے نہین جلایا تہا بلکہ اون مصاحف مین آیات منسوخ اور
غیر منسوخ دونو شامل تہین پہر کیا وجہ کہ غیر منسوخہ کو بہی منسوخہ کے ساتھ جلا دیا سو اسکی بحث مفصلا انشاء اللہ تعالے
قولہ فراوان حیرت ہی کہ جناب طوسی علیہ الرحمہ **اقول** اس سے کی جلانیکا کتب معتبرہ شیعہ سے اثبات کرنا
چاہئی آپ کی کہنی کو کون سنتا ہی اور اسکے بعد پہر اسکا بہی اثبات کرو کہ اوس مین قرآن بہی موجود تہا اور وہ
جل گیا اور احوال معرکا جو ہوا بالعکس ہے کہ اوسکی لکہنی سے بجز تضییع مداد و قرطاس دوسرا نفع نہین
قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم چنانچہ مشکوۃ شریف مین زید ابن ثابت سے ایک روایت طول طویل
لکہی ہے کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ زید نے کہا بعد جنگ یمامہ کی جسمین اکثر قراء قرآن شہید ہوے مجہکو ابوبکر نے بلایا
اور بمشورہ عمر ابن الخطاب کی بہت اصرار و تاکید کی مجہکو کہ قرآنکو جمع کر آخر الامر مین نے جابجا سے تلاش کرکے قرآنکو
جمع کیا تا اینکہ آخر سورہ توبہ کو نزدیک ابو خزیمہ انصاری کے پایا اور کسی کے پاس نہ تہا وہ آیت یہہ ہی لقد
جاءکم رسول من انفسکم آخر سورہ توبہ تک الغرض جو کچہہ کہ مین نے جمع کیا صحیفون مین لکہہ کر ابوبکر کو دیدیا اور
اونکے پاس تا دم حیات اونکی رہا بعد اونکی عمر کی مدۃ العمر اونکے پاس رہا پہر بعد وفات اونکی نزدیک حفصہ اونکی بیٹی کے
پاس رہا **قال الناصب الغوی اللئیم** ہر چند یہہ خلاصہ ناقص ہے اور لفظ مقتل اہل الیمامہ
کہ مشکوۃ مین موجود ہی اوسکا ترجمہ شیخ عبد الحق نے وقت قتل اہل یمامہ لکہا اور یہان اوسکی عوض بعد
جنگ یمامہ کہا تا لوگ جانین کہ شیخین نے بعد قتل قاریونکی قرآنکو جمع کیا تو اسکا اعتبار نہین لیکن یہہ دونو ضعفین
ہماری مدعا کو چندان منافی نہین تا خواہی نخواہی اوسمین الجہہ پڑین یہان دریافت کرنا اس بات کا چاہیے
کہ یہہ حدیث سراسر مخل مستدل ہی کیونکہ اس سے یہہ بات نکلتی ہی کہ کتابت قرآنکی مستحدث نہین حضرت نے لکہنے
کا حکم دیا تہا اور وہ پرچون پرزون مین لکہا ہوا منتشر جابجا تہا نہ اوسمین ترتیب تہی اور نہ وہ ایک مصحف مین
جمع تہا اس مقام مین بعضے شراح مشکوۃ لکہتے ہین کہ اونمین کچہہ آیہ منسوخ التلاوت و منسوخ الحکم بہی نازل
تہی اسواسطے ایک مصحف مین جمع نہوا کہ اوس زمانہ تک وہی احتمال النسخ و ابدال کا باقی تہا پہر جب زمانہ
وحی کا منقطع ہوا تو حقتعالی نے موافق اپنے سچے وعدے **انا لہ لحافظون** کے خلفاء راشدین کو جمع
کرنیکا الہام کیا چنانچہ انحضرت کے بعد ابتدا اوسکی صدیق اکبر سے بمشورت حضرت عمر اور انتہا اوسکی حضرت عثمان پر
بمشورت حضرت امیر علیہ السلام کے قرار پائی شیخین کے عہد مین بسبب کثرت حروبات و تجہیز جیوش اور رجوع مہمات
کی اگرچہ ایک مصحف مین بہی جمع ہوا لیکن بدستور نا مرتب تہا او ذی النورین کے وقت مین ایک مصحف مین

بھی جمع ہوا اور ترتیب بھی پایا اور یہہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہی کہ اسلئے کسی شیعی کو دخل نہین اسواسطے
کہ ہر سال حضرت جبرئیل علیہ السلام بیچ رمضان المبارک کے تشریف لاتی تہی اور اسی ترتیب حضرت کی ہمراہ بطور
مدارست تلاوت فرماتی تہی جیسا کہ عام جلت میں ہے انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا
من خلفہ تنزیل من حکیم حمید کو دو مرتبہ لائی اور وہی ترتیب حضرت کی تعلیم سی بہت صحابیون کو
یاد تہی اوسیکی موافق جناب عثمان صاحب الحیا والایمان کے عہد مین بلا کم و کاست قرآن مرتب ہوا اب یہہ دیکہی
قرآن ہی بعینہ اسمین شیعونکو بھی مجال انکار کی نہین کیونکہ فاضل طبرسی مجمع البیان مین اس بات کی یون تصدیق
کرتا ہی کہ ذکر السید الاجل المرتضی علم الہدی ذو المجدین ابو القاسم علی بن الحسین الموسوی ان القرآن
کان علی عہد رسول اللہ مجموعا مؤلفا علی ما ہو علیہ الآن واستدل ذلک بان القرآن کان
یدرس ویحفظ جمیعہ فی ذلک الزمان حتی عین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم وانہ کان یعرض
علی النبی ویتلی علیہ وان جماعۃ من الصحابۃ کعبد اللہ بن مسعود وابی بن کعب وغیرہما ختموا القرآن
علی النبی عدۃ ختمات وکل ذلک بادنی تامل یدل علی انہ کان مجموعا مرتبا غیر مبتور ولا مبثوث
وذکر ان من خالف من الامامیۃ والحشویۃ لا یعتد بخلافہم فان الخلاف مضاف الی قوم من
اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفۃ ظنوا صحتہا لا یرجع بمثلہا عن المعلوم المقطوع علی صحتہ
پس صاحب حق الیقین اور جناب امام المشتغین کی نسبت حضرت امیر کی الزام قرآن چہپانیکا اور نسبت جناب عثمان کے الزام
قرآن جلانیکا باقی نہ رہا فالحمد للہ ۞ حمیر پایہ دوکان شیشہ گر سنگ است ❊ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد قولہ
ہر چند یہہ خلاصہ ناقص ہے اور لفظ قتل اہل الیمامہ کہ مشکوۃ مین موجود ہے اوس کا ترجمہ شیخ عبد الحق نے در وقت قتل اہل
یمامہ کی لکہا اور یہان اوسکے عوض بعد جنگ یمامہ کہا اقول کلاغی تک کبک را گوش کرد ❊ تگ خویشتن ہم فراموش کرد
علمای اہل سنت خصوصا صاحب تحفہ سترقہ مترجم صواعق سو بقول اکثر نقل کلمات امامیہ مین خیانت کرتی آئی ہین
اور علمای امامیہ اعلی اللہ مقامہم نے اونکی خیانت کو مرار بعد مرار ثابت کر دیا ہی اوسی ڈہنگ سے یہہ عجیب بے تیلا ہی اگر دو
وجہ سی منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتا ایک اسکی غباوت سنگ راہ ہی کہ اپنی مرشدون کی باتین بھی نہین
سمجہتا اور ونکا کلام کیا سمجہیگا اور بے سمجہی اسکی کیا ہو سکتا ہی دوسری یہہ کہ بفضلہ تعالی ہمارے علما کی خیانت
نشر ہین یہان کیونکر پیش جائیگا دیکہی اس مقام مین اسی کیا بیہودہ کلام کیا ہی اگر اسکی مراد یہہ ہی کہ لفظ
در وقت قتل اہل یمامہ شیخ عبد الحق نے ایسا ارادہ کیا ہی کہ قتال یا مارے جانی کی تہی اور قرآن کی جمع

جمع کا مشورہ ہوا اور جناب مجتہد العصر نے تصنیفا اوسکو تقدیر کی بعد قتل اہل یمامہ تو یہہ مراد اوسکی خلاف عبارت شیخ
کی ہی کیونکہ درو قت کی معنی پیش از وقت کوئی عاقل نہین سمجہ سکتا اور منافی اخبار سقیفہ کے ہی کیونکہ کہین
یہہ بات منقول نہین ہوئی پیش از وقت مقاتلہ یمامہ شیخین نے ایسی مشاورت کی ہو ایسا ہی اگر اس تاجم نے مراد
شیخ کی لفظ درو قت سی عین ہنگام جنگ و جدال و ضرب و قتال قرار دیا ہو تو وہ بہی خلاف سیاق و سباق
روایت و منافی قرائن حالیہ کی ہی کیا کوئی ایسا تصور کر سکتا ہی کہ قراء و صحابہ قتل ہی ہوتی جاتی تہی اور قرآن جمع کرنیکا
مشورہ کرتی جاتی تہی لا محالہ مراد شیخ کی یہی ہوگی کہ بعد قتل اہل یمامہ کی قرآن جمع کرنیکی مشورت ٹہری چنانچہ
بخاری نی اپنی صحیح مین زید ابن ثابت سی روایت کی ہے قال ارسل الی ابو بکر مقتل اہل الیمامۃ
فاذا عمر بن الخطاب عندہ فقال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامۃ بقراء القرآن
وانی اخشی ان یستحر القتل بالقراء فی المواطن فیذہب کثیر من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن
الی آخرہ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بعد موقوف ہونے جنگ و قتال کی ابو بکر نی زید ابن ثابت کو طلب کیا کما لا
یخفی علی المتامل علاوہ اسکی مقصود جناب سلطان العلماء کا ترجمہ لفظی نہین بلکہ خلاصہ ہی تو خلاصہ پر اعتراض
از روی ترجمہ لفظی کی محض فضول ہی **قولہ** تا لوگ جانین کہ شیخین نے بعد قتل قاریون کے قرآن جمع کیا تو اسکا اعتبار
نہین **اقول** اسکی اعلان سے ہماری کچہہ غرض متعلق نہین کیونکہ شیخین کے مجموع مولف کی بی اعتباری عمل و
استدلال مین ثابت کرنیکی واسطی اتنا ہی کافی ہی کہ اوسکو ذو النورین نی نار مین ڈالدیا حتی تواتر کو نہین
پہونچا اور ہماری ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا نی اوسپر عمل کرنیکا حکم نہین دیا ایسی حالت مین ہمکو ایسی تکلفات باطلہ
کی حاجت کیا ہی مگر تم البتہ اس فکر مین ہو کہ بی اعتباری اوسکی وجوب احترام مین ثابت کرکی احراق سی جو الزام
اوسکی صاحب جانی کے ہی وسپر خاک ڈالو سو یہہ نہین ہو سکتا ع لن یصلح العطار ما افسد الدہر
قولہ لیکن یہہ دونو صنعتین ہماری مدعا کو چندان منافی نہین نا خواہی نخواہی اوسمین او کچہہ بڑہا **اقول**
خلاصہ جناب مقتدانا کا ہر طرحکی صنعت سی منزہ اور مبرا ہی مگر اس غبی نے ایک لفظ مقتل اہل الیمامہ کی معنی کو بہتی
تہمت صنایع کے باندہی تہی وہ رفع ہو گئی دوسرے صنعت کا ہنوز اسنی اقرار ہی نہین کیا اور صیغہ تثنیہ قایم
کرکی بیہودہ بکنی لگا اس سے زیادہ غباوت کیا ہوگی او ظاہر ہی کہ او جہتی تین کو تا ہی نہین کے مگر خدا کی فضل
نی حق واقعی کو اوسکی اولجہن سے بچا دیا اور یہہ خود ہی اپنی دام ناپاک مین اولجہہ کر گر پڑا **قولہ** یہان بیان
کرنا اس بات کا چاہئی کہ جہہ بیت سر اسر محل مستدل ہی **اقول** یہہ دعوی بلا دلیل ہے اب تک کچہہ نہین

ظاہر ہوا کہ صورت اضلال کے کیا ہی اور جو کچھہ آگی بطور دلیل کے لکھا اوسی اس ادعا کی ساتھہ کچھہ تعلق نہین لامحالہ
ظاہر ہوا کہ لوگونکو دریافت کرنی پر آمادہ کیا اور کچھہ بیان نکر سکا ہنہ جملہ اسیکو کہتی ہین **قوله** کیونکہ اس سے
یہہ بات نکلتی ہے کہ کتابت قران کے سنت نہین حضرت نی لکہنی کا حکم دیا تہا **اقول** اس روایت کی کسی
عبارت مین صدور اجازت کتابت کا مذکور نہین ہے عبث یہہ عنی اس مضمونکو اپنی دل سے باندہتا ہی اور کچھہ
نہین ظاہر ہوتا کہ یہہ بندش کیون کرتا ہی کسنی کہا تہا کہ لکہنا قران کا بدعت ہی ہماری طریقہ مین منقول ہی کہ
حضرت پیغمبر خداﷺ نی جناب امیر علیہ السلام سی فرمایا یا علی اجمعہ وتحفظہ اس سے ظاہر ہوا کہ قران کا لکھنا اور جمع کرنا جیسا
چاہئی اگر عمل مین آئی تو ادای سنت ہی نہ بدعت اگر یہی دلیل ہے اضلال مدعا کی تو اس دلیل کو دعوے سی کچھ اخلال ہی
کسیطرح کا ربط نہین یہان مدعا ہمارا اثبات احراق ہے اور ابطال اوسکی جواز کا اگر اوسکی منافی کوئی مضمون اس
حدیث سی نکلا ہوتا تو البتہ تقریب تمام ہوتی ہان یہہ محل ہے اوس مثل کا جو اسنی پہلی بے محل کہی تہی **سوال**
از آسمان **جواب** از ریسمان کیون نہو استدلال اسیکو کہتی ہین کہ دعوی سی دلیل کو ربط نہو اہل علم کا برہان مین ضبط
نہو ایسی نہوتی تو سلطان العلما سی مباحثہ کا ارادہ کیون کرتی اتنا تو سمجھتی ع ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ✱
ساعد مسکین خود را رنجہ کرد ✱ اس جگہہ اگر کوئی اقوال اہل سنت مین غور و تامل کری تو البتہ کہسکتا ہی کہ انکی
پر جیسا انعقاد مجالس عزای جناب سید الشہدا علیہ السلام اور ذکر مصائب اوس مظلوم کا اور رونا اور نوحہ بدعت ہی
ویسا ہی لازم آتا ہی کہ قران کا جمع کرنا اور ترتیب دینا بدعت ہو اور جس حدیث کو جناب سلطان العلما نی تلخیصا مشکوٰۃ
سی نقل کیا اوسمین اگر ذکر اس بات کا ہوتا کہ پیغمبر خداﷺ نی جمع کرنی اور لکہنی کا حکم دیا تو یہہ ناصبی کی چال کیونکر
کہتا کہ الہام الہی سے خلفا نی قران کو جمع کیا اور موید میری کلام کا یہہ ہی کہ طریق اہل سنت سی یون منقول
ہی کہ زید ابن ثابت کہتا ہی فقلت لہم کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلعم اور مخفی نرہی کہ دو امر ایسے
ان خلفا سی ظہور مین آئی ہین کہ جس سے صاف و صریح احداث و تشریع ثابت ہی اول یہہ کہ سنیونکی اعتراف
سی قران مجید سات حرفون پر نازل ہوا تہا اور خلیفہ ثالث نی چہہ حرفونکو ونمین سے مٹا کی ایک قایم رکھا جیسا کہ
شاہ عبد الحق دہلوی شرح مشکوٰۃ مین حدیث انزل القران علی سبعۃ احرف کی ذیل مین اسطور سی لکہہ گئی ہین
آوردہ اند کہ اول کہ قران نازل شد بلغت قریش آمد کہ لغت آنحضرت بود و چون بر سایر عرب تکلم بآن شاق آمد
آنحضرت از حضرت عزت التماس کرد کہ در این امر توسعہ شود پس امر آمد کہ ہر کس بلغت خویش بخواند و ہمچنین میخواندند
تا زمان امیر المؤمنین عثمان چون وی رضی اللہ عنہ مصاحف متعددہ بنویسانید و ببلاد اسلام فرستاد قرار

قرار بر همان لغت داد که زید ابن ثابت بامر ابی بکر و باستصواب عمر رضی الله عنهما جمع کرده بود و امر کرد بمحو باقی لغات بجهت
شائبهٔ اختلاف در ما بکدیگر و تکفیر بعضی بعضی را و نماند از ان لغات مگر چیزی اندک و متفق شدند بر آن صحابه و باقی
ماند بعد از ایشان تا رسید بقرا سبعه باسانید متصله و باقی ماند اختلافیکه درین لغت مقرره بود از ادغام و اماله و وقف
و غیر ان از آنچه میان این قرا بحسب اختیار و ترجیح مختلف افتاده است انتهی اس روایت سی کئی باتین مستنبط هوتی هین
اول یهه که قران سات لغت پر وارد هوا دوسری یهه که یهه سب لغات زمانهٔ عثمان تک رایج تهین اور حضرت پیغمبر
نی ان لغات کی پڑهنی سی ممانعت نهین فرمائی تهی اسلئے که اگر آنحضرت نی منع فرمایا هوتا تو لوگ زمانهٔ عثمان تک کسواسطے
پڑهتی تیسری یهه که عثمان نی باقی لغات کو محو کردیا اور ایک پر اکتفا کیا اب انصاف سی کهئی که محو کردینا لغات کا قران
سی که حضرت نی واسطی توسعه کی جائز کها تها بدعت هی یا نهین اور یهه حرفونکو عثمان نی جو قران سی نکال ڈالا
تو قران ناقص هوا یا نهین دوسری یهه که ترجیح دیا قرات زید ابن ثابت کو که یهه ترجیح بلا مرجح سی هی قبیح تر هی
دیکهو که سیوطی نی کتاب تحبیر فی علم التفسیر مین لکها هی که جناب سرور کائنات ص فرماتی تهی خذوا القران من اربعة
من عبد الله بن مسعود وسالم ومعاذ وابی بن کعب یعنی یاد کرو تم قران چار شخصونسی پهلی عبد الله بن مسعود
دوسری سالم تیسری معاذ چوتهی ابی بن کعب پس ابتدا حضرت نی عبد الله بن مسعود سی فرمائی اور زید ابن ثابت
کا تو کهین اسمین ذکر بهی نهین پس ترجیح نه دینا قرات ابن مسعود کو بلکه جلا دینا مصحف کا سراسر بیجا اور بدعت هی اور
استیعاب مین هی من سره ان یقرأ القران غضا کما انزل علیه فلیقرأه علی قراءة ابن ام عبد یعنی حضرت
رسول اکرم سرور بنی آدم فرماتی تهی که جو شخص کی چاهی قران کو نیا اور تازه پڑهی جسطرحسی که نازل هوا پس چاهیے
که اختیار کری قرات ابن ام عبد یعنی ابن مسعود کو و مروی هی شریک عن الاعمش قال قال ابن مسعود
لقد اخذت القران من فی رسول الله ص سبعین سورة وان زید بن ثابت لغلام یهودی فی الکتاب
له ذوابة یعنی روایت کی هی شریک نی اعمش سی کها اوسنی که کها ابن مسعود نی اخذ کیا مینی قرانکو دهان رسول خدا سی
ستر سوره اور تحقیق که زید ابن ثابت اوس وقت مین هر آئینه بچه یهود تها اهل کتاب مین که اوسکے سر پر گیسو تهی
اور روایت کی گئی ابن عباس سی که حاصل مضمون اوسکا یهه هی که قراءة ابن ام عبد کی قراءة اخیره هی تحقیق که
جبرئیل امین بفرمان رب العالمین هر سال قرآنکو ایک مرتبه لاتی تهی اور جس سال مین که حضرت نی وفات پائی دو
مرتبه قران کو لائی پس دریافت کیا ابن مسعود نی جو کچهه که نسخ پایا اور جو کچهه که صحیح هوا پس قراءة ابن ام عبد
قرات اخیره هی انتهی ملخصه بیان روایات سی صاف ظاهر هو گیا که قرآت ابن مسعود کی بنسبت زید ابن

ثابت کی ارجح ہی وراوسکی قرارت مرجوح پس تفضیل مفضول کی فاضل پر عقلا اور شرعا دونو طرح روا اور جلانا اونکی
مصحف کا اسپر بیجا ہی **قوله** اور وہ پرچون پرزون پر منتشر جا بجا تہا نہ اوسمین ترتیب تہی اور نہ وہ ایک مصحف مین
جمع تہا **اقول** کچہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ عبارت شرح سے خلاصہ مشکوۃ کی یا جرح ہی اوسپر بہر دو تقدیر محض
فضول ہی کیونکہ اگر شرح کہتی تو شرح اس ناصبی کا منصب نہین اگر جرح کہیی تو کسی عبارت پر عاید نہین ہوتے محض
لا محالہ سو ہی ضایع کرنی کاغذ و قلم کی کوئی وجہہ اسکی لکہنی کی واضح نہین ہوتی علاوہ بریں مقولہ اگر یہہ مقولہ خدا
اسکا ہی تو بہ دلیل کون سنتا ہی اگر ہماری کسی کتاب مین سے نقل کرتا ہی تو نام کیون نہ لکہا اگر اپنی کتاب سے لکہتا ہی تو ہمکو
اسکی کتاب کا کیا اعتبار اور ساتہہ اسکی نام بہی اپنی کتاب کا نہین لکہتا اور انکا بڑا امام فخر رازی صاف لکہتا ہی کہ قران خود
پیغمبر خدا نی جمع کیا تہا قال فخر الدین الرازی فی نهایة العقول وقد جمعه النبی اور سیوطی نی تحبیر فی علم التفسیر
مین لکہا ہی کہ بخاری نے قتادہ سے روایت کی ہی کہا اوسنی سوال کیا مینی انس بن مالک سے کہ کتنی لوگون نے عہد جناب
پیغمبر مین قران مجید کو مجتمع کیا تہا کہا اوسنی کہ چار شخصون نی کہ وہ سب انصار سے تہی ابی بن کعب و معاذ بن جبل و زید
ابن ثابت و ابو زید انتہی اب اس غبی کا یہہ کہنا کہ عہد جناب رسالتماب مین قران جمع نہین ہوا خالی جہل یا تجاہل سے
نہین **قوله** اسمقام مین بعضی شراح مشکوۃ لکہتی ہین کہ اوسمین کچہہ آیت منسوخ التلاوۃ اور کچہہ منسوخ الحکم ہی اور احتمال تہی
اسواسطی ایک مصحف مین جمع نہوا کہ اوس زمانہ تک ورود احتمال نسخ اور ابدال کا باقی تہا **اقول** آیات منسوخ
الحکم مانع جمع و ترتیب کے نہین جیسا قران مروج اسپر شاہد ہی اور منسوخ التلاوۃ ایک خاص اصطلاح اہل سنت کی ہے
کہ نقیص کے عیب کو اس پردہ مین چہپاتی ہین اور یہہ نہین سمجہتی کہ قرائت منسوخ التلاوۃ کی اسی لفظ سے ثابت ہے
کہ اوسکی تلاوت کو منسوخ قرار دیا یعنی قبل وجود ناسخ کی وہ آیات متلو اور داخل مصاحف تہین اب اونکا
پڑہنا منسوخ ہوگیا اور مخفی نہین کہ منسوخ ہو جانے سے قران ہونا اور افتراض تعظیم اون آیات کا زایل نہین ہوا ہان
ہان اب تمہاری ذمہ ہی کہ آیات قرانی مین سے منتخب کرکی بتاؤ کہ کونسی آیت قران مروج کی نسخ کرتی ہی کس
آیت منسوخ التلاوۃ کو امامیہ کی کتابون مین آیات منسوخ التلاوت کا کہین ذکر نہین تمہاری کتابون مین البتہ بہت
آیات منسوخ التلاوت مذکور ہین اب ہر ایک کے ناسخ کو تم بتاؤ جیسا آگی جل کے اون آیات کا مذکور ہوگا **قوله**
پہر جب زمانہ وحی کا منقطع ہوگیا الی آخر ما قال اور یہہ ترتیب مطابق لوح محفوظ کی ہے **اقول** اگر مراد یہہ ہے
کہ جتنی کلیات و جزئیات عالم مین سب لکہا ہی ہے لوح محفوظ مین منقش ہین لاجرم یہہ قران مروج اسی ہیئت
و ترتیب سے لوح محفوظ مین ساتہہ تعدد نسخ کی کہ الی یوم القیامۃ پڑہتی جاتی ہین صحیح ہون یا غلط ہون تو

پوری ہون یا ادہوری ہون جیسی ہین اوسی ہیئت سی اور ترتیب سے لکہنی والی اور چہاپنی والی اور پڑہنی والی اور
پڑہانی والی کی نام کی قید کی ساتہہ موجود ہی تو ہمکو اسکی تسلیم مین کچہہ عذر نہین مگر یہہ تمکو کچہہ نفع نہین دیتا کیونکہ
جو قرآن صاحبیانی نی جلا دی اون سبکی ترتیب بہی اس مفروض کے روسی لوح محفوظ مین موجود ہی اور جلا دینا
بہی وہین لکہا ہی تو ایسی مطابقت لوح محفوظ سی کچہہ مزیت و فضل نہین ثابت ہو سکتا بلکہ طعن و جند ہوگا
اور قیامت مین شہادت لوح محفوظ سی جلانیوالونکی واسطی جو ہونا ہی ہوگا ع کہلینگے شگوفون کے سارے دفتر
ادہر ہمارے اودہر تمہاری اور اگر مراد یہہ ہے کہ جس ترتیب سے جناب احدیت نی لوح محفوظ مین قرآن کو نازل کیا
تہا اور حضرت جبرئیل کو وہانسی تبلیغ کیواسطی عنایت ہوا یعنے جیسی ترتیب سے ضمنی بانی تہی ہی یہہ ترتیب قرآن
مروج کی ہے تو اسپر دلیل چاہئی ابتک تمنے کوئی دلیل ذکر نہین کی ہے اور ہم تمسی پوچہتی ہین کہ عدہ زن متوفی عنہا زوجہا کا
اوائل بعثت مین ایک سال تہا بعد چندگاہ کی خداوند حکیم نی چار مہینی دس دن مقرر فرمائی پہلا حکم منسوخ ہوا اور
دونو ناسخ و منسوخ اس قرآن مین موجود ہین مگر ناسخ پہلی ہے منسوخ پیچہی ہے اب کیوا اسی ترتیب کو ترتیب واقعی کہتے
ہین اسی ترتیب پر قرآن نازل ہوا تہا اگر باب مدینہ علم سی تخلف کیا ہوتا اور اونکی تالیف کے مصحف کو قبول کرتی
تو ہرگز یہہ نوبت نہ آتی لیکن اس کہنی سی ہمارے غرض اسقدر ہے کہ تمہارا کلام ہمقام پر ساقط عن الاعتبار ہے ورنہ زمانہ
غیبت مین صاحب العصر امام ثانی عشر کی جمہور مسلمین کو تکلیف ہے قرآن مروج کی پڑہنی کے اور اسی پر عمل کرنیکی ہے
اب ہم اہل انصاف کی طرف خطاب کر کے کہتی ہین کہ کتب معتمدہ اہل سنت کو بخوبی ملاحظہ فرمائی اونکی ملاحظہ سی صاف
ظاہر ہوتا ہی کہ تالیف سور اور آیات کی توقیفی نہین ہے یعنے منسوب طرف پیغمبر خداؐ کی نہین ہی بلکہ صحابہ نی اپنی اجتہاد
سی اوسی ترتیب دیا ہی سیوطی تحبیر فی علم التفسیر مین لکہتا ہی نعم یشکل علی ذلک ما اخرجہ ابو داؤد فی المصاحف
باسنادہ عن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ اتی الحارث بن خزیمہ بہاتین الآیتین من آخر سورۃ براءۃ
فقال اشہد انی سمعتہما من رسول اللہ ص ووعیتہما فقال عمر وانا اشہد لقد سمعتہما ثم قال لو
کانت ثلث آیات لجعلتہا سورۃ علیحدۃ فانظروا الی آخر سورۃ من القرآن فالحقوہا فی آخرہا قال
ابن حجر ظاہر ہذا انہم کانوا یولفون آیات السور باجتہادہم وسایر الاخبار تدل علی انہم لم
یفعلوا شیئا من ذلک الا بتوقیف انتہی اور ابن حجر نی فتح الباری مین لکہا ہی ان تالیف مصحف ابن
مسعود علی غیر الترتیب العثمانی وکان اولہ الفاتحہ ثم البقرۃ ثم النساء ثم آل عمران ولم یکن علی
ترتیب النزول ویقال ان مصحف علیؑ کان علی ترتیب النزول اولہ اقرأ ثم المدثر ثم نون والقلم

ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر ثم سبح وهکذا الی آخر المکی ثم المدنی والله اعلم اس روایت سی صاف
ظاہر ہوتا ہی کہ مصحف جناب ولایت مآب موافق ترتیب نزول کی تہا اور یہی جلال الدین سیوطی اتقان مین لکہا ہی
اما ترتیب السور فهل هو توقیف ایضا او باجتهاد من الصحابة فیه خلاف فجمهور العلماء علی الثانی
منهم مالک والقاضی ابو بکر فی احد قولیه ومما استدل به لذلک اختلاف مصاحف السلف فی
ترتیب السور فمنهم من رتبها علی النزول وهو مصحف علی کان اوله اقرأ ثم المدثر ثم ن
ثم المزمل ثم تبت ثم الکوثر ثم التکویر وهکذا الی آخر المکی والمدنی وکان اول مصحف ابن
مسعود البقرة ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی وغیره الخ پس جبکہ
امیر المومنین یعسوب الدین موافق ترتیب نزول کی ہو تو پہر مصحف عثمان کو مطابق لوح محفوظ کی کہنا اور توقیفی
قرار دینا کہان سی روا ہوا بلکہ ابن حجر وغیرہ کی روایت سی بطلان دعوی توقیف اور کذب اس کا ظاہر ہی
اور یہی مدارک مین تفسیر سورہ احزاب مین صاف لکہا ہوا ہی وترتیب النزول لیس علی ترتیب المصحف
پس یہہ سب اقوال اکابر اہل سنت کی برائت دعوی وحجت قطعی ہین اس پر کہ ترتیب عثمانی کو ترتیب انزال ربانی
کی ساتہہ اصلا مطابقت نہین لامحالہ لوح محفوظ کی مطابقت کا دعوی محتاج دلیل ہی ودونہ خرط القتاد **قولہ**
اب یہہ وہی قران ہی بعینہ ہمین شیعون کو بہی مجال انکار کی نہین ہی کیونکہ فاضل طبرسی تفسیر مجمع البیان مین
اسبات کی یون تصدیق کرتا ہی **اقول** حقیقۃ الحال یہہ ہی کہ علماء امامیہ اسبات مین مختلف ہین کہ آیا
قران مابین الدفتین مین نقصان ہوا ہی یا نہین بعضی مثل جناب شیخ صدوق و مولانا طبرسی و سید مرتضی علم الہدی فرماتی
ہین کہ قرآن مین نقصان نہین اور بعضی نقصان کی قائل ہین مگر تامل سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ قول سید مرتضی سی جو
مفہوم ہوتا ہی کہ تغیر اور تحریف قرآن مین اصلا اور مطلقا نہین ہوئی مراد اوس سی یہہ ہی کہ بقدر ایک یا دو سورتون
کی تغیر نہین ہوئی نہ یہہ کہ بقدر مفردات الفاظ کی بہی نہین ہوا اس لئی کہ کلام سید مرتضی سی کتاب شافی مین کہ جواب
قاضی عبد الجبار کی تحریر فرمائی ہی ظاہر ہوتا ہی کہ قران مجید زمانہ رسولخدا مین مختلف بحسب اختلاف قرات کی تہا
وهکذا عبارته فی الکتاب فاما قوله ان ابن مسعود انکر جمع عثمان الناس علی قراءة زید بن ثابت
واحراقه المصاحف فلا شک ان عبد الله کره ذلک کما کرهه جماعة من اصحاب الرسول وتکلموا فیه
وقد ذکر الرواة کلاما لکل واحد منهم فی ذلک مفصلا ومما کره عبد الله من ذلک انما مکروها هو
الذی یقول رسول الله فی خبر من سره ان یقرأ القرآن غضا کما انزل علیه فلیقرأه علی قراءة ابن

ابن ام عبد وروی عن ابن عباس ان قرآۃ ابن ام عبد وھی القراۃ الاخیرۃ ان رسول اللہ کان
یعرض علیہ القرآن فی کل سنۃ فی شھر رمضان فلما کان العام الذی توفی فیہ رسول اللہ
عرض علیہ مرتین فشھد عبد اللہ ما نسخ منہ وما صح فھی القراۃ الاخیرۃ انتھی ماور نا ان
روایت سی ظاہر ہوتا ہی کہ قرآت عبد اللہ ابن مسعود کی قراۃ اخیرہ ہی اور حضرت رسول نی اس قرات کی
اخذ کا حکم فرمایا تہا اور اوسکے قرآت پر تحسین فرمائی تہی پس اس قرآن موجود مین اور قرآن عبد اللہ ابن مسعود
مین نزدیک سید مرتضی کے بہی فرق ظاہر ہوگیا اور بہی اگر یہہ قرآن اور مصحف عبد اللہ ابن مسعود ایک
ہوتا تو نوبت ضرب اور ہتک حرمت کی کس لئے ہوتی پس یہہ کہنا کہ سید علم الہدی کی نزدیک اشیا تغیر
نہین ہی رفع ہوگیا باقی رہے ترتیب تو اگرچہ سید کے ظاہر قول سے مفہوم ہوتا ہی کہ یہہ ترتیب موافق ترتیب عہد نبوی
کی ہے مگر کلام اونکا ماول و مصروف عن الظاہر ہی اور مراد اونکی ترتیب فی الجملہ ہی والا ابہی معلوم ہو چکا کہ یہہ
ترتیب موافق نزول کی نہین اور اختلاف اس ترتیب مین بہت سا ہی پس یہہ ترتیب من جمیع الوجوہ
ترتیب عہد نبوی کی مطابق نہین کہی جاسکتے اور علاوہ اسکی ابہی ظاہر ہو چکا ہی کہ یہہ مسئلہ نقصان قرآن کا
اختلافی ہے پس اگر سید عدم نقصان کے قائل ہون تو یہہ کچہہ مفید اہلسنت نہین اسلئی کہ اہلسنت
کی روایتونسی تو نقصان بہت ثابت ہوتا ہی دو چار روایات کتب معتبرہ اہلسنت کی لکہتا ہون تاکہ حجت
مخالفین پر تمام ہو دیکہو کہ اتقان مین لکہا ہی قال عمر لولا یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبتہا یعنی
آیۃ الرجم یعنی عمر نی کہا کہ اگر لوگ یہہ نہ کہتی کہ زیادتی کی عمر نے قرآن مین آیہ رجم اذا زنیا الشیخ والشیخۃ
فارجموھا البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم کو لکہتا اور جلال الدین سیوطی نی اوسی کتاب مین لکہا ہی
قال ابو الحسن المنادی فی کتابہ الناسخ والمنسوخ ومما رفع اسمہ من القرآن ولم یرفع من القلوب
حفظہ سورتا القنوت فی الوتر تسمی سورتی الخلع والحفد یعنی ابو الحسن بن المنادی نی کتاب ناسخ و منسوخ
مین لکہا ہی کہ وہ چیز کہ نام اوسکا قرآن سی اوٹہہ گیا مگر دلون سے اوسکی حفاظت گئی وہ دو سورے قنوت کی ہین
وتر مین کہ نام اونکا دو سورہ خلع اور حفد ہی اس روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ دو سورے قنوت کی داخل قرآن تہی مگر
ناقصین نی اونکو نکال ڈالا اور پہر جلال الدین سیوطی نی اوسی کتاب مین زر بن سی روایت کی ہے کہ کہا مجہہ سے ابی
بن کعب نے کاین تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنین وسبعین آیۃ او ثلثا وسبعین آیۃ قال
ان کانت لتعدل سورۃ البقرۃ وان کنا لنقرء فیہا آیۃ الرجم قلت اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموھا

۱۷

بالجملہ روایات صحیح بخاری کی
موطاء مالک بن انس وغیرہ مین
صریح نقصان قرآن موجود ہی

البتۃ نکالا من اللّٰہ واللّٰہ عزیز حکیم یعنی ابی بن کعب نے زر بن حبیش سے سوال کیا کہ سورۂ احزاب میں کتنی آیات ہیں زر
نے کہا تہتر یا تہتر آیات ہیں کہا اوسنے کہ اگر سورۂ احزاب تمامہ موجود ہوتی تو برابر سورۂ بقرہ کی ہوتی اور تحقیق کہ میں نے
آیہ رجم کو اوسمیں پڑہا ہی زر بن نے کہا کہ آیہ رجم کیا ہی کہا اوسنے اذا زنیا الشیخ والشیخۃ الخ اور پہر اتقان میں
عایشہ سے روایت کی گئی ہی کہ کانت سورۃ الاحزاب تقرء فی زمان النبی مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف
لم یقدر منہا الا علی ما ہو الآن اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ رسولخدا میں جو یہہ زیادتی تہی محو اور
نسخ نہیں ہوئی تہی بلکہ جب عثمان نے اپنی مصحف کو لکہوایا تو اوس زیادتی کو دور کردیا بس زعم اہلسنت کا کہ زمانہ رسول اکرم
میں یہہ زیادتی منسوخ ہوگئی تہی اور خلفا نے اسکو ناقص نہیں کیا محض بیجا ہی اور یہہ تو فرمائی کہ احرف سبعہ زمان نبوی میں
جائز تہی آخر عثمان نے وہ سب احرف مٹا ڈالی اسسے زیادہ ثبوت تنقیص کیا ہوگا اور بہی اتقان میں حمیدہ بنت یونس
سے روایت ہے کہ کہا اوسنے قرء علی ابی وہو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عایشۃ ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون
علی النبی صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون فی الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان
المصاحف اس روایت سے صاف ظاہر اور آشکار ہی کہ صحابیانی بہت سی مصاحف میں تغیر اور تنقیص کی ہی اور یہہ بہی
ظاہر ہوتا ہی کہ بیشتر تغیر آیتیں کی تلاوت ہوتی تہی اور عینی شارح صحیح بخاری نے تفسیر سورۂ برأت میں ابن
عجلان سے روایت کی ہی انہ قال قد بلغنی ان براءۃ کانت تعدل البقرۃ او قربہا فذہب منہا فلذلک لم
تکتب البسملۃ اور تفسیر درمنثور میں ذیل میں قول سبحانہ وتعالی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا
کی موجود ہی قال ابو عبید حدثنا اسمعیل بن ابراہیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر لا یقولن احدکم قد اخذت
القرآن کلہ وما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت منہ ما ظہر اور خوارزمی نے
اپنی مناقب میں بصری سے روایت کی ہی انہ قال کان یقرء حرف ہذا صراط علی مستقیم یقول معناہ ہذا
صراط علی ابن ابیطالب ودینہ طریق ودین مستقیم فاتبعوہ وتمسکوا بہ فانہ واضح لا عوج فیہ
اور ثعلبی وغیرہ نی اپنی تفسیر میں حبیب بن ثابت سے روایت کی ہی قال اعطانی عبد اللّٰہ بن عباس مصحفا فقال ہذا
علی قراءۃ ابی بن کعب فرأیت فی المصحف فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی الآیہ پس جب جناب ابن
عباس کہ سردار مفسرین تہی اونہوں نے قراءت الی اجل مسمی کو جائز کہا تو معلوم ہوا کہ یہہ قراءت منسوخ نہیں ہوئی اور
عثمان نے بسبب اسکی کہ یہہ قراءت دلالت متعہ پر کرتی ہے مٹا ڈالا اوسکی تفصیل بحث المتعہ میں انشاء اللّٰہ تعالی
اور حاکم نے اپنی مستدرک میں لکہا ہی اخبرنا ابو العباس محمد بن ہارون الفقیہ ثنا علی بن عبد العزیز ثنا

ثنا حجاج بن منهال ثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن ابی بن کعب قال کانت سورة الاحزاب توازی سورة البقرة
وکان فیها الشیخ والشیخة فارجموهما البتة هذا حدیث صحیح الاسناد انتهی باوجود ان روایات کثیرہ کی
کہ صاف نقصان اور تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں عدم نقصان قرآن کے قائل ہونا اور پیروان اہلبیت میں سے
جو لوگ قائل نقص و تحریف ہیں اونپر طعن کرنا بڑی خود فراموشی ہے اپنا تیر نہیں دیکھتے دوسرے کی پھلی پر نگاہ ہے ان
هذا الشیء عجیب لا یلیق ان یتفوه به اولوا الالباب **قوله** صاحب الیقین مع جناب امام المتشیعین کو الخ
اقول جبکہ بنا ابن خدشہ کی مندفع ہوگئی اور عبارت جناب سید مرتضی علم الہدی کی معنی بھی ظاہر ہو چکی کہ نقصان
قرآن فی الجملہ ولو ببعض مفردات الالفاظ کے قائل ہیں پھر الزام احراق مصاحف کی جلانیکا کیونکر باقی نہ ہوا اور جبکہ سید
سند خود شافی میں بایں عبارت لکھتے ہیں ان اختلاف الناس فی القراءة والاحرف لیس بموجب ما صنعه عثمان
لانهم یروون ان النبی صلعم قال نزل القرآن علی سبعة احرف کلها شاف کاف فهذا الاختلاف عندهم
فی القرآن مباح مسند الی الرسول فکیف یحظر علیهم عثمان من التوسع فی الاحرف ما هو مباح فلو کان
فی القراءة الواحدة تحصین القرآن کما ادعی لما اباحه فی الاصل لان القراءة الواحدة لانه اعلم بوجوه
المصالح من جمیع امته من حیث کان مؤیدا بالوحی موفقا فی کل ما یاتی ویذر انتهی بعد اسکی پھر یون ارشاد
فرمایا واما اعتذاره بان احراق المصاحف لا یکون استخفافا بالدین بحمله ایاه علی تخریب مسجد الضرار
فبین الامرین بون بعید لان البنیان انما یکون مسجدا وبیتا لله تعالی بنیة الباني وقصده ولولا ذلك لم
یکن بعض البنیان بان یکون مسجدا اولی من بعض ولما کان قصد الباني لذلك الموضع غیر القربة والعبادة
بل خلافها وضدها من الفساد والمکیدة لم یکن فی الحقیقة مسجدا وان سمی بذلك مجازا او علی ظاهر الامر
فهدمه لا حرج فیه ولیس کذلك ما بین الدفتین لانه کلام الله الموقر المعظم الذی تجب صیانته عن البذلة
والاستخفاف فای نسبة بین الامرین انتهی کلامه تو کیونکر جناب سید علیه الرحمة قائل اس بات کی ہونگی کہ صاحب
جلانی قرآن کو آگ میں جلوا ڈالا اور قرآن چھپانی کا مضمون نسبت جناب لاثانی کی جو اس صبی نی لکھا ہی تو حقیقت
یہ ہی کہ حضرت امیر نے قرآن کو چھپایا نہیں بلکہ بمصداق حدیث نبوی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض حکمت
بالغہ حضرت حکیم علی الاطلاق کی مقتضی اسباب کی ہوئی کہ جیسا حجت اپنی اوصیا سی متمسک جمہور ایسا ہی اوس
قرآن کی فیوض سے بھی محروم رہیں جس وقت امام ثانی عشر بحکم خالق اور پردہ خفا سے جلوہ گاہ ظہور میں رونق افروز
ہونگی اونہیں کی ساتھ وہ قرآن بھی ظاہر ہوگا اور مدارست اوسکی شایع ہوگی اسمین الزام کیا جگہ ہے یا فضول

ہست کی بدی اعمال سے ثقلین کو غائب کہنا تمالق عالم نے روا رکہا اور قران جلانی کا الزام نیا نہین ہے بلکہ یہہ
قدیم الایام سے سنیوں مین وقوع احراق لوح محفوظ مین قایم ہو چکا ہی اخبار آئمہ مین روایت اسکی ہو چکی ہے دیکھو کنز العمال
بتبویب جمع الجوامع سیوطی کہ صاف لکہا ہوا ہے عن جبل بن نفیر قال لتعملن بعمل بنی اسرائیل ولا یکون
فیہم شی الا کان فیکم مثلہ فقال رجل فینا قردۃ وخنازیر قال وما یبریک من ذلک لا ام لک
قالوا فنبئنا یا ابا عبد اللہ فقال لو حدثتکم لافترقتم علی ثلث فرق فرقۃ تقاتلنی وفرقۃ لا تنصرنی
وفرقۃ تکذبنی ثم انی ساحدثکم ولا اقول قال رسول اللہ صلعم ارایتکم لو انکم تاخذون کتابکم
فتحرقونہ وتلقونہ فی الحش فصدقتمونی قالوا سبحان اللہ یکون ہذا قال ارایتکم لو حدثتکم ان
امکم تخرج مع فئۃ من المسلمین تقاتلکم قالوا سبحان اللہ یکون ہذا انتہی بلفظہ عدد شمار
شیر خدا است عدد و ہمہ سوی [illegible] ہر دو عا است اہلسنت اپنی کتابون کو نہین دیکہتے فقط راہ عناد سے
علماء فرقہ ناجیہ پر طعن فرماتے ہین **قال المجتہد البحری یا للنکر بیم** اور روایت انس بن مالک مین مذکور ہے
کہ عثمان نے اون صحیفہ کو حفصہ سے منگوا لیا اور وعدہ لیا کہ بعد نقل لینے کے واپس کرونگا جب عثمان نے قران
کو جمع کر دیا تو اون صحف کو حفصہ کی پاس بہیجدیا اور اپنی قران کا ایک ایک نسخہ اطراف ممالک مین بہیجا اور حکم
کیا کہ سوا اس قران کے جو کچہہ کسی صحیفہ یا مصحف مین ہو اوسکو جلا دین **قال الناصب القوی اللئیم** یہہ حال
اوپر بہی [illegible] ہے اسکی پوری بیان کرتی ہین اگرچہ بمعنی الجملہ طول ہوگا لیکن بحکم جستہ جستہ ہوی دراز اسکو
ضمیمہ [illegible] سنبل باغ کو [illegible] گیسوی منظور قبول حاصل مضمون روایت انس کا یہہ ہی کہ شام
پر جب جہاد ہونی لگا تو حذیفہ بن الیمان پاس جناب عثمان کے اگر فریاد اور فغان کرنی لگا کہ یا امیر المؤمنین
لوگون نے قراءت مین اختلاف ڈال رکہا ہی سو اس امت کو تہام لیجیے یہہ اوسمین اختلاف کے نیچ پاوین جیسا یہود اور
نصاری نے اپنی کتاب مین اختلاف کیا تب جناب عثمان نے اون صحیفوں کو ام المؤمنین حفصہ کی پاس سے مستعار لیا
اور زید ابن ثابت اور عبد اللہ ابن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث کو فرمایا کہ ان صحیفونکو مصاحف
مین لکہو اور عند الاختلاف زبان قریش کو مقدم رکہو کہ قران اونکی زبان پر اوترا ہی جب اون لوگون نے اسیطرح
کیا تب حضرت حفصہ کا صحیفہ واپس کیا اور اون مصحفونمین ایک ایک مصحف ہر ایک ملک مین بہیجا اور ماسوا کو
علی اختلاف الروایتین جلانی یا پہاڑنی کا حکم دیا مرقات مین لکہا ہی کہ مراد ماسوا سے منسوخ التلاوۃ ہی + +
سجستانی نے لکہا ہی کہ سات مصحف لکہوائی تہی ایک مکہ مین ایک [illegible] مین باقی پانچ کو شام اور یمن و بحرین

بحرین اور بصری اور کوفی مین بہیجا شیخ عبد الحق افادہ فرماتی ہین کہ قران مین باری جمع ہوا ایک مرتبہ آنحضرت کی
روبرو لیکن نہ مصحف واحد مین اسکا سبب گذر چکا اور ایک مرتبہ صدیق اکبر کی عہد مین اس اندیشہ سی کہ مبادا کچھہ ضایع ہو جاوے
لیکن بے ترتیب تہا اور ایک مرتبہ حضرت عثمان کی عہد مین جو فتنی قران مین اختلاف پڑی حضرت علی مرتضی شیر خدا
اکثر فرمایا کرتی کہ واللہ عثمان نی کیا خوب کام کیا اگر اوس سی یہہ کام انصرام نہوتا تو مین سر انجام دیتا پس جس حدیث اور ماوے کی
سی جو نسبت ثابت ہو کہ یہہ امر جلیل الشان بہترین حسنات جناب عثمان ہی اور وہ محرق القران نہین بلکہ محرق ماسوی القران ہین
کہ جو باعث اختلاف کا تہا یہی داغ ہی شمنون کی واویلا کرنے کا بعد انکی نقل و تصرف کے گنجایش نہ ہی اور مثل نوبت انجیل
نسخی مختلف قران کے ہاتہہ آئی کہ کچھہ او چلتا سب بمیر تا برہی ای حسود کین رنجست ❊ کہ از مشقت او جز بمرگ
نتوان رست ❊ توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی ❊ حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست ❊ اقول بفضل اللہ
العلیم بمفاد قول مولوی روم ❊ من ز قران مغز را برداشتم ❊ استخوان پیش سگان انداختم ❊ جو باتین
کہ مفضی طرف تطویل لاحاصل کے ہون اوس سے کیا فایدہ مطلب فقط اتنا ثابت کرنا ہی کہ عثمان صاحب نے
قران مجید کو آگ مین جلادیا سو وہ جناب سلطان العلما کی خلاصی بخوبی ثابت اسکا ہی جواب لکہہ دینا اسکو
نہین کہتی کہ اوراق قرطاس کے واسطی جنابی کم فہمون کی سیاہ کر دیجی ہمارے ناظرین لاحظہ فرمائین کہ سوا اس بات کے
کہ وہ قران جو سوختہ ہوی منسوخ التلاوۃ ہی کوئی سخن دوسرا بھی کے عبارت سی پایا نہین جاتا کہ جواب اوسکی
دیا ہو اور یہہ کہنا کہ بسبب اختلاف کے اون مصاحف کو خلیفہ ثالث نی آگ مین جلوا دیا تو اسکی جواب مین سید مرتضی
علم الہدی فرماتی ہین کہ حاصل اوسکا یہہ ہے کہ اختلاف بعض قراءات مین باعث قران سوزی نہین ہو سکتا کیونکہ خود
اہلسنت روایت کرتی ہین کہ نازل ہوا قران سات حرف پر اور وہ سب شافی اور کافی ہین پس یہہ اختلاف
تو پہلے سی آنحضرت کی مباح تہا اور واسطی آسانی امت کے حضرت رسولخدا نی جناب باری سی التماس کیا تہا پس
لئی عثمان نے چہہ حرفون کو مٹا ڈالا اگر قراءت واحدہ مین تحصیل و تحفظ قران منظور ہوتا تو یہہ مباح کرتی حضرت
مگر ایک قراءت پسنی کہ جناب ثقات وجوہات مصالح سی اقف تر او اعلم تہی انتہت ترجمہ کلامہ الشریف اگر
کوئی یہہ کہی کہ یہہ اختلاف عہد عثمان مین ہوا عہد نبوی مین نہین ہوا تو ہم کہینگی کہ یہہ مزعوم باطل ہے اسلئی کہ صاحب
جامع الاصول نی ابی بن کعب سے روایت کی ہی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ ایک روز مین مسجد مین بیٹھا تہا کہ ناگاہ
ایک شخص داخل مسجد ہوا اور حالت نماز مین اوسنی ایسی قرآت کی کہ کبہی مینی اوس طرح کی قرآت نہین سنی تہی بعد
اوسکی ایک شخص دوسرا بہی داخل مسجد ہوا اور اوسنی حالت نماز مین پہلی شخص کے مخالف قراءۃ کی پس جبکہ

نماز تمام ہوئی ہم سب خدمت جناب سید المرسلین میں حاضر ہوئی اور عرض کیے میں کہ یا رسول اللہ یہہ شخص
قران کو اسطرحسی پڑہتا ہی کہ میں نی نہیں سنا اور دوسرا شخص مخالف پہلی کے پڑہتا ہی پس جناب رسالتمآب
نی ارشاد فرمایا کہ دونو شخص میری روبرو قران کو پڑہیں پس پڑہا اون دونوں جسطرحسی کہ مسجد میں پڑہا
تہا پس حضرت نی دونو کو تحسین اور آفرین کی اور فرمایا اونحضرت نی کہ ای ابی بن کعب خدا نی مجہسی پہلی مرتبہ
فرمایا کہ قران کو ایک حرف پر پڑہو میں نی عرض کیے کہ ای بار الہا آسان کر میری امت پر پس حق سبحانہ وتعالی نے
دو حرف پر اجازت دی پہر اوسیطرحسی میں نی عرض کیا پس جناب باری نی سات حرف پر اجازت دیا انتہی
کذا فی الصواعق وغیرہ غرض کہ اسیطرحسی بہت سی روایات ہیں کہ اونسی اختلاف ہونا عہد نبوی میں ثابت ہوتا ہے
پس جبکہ سرور کائنات نی واسطی آسانی امت کے اس اختلاف کو جائز رکہا تو خلیفہ ثالث کون تہی جو ان قراتوں کو
محو کر دیا قولہ مع اختلاف قراتیں جلانی یا پہاڑنیکا حکم دیا اقول معلوم نہیں کہ مجیب نی یہہ ترجمہ کس لفظ کا لکہا ہے
انس بن مالک کی روایت جو مشکوۃ میں اور اتقان میں ہی اوسمیں تو فقط یہہ لفظ مذکور ہی وامر بما سواہ من القران
فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اور حرق کی معنی سوختن ہیں نہ چاک نمودن اس معنی کو در پردہ یہہ منظور ہے
کہ کسی صورت سی نسبت جلانی قران کیطرف عثمان کی نہ ہونے پائی مگر بمضمون لن یصلح العطار ما افسد الدہر
کچہہ کوشش مجیب کے کام نہ آئیگی فافہم وتحقق الحق قولہ حضرت علی مرتضی اکثر فرمایا کرتی تہے کہ واللہ عثمان نے
کیا خوب کام کیا اگر اوس سے یہہ کام انصرام نہوتا تو میں سرانجام دیتا اقول یہہ قول بہی مانند سائر اقوال بے بضاعت
مجیب کے لا طائل ہی اصلی کہ روایت شیعہ و سنی سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب شیر خدا علی مرتضی علیہ التحیۃ
والثنا نی قران کو موافق نزول کے جمع کیا اور ترتیب اوسمیں موافق اوسی کے تہی اگرچہ سابق میں بیان اسکا ہوا ہے
مگر یہاں پر بہی بطور انموذج کی بیان کرتا ہوں اتقان میں ہی عن ابن حجر انہ قد ورد عن علی انہ جمع القران
علی ترتیب النزول عقب موت النبی اخرجہ ابن ابی داود ثم قال واخرج ابن ابی داود من طریق
ابن سیرین قال قال علی لما مات رسول اللہ آلیت علی ان لا اخذ علی ردائی الا لصلوۃ الجمعۃ حتی
اجمع القران فجمعتہ پس ہرگاہ کہ اس روایت سی یہہ ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام نی خود قران کو جمع کیا
تہا اور قبل زمانہ خلافت عثمان کے یہہ کام دست مبارک حضرت سی سرانجام ہو چکا تہا تو اس سے صاف ثابت ہوا
کہ عثمان کی جمع اور تالیف کے تحسین اور بانی جمع کی تمنا اور ترجی ہرگز حضرت کی زبان مقدس سے جاری نہوئی ہے
وضع اسکا بہی عجیب ہی یا اسکا مرشد اور اگر سرانجام دیتی سی یہہ غرض ہے کہ قران کو معاذ اللہ آگ میں جلاتے

جلائین تو یہہ دون جناب نے ہرگز نہیں کیا یہہ کام فقط ملقب بیجا وبی ایمان یعنی عثمان کا ہی **قوله** اور وه محرق القرآن
نہیں بلکہ محرق ما سوا القرآن ہیں **اقول** اگر ما سوا القرآن سے یہہ غرض ہے کہ نزول اوسکا پروردگار جلیل کے نزدیک
سے نہیں ہوا تو یہہ بدیہۃ باطل ہے اور اگر یہہ غرض ہے کہ ما سوا القرآن بھی منزل من اللہ ہی تو ہم کہیں گی کہ وہ بھی
احترام میں برابر غیر منسوخ کی ہی جلانا اوسکا شل اسکی جلانی کے خلاف احترام وتعظیم ہی علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ عبد الرحمن
بن ابی بکر سیوطی نی اتقان میں بیان کہنگی مصاحف میں حلیمی سے روایت کی ہی قال لو غسلها بالماء الا حرقها
بالنار فلا باس احرق عثمان مصاحف كان فيها ايات وقرآة منسوخة ولم ينكر عليه غيره وذكر غيره ان الاحراق
اولى من الغسل لان الغسالة قد تقع على الارض انتهى یعنی اگر مصاحف پرانی ہو جائین تو اونکو پانی سے
دہو دیا یا آگمین جلا دیا کچہہ مضایقہ نہیں اسلئی کہ عثمان نی بہت سی مصحفون کو کہ اونمین آیات منسوخہ اور غیر منسوخہ
دونو داخل تہین آگ میں جلوا دیا اور کسی نی اسپر انکار نہیں کیا اور بعضون نی ذکر کیا ہی کہ جلا دینا قران کہنہ کا بہتر ہے
اسلئی کہ غسالہ اوسکا زمین پر گرتا ہی اور وہ موجب اہانت کا ہوتا ہی انتہی اس حدیث سی کئی باتین ثابت ہوتی ہین
اول یہہ کہ ہمارے زمانہ میں اگر کوئی قران پرانا ہو جائی تو باوجود اسبات کی کہ اوسمین کوئی آیات منسوخ التلاوة
نہیں ہین اہلسنت کی نزدیک جلا دینا اوس قرانکا محض اوس دلیل سے ہے کہ عثمان نی کیا جایز اور مباح ہی پس
معلوم ہوا کہ عثمان نی جو خصوصیت قران منسوخ کی بیچ باب احراق عثمان کے لکہا ہی محض حسن پوشی ہی کہ جلانا
قران کا اوس سے چہپ نہ سکیگا اور طعن کی آگ نہ بجھیگی بلکہ اور زیادہ بڑہیگی بمضمون بیت عجبست باین
او مجہہ میں ہی جیون شعلہ وحسن جیون جیون مین اوسکو بڑہاتا ہون گہٹتا جاتی ہی ۔ دوسری یہہ کہ اس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جن مصحفونکو عثمان نی حسب ایمان اپنے آگمین جلوایا اونمین قرآت منسوخہ اور غیر منسوخہ دونو
داخل تہین پس کیا وجہ ہی کہ تمام قرانکو جلا دیا جیسے ایک آیہ قران کا جلا دینا ویسا ہی تمام قران کا جلا دینا دونو خلاف
احترام وتعظیم ہی تیسری یہہ کہ بعضون نی اور بہی ترقی کے اور احراق کو نسبت غسل کے بہتر سمجہا ہی حالانکہ عائشہ
کہتی ہی اغسلوا احرقوا المصاحف اور کنز العمال میں بہی احراق کو خلاف احترام لکہا ہی جیسا گذر چکا سبحان اللہ اب
ظاہر ہی قران کو دہونا اور اوسکے غسالہ کو کسی ادب یا دریا وغیرہ میں چہوڑنا بہتر نہوا اور جلا دینا اوسکا کہ صرف
بی ادبی ہی بہتر ہوا فاعتبروا یا اولی الابصار ان هذا لشئ عجاب ہم پوچہتی ہین کہ قران جسوقت مین سوختہ ہوگا
تو خاکستر اوسکا زمین پر گریگا یا نہیں اگر یہہ کہو کہ زمین پر نہ گریگا تو یہہ انکار بدیہی ہے اور اگر گریگا تو فرمائیے کہ
کسی خلاف تعظیم کیا اور احراق اوسکا بہتر کہا نے ہوا هذا غاية التشنيع للقال **قوله** اور مثل توریت وانجیل

عثمان **اقول** ہرگز امام الائمہ نے ایسی شہادت نہیں دی اگر تم دعوی کرتے ہو تو بینہ قایم کرو تمہاری کتابونسی ہم
پر حجت نہیں تمام ہو سکتی ہماری کتابونسی احتجاج کرو اور بیشک دلیل اتہہ نہ آئی ایسی تلمیع بجز اس شعبے کی دوسرے
سے نہیں ہو سکتی **قال المجتہد المحری بالتکریم** اور یہہ روایت تو مشہور ہی کہ جبکہ ابن مسعود نے انکار دینے کا
اپنے مصحف کے کیا تو عثمان نے اونکو ضرب شدید کے اور اونسے نزد قرآن مجید کو لیکے جلوا دیا اور کچہہ پاس اونکی صحابیت
اور جلالت قدر کا نکیا خلاصہ یہہ ہے کہ دل سوز خلافت پناہ کی قرآن سوزی میں طشت از بام فتادہ ہے کہ علماء اہلسنت
بہی انکار نہیں کر سکتے **قال الناصب الغوی اللئیم** کتب صحیحہ میں اسقدر ہے کہ جب لوگوں کی قرائتوں میں اس
کو خلاف بڑہا کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ پڑہنے لگے اور اختلاف قرآت کو بہانہ پکڑنے لگے اور بعض مصحفوں میں مثل
مصحف ابی بن کعب کی قرآت شاذہ تہی اور اکثر آیتیں منسوخ التلاوہ اور بعض الفاظ تفسیر کی کہ جناب رسالتمآب نے
وقت تلاوت کے بیان معنی فرماتے تہے اونمیں داخل اور اسیطرح مصحف ابن مسعود کا حال تہا کہ برخلاف اجماع اور تواتر
دعاء قنوت کو داخل قران جانتے تہے اور معوذتین کو خارج جیساکہ استاد کلینی فی بہی تفسیر اہلبیت میں ابی بکر حضرمی
سے روایت کی کہ **قال قلت لابی جعفر ان ابن مسعود کان یمحوا المعوذتین من المصحف قال کان ابی**
یقول انما فعل ذالک ابن مسعود برایہ وہما من القرآن ان وجہوں سے بمشورہ حذیفہ بن الیمان اور بہت
صحابیوں کے کہ جناب امیر بہی اونمیں شریک تہے حضرت عثمان نے چاہا کہ ایک مصحف میں قرآن جمع ہو تا
تمام عرب اور عجم کا اختلاف اوٹہہ جاوے اسمیں ابی بن کعب نے اپنے مصحف کو بخوشی حوالے کیا لیکن ابن مسعود نے بہ دیا
اور ان قرآت شاذہ وغیرہ کی اخراج اور معوذتین کی ادخال پر راضی نہوے غلامان جناب عثمان سے بمقتضی
انکی کچہہ بہشت سست ہوئی کسیکا سونہہ چلا کسیکا ہاتہہ جب جناب عثمان نے سنا بہت عذر کئے ابن مسعود اگر
اس عذر واجبی کو قبول نکریں تو حضرت عثمان کے کیا خطا ہے اور باعث طعن کے نہیں ہو سکتی ایسی چیزیں عالم
سیاست میں کثیر الوقوع ہیں خصوصا جسوقت دین میں رخنہ پڑنے لگے اور خلاف جمہور صحابہ کی جسمیں
جناب امیر بہی شریک ہوں کوئی شریعت پر آڑنے لگے یہاں تو سیاست دنیا کی لئی باعتراف شریف مرتضی
فی تنزیہ الانبیاء خود جناب امیر علیہ السلام نے خلاف حدیث لاتعذبوا بعذاب النار کہ مروی ائمہ اطہار سے ہے لوطی کو
جلوا دیا اور ابو موسی اشعری کی گہر کو لٹوا کر ہونکوا دیا طلحہ او زبیر کی ہتک حرمت کی اپنے بہائی حقیقی عقیل بن
ابیطالب کو یہانتک تنگ کیا کہ وہ جنگ صفین سے برخاستہ ہوکر معاویہ سے جا ملے اب حضرات شیعہ فرمائیں کہ کیا یہہ
لوگ صحابہ نہ تہے کہ انکی صحابیت اور جلالت کی رعایت کی جاتی دل سوزی خلافت پناہ کی اگر قران سوزی تہی

حروف السبع كان على عهد رسول الله كما غير مرة فهذا الاختلاف كان مباحا مسندا الى الرسول
فكيف يجوز لعثمان فعله ولما علم عبد الله بن مسعود ان عثمان يطلب المصاحف للاحراق ابى وكره كما يعلم
هذا الاكراه برواية الترمذي انه كان يقول يا اهل العراق اكتموا المصاحف التي عندكم وغلوها
ولم يكن هذا الانكار الا موافقا للشرع لان التحريق خلاف الاحترام لاحترام القرآن واجب واما
ما قال انه لا ثم انه مات من ذلك فتكذيبه رواية الواقدي فانه قال فلما مرض ابن مسعود قتله ابن عفان [؟] الحوار
بامر عثمان هذا ما تيسر لي في هذا المقام بعون الجليل المنعام وقد روى ابن ابي الحديد وغيره لما مرض ابن
مسعود مرضه الذي مات فيه اتاه عثمان عائدا فقال ما تشتكي قال ذنوبي قال فما تشتهي قال
رحمة ربي قال الا ادعو لك طبيبا قال الطبيب امرضني قال افلا آمر لك بعطائك قال منعتنيه
وانا محتاج اليه وتعطينيه وانا مستغن عنه قال يكون لولدك قال رزقهم على الله قال استغفر
لي يا ابا عبد الرحمن قال اسئل الله ان ياخذ لي منك حقي اس روایت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عثمان کے ہاتھ سے
عبد اللہ بن مسعود کو رنج بہت پہونچا تھا اب یہ کہنا اس عنی کا کہ غلامان عثمان سے بیماری انکی کچھ نسبت نہ ہوئی
جب جناب عثمان نے سنا بہت عذر کیے الخ خلاف کتب معتمدہ اہل سنت کے ہے اسلئے کہ ابھی بروایت واقدی
و شارح تجرید کے ظاہر ہو چکا کہ عثمان نے خود حضرت عبد اللہ بن مسعود کی ہتک حرمت کی تھی اور شارح مقاصد اور
صاحب کتاب ملل و نحل اور صاحب روضۃ الاحباب بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں اور اگر بیماری انکی ضرب سے تحقیق
ہوئی تو عذر کی کیا احتیاج تھی فقط اتنا ہی کافی تھا کہ خلیفہ ثالث کہتے کہ مینے اشخاص کو حکم نہیں دیا تھا اور میں
بے خبر تھا اور یہ جو کہا کہ ابن مسعود اگر اس عذر واجبی کو قبول نہ کریں تو حضرت عثمان کی کیا خطا ہے فی الحقیقت
اگر عبد اللہ بن مسعود کو علم اس بات کا ہوتا کہ ظاہر و باطن عثمان کا صاف ہے تو اس عذر کو قبول کرتے جبکہ عبد اللہ کو
یقین حاصل تھا کہ یہ ظاہر کی خوشامد ہے اور باطن میں بغض و عناد ہے تو اسلئے اس عذر کو قبول نہیں کیا قولہ
یہ اسباب طعن کی نہیں ہو سکتی ایسی چیزیں عالم میں بسیار کثیر الوقوع ہیں الخ اقول جناب ولایت مآب نے
جابجا واقعہ کو نقش ہی میں جلوا دیا تو حکم خدا سے جلوا دیا اسلئے کہ اعتقاد شیعہ یہ ہے کہ ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا مجتہد
نہیں ہیں کہ مثل سایر مجتہدین کی احتمال خطا ان سے متصور ہو بہت سی باتیں شرع میں ایسی ہیں کہ وہ خصائص سے
انبیا اور ائمہ سے ہیں اور دوسروں کو جایز نہیں جیسا کہ عند الرجوع الی کتب الفقہ ظاہر ہے یہ بات ظاہر و آشکار ہے کہ
عثمان کی کہ باتفاق فریقین معصوم جاننا صاحب جیا کا جایز نہیں اور جو کچھ وہ کریں بدون دلیل شرعی کی معتبر

نہین تو اب قیاس کرنا اقوال افعال حضرت پر کسی دوسری کی قول و فعل کو قیاس مع الفارق ہی اور تمہاری
نزدیک اگر جائز ہوگا تو اوس جوازسی ہمپر استدلال نہین ہوسکتا ان اہلسنت کی نزدیک البتہ بڑی قباحت لازم آتی
ہی کہ ابوبکر نی خلاف خدا و رسول کی فجاءۃ سلمی کو آگ مین جلوا دیا چنانچہ ابن ابی الحدید اور اکابر اہلسنت اسکا انکار
نہین کرتی اور خود صدیق اکبر اکثر کہا کرتی تھی کہ وددت انی اذا اتیت بالفجاءۃ لم اکن احرقتہ وکنت
قتلتہ او اطلقتہ سچ ہی کہ ابوبکر تو انسان سوزی مین یکتای روزگار اور عثمان قرآن
سوزی مین مشہور یادگار ہے یکی مشہور احراق انسان * یکی معروف تحریق قرآن * یکی دین مین راکرد
برباد * یکی اصلاح قران کر و ایجاد * اور طلحہ و زبیر نی خلاف حکم خدا و رسول کی امام بحق پر خروج کیا وہ تو اسلام
سی خارج ہوگئی حضرت کیونکر اونکی تہتک حرمت نہ کرتے اور تہتک کرنا اپنی بہائی عقیل ابن ابیطالب کے سند اسکی
کتب شیعہ سی لائی کہ وہ قابل اعتماد ہو اور بالفرض اگر تہتک کرینگی تو قول و فعل اونکا حجت ہی اور یہ جو کہا کہ یہی
بہی فرق ہی کہ وہان ماسوی القرآن جلا اور یہان نفس انسان الخ تو ماسبق مین ظاہر ہوا کہ مصحف حفصہ باوجود اسکی
کہ منسوخ نہ تہا پہر بہی جلا دیا گیا **قال المجتہد الحبری بالتکریم** بلکہ فخر رازی نی نہایۃ العقول مین لکہا ہی کہ
جلا ڈالنا باقی مصاحف کا در حقیقت نہایت تعظیم تہی کہ مبادا کوئی پرزہ اوسکا زمین پر گر پڑی تو باعث
اہانت اوسکی کا ہوگا سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو تعظیم ٹہرا اور گرانا اوسکا زمین پر باعث تحقیر کا ہوا حالانکہ
جلال الدین سیوطی نے کتاب اتقان مین قاضی حسین سے نقل کیے ہی اونسنی کہا کہ جلانا قرآنکا خلاف احترام ہے
اور جو چیز کہ خلاف احترام ہو وہ اہانت و استخفاف ہی انتہی **قال الناصب الغوی اللئیم** جس مصحف
مین نفع متصور نہو اوسکی اشاعت مین علماء کا اختلاف ہی بعضی کہتی ہین کہ جلا دینا چاہئی اور بعضو نکی
نزدیک دہو ڈالنا چاہئی لیکن محققین تفصیل کرتی ہین کہ جو قرآن من حیث انہ قرآن ہی جیسی یہ قرآن موجود
الآن اسکا جلانا بہتر نہین کیونکہ اسمین گونہ اہانت ہی بلکہ دہو کر اوسکی غسالہ کو کسی مکان طاہر مین ڈالدین
یا پی لین کہ یہ ہر مرض کی دوا ہی اور ہر درد کی شفا اور جو قرآن من حیث انہ قرآن نہین جیسی مصاحف محرقہ جناب
عثمان اسکا دہونا بہتر نہین جانتی کیونکہ احتمال حرفونکی رہجانیکا ہے بلکہ اوسکو جلا ڈالنا چاہئی تا اثر اختلاف کا
مطلقا باقی نرہی جیسا جناب عثمان نی کیا پس قول رازی کا ناظر ہی اسی معنی کی طرف اور قول قاضی کا ناظر ہی
اوس معنی کی طرف اس تقریر پر تعارض بین القولین اوٹہہ گیا اور رازی سی قاضی راضی ہوا اب حقیقت مین جلانا
ایسی قرآن کا جس سے اختلاف اور تکفیر فیما بینہم ہو باعث بڑی تعظیم کا ہوا اگر یہ امر باعث اہانت کا ہوتا تو اوکے

کوئی صحابی جلانی نہ دیتا جناب عثمان نے جیسی مشورہ بچاس صحابیون کی کہ بہترین اونہین جناب امیر المؤمنین بہی تھی قرآن
صحیح کو جمع کیا ویسا ہی ہوا بدیا نہین لوگون کے جلوایا اس صورت مین اگر جناب عثمان مورد طعن ہین لیکن این
تو جناب امیر علیہم السلام اور دوسری اصحاب بہی سبین شریک ہین اور یہ جو فرمایا کہ سبحان اللہ جلانا قرآن کا تو
تعظیم ٹہرا اور گرانا اوسکا باعث تحقیر کا ہوا یہ بات شان اجتہاد اور شایان و ادہی نہایت دور ہی کیونکہ اس سے
ثابت ہوا کہ گرانا اوسکا زمین پر اور لگد کوب ہونا آپ کی استنباط مین باعث تحقیر کا نہین حالانکہ جلانا اور پیر کے
نیچے لانا صورت تحقیر مین دونو برابر ہی کوئی انین مابہ الامتیاز نہین اور سلما کہ جلانا باعث تحقیر اور اہانت کا
ہی لیکن اور کی بہولی پر ہنسنا اور اپنا ڈینڈ ہر نہ دیکہنا صاف انصاف کی گلی پر چہری چلانا ہی کلینی بروایت
ابن جہم ہلالی امام جعفر صادق علیہ السلام سی لکھ رہا ہی کہ اتقوا اللہ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد
قوۃ انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکونوا ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم فقلت جعلت فداک
ائمۃ قال ای واللہ قلت انما نقرا اربی فقال ما اربی واومی بیدہ فطرحہا اھ انتہی فرمائی کہ قرآن صحیح
کریا اعتراف ملا زمان الا کی قابل التعظیم اور واجب العمل ہی اسکا زمین پر دی ڈالنا اور اہانت سی اوٹہا پہینکنا
اہانت ہی یا ماسوی القرآن کا جلانا اور علاوہ اسکی عظمت قرآن کی تو یہ ہی کہ اسکو ناپاک لوگون سے دور رکھی
اور قاذورات کی جگہ نہ ڈالی اور اسکی تلاوت کو زندگی مین باعث برکت و مرنی کی بعد سبب مغفرت کا سمجھے
یہ شیعونکو کہان نصیب صاحب استبصار فرمارہا ہی کہ لا باس ان تتلو الحائض والجنب القرآن اور ملا جعفر فقیہ
مین پڑہنا قرآن کا حاضر مین بقدر آیۃ الکرسی کے جائز کہا اور عوام بلکہ اکثر خواص شیعون نے موت وحیات مین قرآن
کی بدلی دیر و ضمیر کی مرثیہ پر اکتفا کیا اب کہین سوچنا ہی ہوئی کہ تعظیم کون کرتا ہی اور تحقیر کون وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ؎ نادم کہ از فیقان دہن کشان گذشتہ * گوشت خاک تا ہم بر باد رفتہ
باشد * اقول بفضل اللہ العلیم اس تفصیل غیر جمیل سی ظاہر ہوتا ہی کہ نہ قاضی سے رازی راضی ہی اور نہ رازی
سی قاضی اسلئے کہ مجیب سے استفسار ہی کہ قرآن مروج الآن اگر کہنہ ہو جائی اسیطرحسی کہ ہرزی اوسکی جا بجا
منتشر ہون تو رازی اوسکی جلا دینی کا حکم کریگا یا نہین اگر اوسکی جلانیکا حکم کریگا تو فہو المراد ثابت ہوا کہ خصوصیت
قرآن منسوخ کی نہین غیر منسوخ کو بہی اہلسنت جلا دینی کا حکم صادر فرماتی ہین اور درمیان رازی اور قاضی کے
اختلاف بہی ہوگیا اور اگر رازی اوسکی جلا دینی کا حکم نہ کریگا تو مین کہتا ہون کہ موافق قول رازی کے خلاف
تعظیم لازم آتا ہی کہ مبادا کوئی جزو اوسکا زمین پر گری اور وہ موجب اہانت کا ہو پہر ہی کہ ایسی مرید کو لیسا

پیر چاہیے سے ؎ نو سیر سنیان ۔ احراق مصاحف ہم روا ۔ پیروان سنیان آفرین ۔ لیکن
مریدانرا امام اخرین ۔ **قولہ** جیسی مصاحف محرقہ عثمان ہی اسکا دہونا بہتر نہین کیونکہ احتمال حرفون کی رہ جانیکا
ہی بلکہ اوسکو جلاڈالنا چاہی **اقول** جسکو اندک مس ہے ہندی عبارت کی معنی سمجھنی ہین وہ گواہی دیگا اس بات کے
کہ یہانتک جو کچھہ جناب مجتہد العصر نی فرمایا اوسکا خلاصہ صرف اسقدر تہا کہ قران من حیث انہ قران کو صاحب حیا
وایمان نے جلوایا اور یہ جلانا اہانت ہی الحمد للہ کہ ان دونو مطلبونکو آپ نے تسلیم اپنی محققین کے اتنی بک بک کی
بعد قبول کیا اسکو یاد رکہنا چاہی اب ہم کہتی ہین کہ جن مصاحف کو عثمان نے جلایا اوسمین اور اس قران مروج مین خواہ ترتیب
کا اختلاف ہو یا ہو خواہ قراءة و آیة تو نکا فرق ہو خواہ کسی مین اس سے زیادہ آیتین ہی ہون جسکو تم منسوخ التلاوة کہتی ہو
خواہ کچھہ آیتین کم ہی ہون اسکی سوا کوئی اور جہت ایسی کہ جو اوسکو بجنسہ فیرہ قرانیہ سی نکالدی نہین ہے کیونکہ طرفین
اون مصحفون پر اطلاق قران کا کرتی آئی ہین تو خواہ نخواہ کچھہ سورتین یا آیات اوسمین مطابق کلام اللہ مروج کی بھی
رہی ہونگی ورنہ الاطلاق قران کا اوسپر ہرگز صحیح نہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اس قران مروج کو کوئی ترتیب بدل کے
لکہی اور آیات مین یا اجزا مین یا سورمین تقدیم و تاخیر کردی تو البتہ یہ کہین گی کہ اس قرانکو اولٹ پلٹ دیا ہے
پر کوئی نہین کہہ سکتا کہ مکتوب قران نہین ہی اور اس اولٹ پلٹ جانیکے سبب سے کوئی اسکی اہانت روا نہین رکہہ سکتا
علی القیاس اگر قران مروج مین کچھہ زیادہ کیا جائی جیسا فی زماننا تراجم سلو و تفسیر حسینی اور ترجمہ شاہ ولی
کا اور حواشی کتب لغت سی اور کتب تجوید سے اور مثال اسکے لکہدیا کرتی ہین اور اکثر وہ حواشی غلط بہی ہوا کرتی ہین اور
صحیح بہی ہوتی ہین اور سب یا محشو القران ہین تو کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ ایسی قران کی اہانت بسبب اسکی کہ مشتمل
بر ماسوی القران ہے روا رکہنا چاہی بلکہ بقول شاعر ؎ صد خار راز بہر گلی آب میدہند ۔ وہ سب عبارات عربیہ و
فارسیہ صحیح و غلط بسبب مجالست و مجاورت کلام ربانی کی تعظیم مین شریک ہو جاتی ہین اور کلام اللہ کی احترام کی
شمول مین مجموع کا احترام ہوتا ہی یا اگر کوئی آدہا کلام اللہ لکہی اور آدہا چہوڑ دی تو اس وجہہ سی کہ یہ ناقص و ناتمام
ہی توہین اسکی کسیطرح نہین ہوسکتی کیونکہ وجوب احترام مین کل و جز اسکی یکسان ہین اب کوئی آپ جیسے سی اور آپکے
مرشدون سی جنکو یہ محقق قرار دیتا ہی پوچھے کہ تم نی عثمان کے احراق مصاحف کو قبول کیا اور یہی ثابت کردیا
کہ اونمین آیات صحیحہ مطابق قران مروج کی موجود تہین تو لامحالہ جلانا بعض قران مروج کا خواہ کل کا اگر نقصانا
مخالفت نہین رہی ہو ثابت ہوا اور قران مروج کی جلانیکو تم تسلیم کرچکی کہ اہانت ہی اور اسمین شبہہ نہین
کہ اہانت قران کفر ہی اور اسکا نتیجہ خود نکل آیا ع اب ہم نہ کہین گی تمہین بر حق کہو کیا ہی **قولہ** اگر یہ

یہ امر باعث اہانت کا ہوتا تو کوئی صحابی جلانی نہ دیتا **اقول** اسوقت علمای اہلسنت سی استفسار کیا جاتا ہی
کہ حکم بن ابی العاص کہ مطرود رسول خدا تھا اور مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا وکرامۃ سی حضرت نی طائف کو نکالدیا
تھا اوسکو عثمان بن عفان نی بسبب قرابت اور جہالت کے پھر طلب کرلیا تھا کیا وجہ ہی کہ کسی صحابہ نی اس سے
ممانعت نہ کی اور اوسکی طلب کرنی پر متعرض نہوئی اگر کہی کہ بظاہر راضی تہی مگر اوسکی خوف اور دہشت سی بول
نہ سکتی تہی تو ہم کہینگے کہ نحن فیہ مین بہی یہی امر ہی جیسا وہان پر ارشاد ہوگا ویسا یہان پر بہی کہا جائیگا پس
ظاہر ہوا کہ صحابہ کی تعرض کرنی سے صحت اس فعل کے نہین ثابت ہوتی کیونکہ صاحب مسئوا الیہ تہی کسیکو اسکے
تعرض کا یارا نہین اور آخر جب اسی طرح انکی افعال بڑہتی گئی تو تعرض ہوا بیت لطف حق با تو مدارا کند * چونکہ از حد
بگذرد رسوا کند * ایک عبد اللہ بن مسعود نے کہ تعرض کیا تہا اونکی تو ہشت مشت کو قبول کرچکی ہین پہر دوسرا
کوئی اگر تعرض کرتا تو یہی نوبت آتی ابوذر کی باب مین بہی کسینے تعرض کیا تہا جو اسمین کرتا سب تو انکی دست
نگر اور موافق تہے اور جنکو خوف خدا تہا وہ قدرت تعرض نہ رکہتی تہی ع ما احسن ما قال الفاضل الکامل مولانا الملا
طاب ثراہ فی حق الیقین ناقلا عن ابن ابی الحدید و ہذا خلاصۃ مقالۃ ابن ابی الحدید بعد مطاعن عثمان کے
اسطور سی لکھتا ہی کہ ہم انکار اس بات کا نہین کرتے کہ عثمان نے بدعتین بہت سی دین مین کین ہین لیکن
مین دعوی کرتا ہون کہ وہ بسبب عتین مرتبہ فسوق کو نہین پہونچین تہین اور باعث حبط ثواب کے نہین اور جملہ
گناہان صغیرہ سی تہین اسلئی کہ مین یقین کرتا ہون کہ وہ آمرزیدہ اور اہل بہشت سی ہے الخ ما قال انتہی
ذکرہ الی الملال اب اہلسنت جماعت کو لازم ہی کہ قول ابن ابی الحدید کو چشم انصاف سی ملاحظہ فرمائین کہ صاف
بدعت اور تشریع عثمان پر دلالت کرتا ہی غرض کہ بدعت ابن عفان کو اس رسالہ مین لکہنا آسمان کو گز سی
ناپنا ہی پس جبکہ ہر قدر عثمان نے تشریعات دین مین اختیار کین اور کسی نے بسبب بزدستی اور اپنی کمزوری
اور کسی نے بسبب طمع دنیوی کی ونسی تعرض نہ کیا تو نہ انکار کرنا کسی صحابہ کا دلیل صحت فعل کے نہین ہوسکتے
اور یہ جو تجنی کہا کہ بمشورہ پچاس ہزار اصحاب یہ حکم کہ بہتر ہی اور نیز جناب امیر المؤمنین تہی قرآن صحیح کو جمع کیا
ویسا ہی بصوابدید انہین لوگونکی جلوایا الخ تو یہ ہوا وہام مالیخولیا سی ہے عجبی کو لازم ہی کہ سند اسکی
کتب اہل حق اثنا عشری سے لائی تو وہ لایق اعتماد ہو حقیقت یہ ہی کہ یہ افترا پردازی اور بہتان بازی
واسطہ بہتانی عوام کی ہے اور عمدہ دلیل اس افترا پر یہی کہ عبد اللہ بن مسعود باوجود اسکی کہ صحابہ خود اور فقیہ
تہی اونہوں نے بخوف اسکی کہ عثمان قرآن کو جلادیگا اپنی مصحف کو نہ دیا بلکہ اکثر عبد اللہ فرمایا کرتی تہی کہ قرآن

اپنی پوشیدہ رکھو کیا یہ اصحاب بھی نہ تھی کہ عثمان انکی مشورہ پر عمل کرتا اور قرآن مجید جلنی سے بچ جاتا ھذا
غایۃ التشنیع للمخالف ولیس للمجادلۃ والمکابرۃ فیہ مجال **قولہ** فرمائی کہ قرآن صحیح کہ باعتراف ملازمان
قابل التعظیم اور واجب العمل ہی اسکا زمین پر دے مارنا اور اہانت سی لے وہاں پھینکنا اہانت ہی یا نا سوزی القرآن کا جلانا
الخ **اقول** سبحان اللہ اسمین بھی خیانت کرنا نقل مین فاضل لہوی سی بو تہمت حاصل کیا ہی کہ اوسنی از راہ نادا
ترسی جسطرح صواقع موبقہ کابلی کے چرا کر عربی کو فارسی کر کی تہوڑی سی ہیئت بدل کر تحفہ اثنا عشریہ بنالی
اوسطرح اوس تحفہ مسترقہ کی چوتھی باب کے اواخر مین بصفحہ ایکسو بالیس چھاپہ دہلی مین ایک بہتان عظیم شیعون پر
باندہ کر اس روایت کو اوسکی دلیل قرار دی اور ایک لفظ اہانت اپنی دل سی اوسمین بڑہا دیا ورنہ صدہا نسخ
اصول کافی کلینی بہت قدیم دو صد سالہ بلکہ زاید اسسے ہندوستان و ایران و عربستان مین موجود ہین اہل
انصاف بچشم نصفت دیکہین اور اصول کافی کے کتاب الحجۃ باب من الاشارہ الی امیر المؤمنین کو ملاحظہ فرمائین پہلی
حدیث اوس باب مین یہی روایت زید بن جہم ہلالی کی ہی اصلا و مطلقا لفظ اہانت اوسمین مذکور نہین بیچی شاہ صاحب
نی اپنی مریدون کو عقاید باطلہ پر قائم رکہنی کے واسطی اور عوام اثنا عشریہ کو دہوکہا دیکر راہ حق سی پہیرنی کی
لئی ایسا ارتکاب بہتان اور ایسی خیانت نمایان عمل مین لائی کہ دیدہ و دانستہ آپنا بڑا کلمہ پانچ حرف کا
اہانۃ اپنی دل سی اس حدیث مین داخل کیا اور اول مین انہ قرا بہی اپنی طرف سی بڑہا کی امامیہ کی کفریات مین
اس روایت کو شمار کر دیا کہ بی سبب جسطرح صاحب تحفہ بر قرآن جلانیکا طعن کرتی ہین ویسا ہی اپنی امام پر
قرآن کی اہانت کرنیکا اور پہینک مارنیکا اتہام باندہتا ہی دیکہو اہانت کے افترا کی صورت عبارت حدیث کے
دیکہنی سی ثابت ہوئی کہ شاہ صاحب نے اپنی دل سے اختلاق کیا ہی چنانچہ عبارت حدیث کے یہ ہی محمد بن یحیی
عن محمد بن الحسین عن محمد بن اسمعیل عن منصور بن یونس عن زید بن الجہم الہلالی عن ابی عبد اللہ ع
قال سمعتہ یقول لما نزلت ولایۃ علی ع وکان من قول رسول اللہ ص سلموا علی علی ع بامرۃ
المؤمنین فکان مما اکد اللہ علیہما فی ذلک الیوم یا زید قول رسول اللہ لہما قوما فسلما علیہ
بامرۃ المؤمنین فقالا امن اللہ او من رسولہ یا رسول اللہ ص فقال لہما رسول اللہ من اللہ ومن رسولہ
فانزل اللہ عز وجل ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما
تفعلون یعنی بہ قول رسول اللہ لہما وقولہما امن اللہ او من رسولہ ولا تکونوا کالتی نقضت
غزلہا من بعد قوۃ انکاثا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم قال

مفتری نے کسقدر طول دیا ہوتا باوجود منفی ہونی اہل حق کی افترا و بہتان بے ہزار ہزار زبان اپنی بہتان کی
تہمت باندھ رہا ہی اور جا بجا یہ کہتا ہی کہ قرآن مجید میں تواتر حروف کا جمیع خصوصیات سی مشکلات ہے جیسا کہ آگے
بیان کو جناب غفران مآب نے سوم میں بیج و بسط لکھا ہی کہ بہذا اعتبار تا آنچہ ما را معلوم است و متیقن آنست
کہ جناب ائمہ معصومین علیہم السلام امر فرمودہ اند ما را بقرات الفاظ ائمہ در آیہ مذکورہ لیکن این معلوم نشدہ کہ آیا این
امر بجہت این است کہ این لفظ یکی از سبعہ احرف است و یا اینکہ چون در اسقاط این لفظ مفسدہ عظیم متصور بود لہذا
از حذف نفرمودند یا اینکہ در اصل حدیث الفاظ ائمہ بجای امت مطابق واقع نیست لیکن معہذا چون احتمال اخر
شد میان نفی و اثبات تواتر از میان رفت وہذا ہو المطلوب انتہی **قولہ** علاوہ اسکی عظمت قرآن کی تو یہ ہی الخ **اقول**
یہ قول بھی سراسر ہزل محمول ہی اسلئی کہ جنب اور حائض کو تلاوت قرآن کرنا اہلسنت کی نزدیک بھی جائز
ہی جیسا کہ شرح وقایہ میں ہی کہ مالک کی نزدیک حائض کو قرآن کا پڑھنا درست ہی جیسا کہ صاحب کتاب مذکور
اسطرح لکھتا ہی واما عند مالک فیجوز لہا القراءۃ لا الجنب لانہ قادر علی تحصیل صفۃ الطہارۃ بالاغتسال
او التیمم فیلزمہ تقدیمہا علیہا والحائض عاجزۃ عن ذلک فکان لہا ان تقرء صرح بہ فی الکافی انتہی اور بعد
اسکی ہی شارح مذکور یوں لکہتا ہی **اقول ہذا مخالف صریحا لما فی تصحیحہ واما الجنب فلا یباح**
لہ قراءۃ القرآن عند عامۃ العلماء خلافا لمالک انتہی اس عبارت سی معلوم کہ جنب کے لئی تلاوت قرآن مالک
کی نزدیک جائز ہی اور طحاوی کی نزدیک حائض و نفسا اور جنب سبکے لئی قراءت ادون الآیہ جائز ہی حالانکہ
اتہام و تعلیم میں کل مساوی ہیں مادون الآیۃ لکھا یا تخصیص ہے اور بہی ابی حنیفہ کی نزدیک بسم اللہ اور سورہ
فاتحہ کا پڑھنا علی سبیل الدعا جنب کے لئی جائز ہی جیسا کہ شرح وقایہ وغیرہ سی صاف ثابت ہوتا ہی پس آیا
ظاہر ہوا کہ یہ بھی ایسا سنی ہے کہ شرح وقایہ بھی نہیں پڑھا ہی بلکہ درحقیقت وہی بات ہے کہ اصل الامر پر اعتراض
کر رہا ہی دیکھو امامیہ کی طریق میں چار سورتوں میں سی جسکو عزائم کہتی ہیں ایک کلمہ جنب اور حائض کو پڑھنا
جائز نہیں اور باقی سورتوں میں سی کسیقدر درست بخلاف مالکیہ اور طحاوی وغیرہ کی کہ جنکو یہ اہل حق سی جانتا ہی
بلاتخصیص کسی سورہ کی قرآن کا پڑھنا حائض کے لئی درست جانتا ہی اور جنب کے لئی بھی جائز سمجھتا ہی **قولہ** اور من
لا یحضرہ الفقیہ میں پڑھنا قرآن کا جا ضرور ہیں بقدر آیۃ الکرسی کی جائز کہا الخ **اقول** یہ قول بھی بسبب غیر
کا سراسر واہی ہی اولا اثبات کرتا ہوں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی جزو قرآن ہے جیسا کہ فخر الدین رازی
نے تفسیر کبیر میں مذہب شافعی کو قوت دی ہی اور بہت سی دلایل لکھی ہیں منجملہ انکی حجت خامس یوں ہے

[illegible]
عبارت حصہ سوم

۳۴

یاں عبارت لکھا ہی الحجة الخامس روی البیہقی فی السنن الکبیر عن ابی ہریرة قال کان رسول الله
صلعم یجهر فی الصلوة ببسم الله الرحمن الرحیم ثم ان الشیخ البیهقی روی الجهر عن عمر ابن الخطاب
وابن عباس و ابن الزبیر و اما ان علی ابن ابیطالب کان یجهر بالتسمیة فقد ثبت بالتواتر ومن اقتدی
فی دینه بعلی ابن ابیطالب فقد اهتدی و ایضا الحق والدلیل علیه قوله اللهم ادر الحق مع علی حیث
دار اور شرح شاطبی میں مذکور ہی عن علی ابن ابیطالب انه کان اذا افتتح السورة فی الصلوة یقرء بسم الله الرحمن الرحیم
وکان یقول من ترک قراءتها فقد نقص آیة انتهی دوسری یہ کہ علماء اہلسنت بسم الله الرحمن الرحیم اور ادعیہ عبرہ کا
پڑھنا بیت الخلا میں مستحب جانتے ہیں چنانچہ آداب قضاء الحاجة میں صاحب احیاء العلوم لکھتا ہی وان یقول
عند الدخول بسم الله الرحمن الرحیم اعوذ بالله من الرجس النجس الخبیث المخبث من الشیطان الرجیم
وعند الخروج الحمد لله الذی اذهب عنی ما یؤذینی وابقی علی ما ینفعنی اور بلوغ المرام میں ہی
وعن انس قال کان رسول الله اذا دخل الخلاء قال اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث
اخرجه السبعة اب فرمائیے کہ بیت الخلا میں بسم الله الرحمن الرحیم کہ جزو قران ہی اور باقی دعاؤں کا پڑھنا
کہ وہ بھی لایق احترام و تعظیم ہی جائز ہوا یا نہیں اور بھی فرمائیے کہ کس مذہب میں آیة الکرسی کا بیت الخلا میں
پڑھنا حرام ہی اسلئے کہ فتاوی قاضیخان میں صاف مسائل کیفیت قرات میں یہ عبارت مذکور ہی ویکره قراءة
القرآن فی موضع النجاسات کالمغتسل والمخرج والمسلخ وما اشبه ذلک انتهی اور مخفی نہیں کہ اس عبارت سے
کراہت ثابت ہی نہ حرمت تیسرے محل مقام یہ ہی کہ بیت الخلا میں ان آیتوں کا پڑھنا گو بظاہر خلاف احترام نہیں اسلئے
کہ ان آیات کی تلاوت سے دفع بلیات اور شیطان ہی سے نجات ہوتی ہی ہاں یہ البتہ خلاف احترام ہے
کہ کوئی شخص ایک جزو قران کا جائے نجس پر پھینک دیوے یا یہ کہ قران مجید کو عیاذا بالله آگ میں جلادیوے جیسا کہ
ہی کہ اکثر شیعیان علی ابن ابیطالب علیهما السلام واسطے دفع شیطان کی بیت الخلا میں مخالفین اور اعداء دین پر
کہ اوسکی برکت سے ہر طرح کی بلاؤں سے امان ہوتی ہی اور مؤید اس بیان کا یہ ہی ہے
کہ بعض علماء اہل سنت اور اجماع میں کہتے ہیں و یستحب ان یبدا ببسم الله الرحمن الرحیم ویقرء قل هو الله احد
اولا ویکبر ویهلل ویقول بسم الله العلی العظیم اللهم اجعلها ذریة طیبة واجعلها ان کنت قدرت ان تخرج
من صلبی فلذا قال صلی الله علیه واله وسلم لو ان احدکم اذا اتی اهله قال اللهم جنبنی الشیطان
وجنب الشیطان ما رزقتنی فان کان بینهما ولد لم یضره الشیطان و اذا قربت من الانزال فقل فی نفسک

دینداری اور ایمان کا خوب کیا کہ مصاحف مقدسہ متبرکہ من اللہ کو آگ میں جلایا اور اوسکی خاکستر کو خاک میں ملوا دیا
مع ابی بکر اور تو آپکے مروان چنین کرنے کہ اور یہی مصحف حفصہ کہ وہ منسوخ نہ تھا حالانکہ وہ بھی جلا دیا گیا اور یہ جو کہا کہ
اختلاف بہت کم تھا اور ایک ہی پیر کان لم یکن وہ نامرتب تھا یہ مرتب فرمائی کہ نامرتب کیا مراد ہی اگر یہ کہی کہ اوسمیں بلحاظ
ترتیب بھی تو یہ منافی ہے اون روایات اہل سنت کی کہ سابق میں مذکور ہو چکیں اور پھر مذکور ہونگی اور اگر مراد یہ ہے
کہ تمہاری ترتیب مرضی کی ساتھ مرتب تھا تو اس ترتیب کے نامرضی ہونی پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قایم کرو محض اپنا
زبانی کہہ دینا تھا کہ وہ نامرتب تھا یہ مرتب ہی کسیطرح کفایت نہیں کرتا اور یہی کہتی کہ مصحف ابن مسعود مرتب تھا
یا نہیں شق ثانی باطل ہی اسلئی کہ سیوطی نے اتقان میں لکھا ہی واما ترتیب السور فهل هو توقیفی ایضا او هو
باجتهاد من الصحابة فیه خلاف فجمهور العلماء علی الثانی منهم مالک والقاضی ابو بکر فی آخر قولیه ومما استدل
به لذلک اختلاف مصاحف السلف فی ترتیب السور فمنهم من رتبها علی النزول وهو مصحف علی کان اوله
اقرأ ثم المدثر ثم نون ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر ثم سبح هکذا الی آخر المکی والمدنی وکان اول مصحف
ابن مسعود البقرة ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی وغیره اس سی صاف معلوم
ہوتا ہی کہ مصحف ابن مسعود وغیرہ میں ترتیب تہی مگر موافق نزول کے نہیں جیسا کہ اس قرآن مروج میں بھی ترتیب
مطابق تنزیل کے نہیں اب اس سے صاف بطلان کلام ابن عنبی کا ثابت ہوا اور شق اول بھی باطل ہے اسلئی کہ خود
ابن عنبی نے کہا کہ وہ نامرتب تہا پس یا اسکو اپنی قول سی مناقضت ہوتی ہے یا سیوطی کے قول سے اور یہ دونو
باطل یقین بڑی تعجب کی بات ہے کہ یہ بھی لکھتا ہی کہ اختلاف بہت کم تہا اسلئی کہ روایات کثیرہ مخالفین سی ظاہر ہوتا ہے
کہ قرآن مروج الآن کل قرآن نہیں ہی بلکہ قرآن کثیر جلا ڈالی گئی جیسا کہ تفسیر درمنثور میں جلال الدین سیوطی
نی روایت کی ہے اخرج ابو عبید وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر قال لا یقولن احدکم قد اخذت
القرآن کله ما یدریه ما کله قد ذهب منه قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظهر منه انتهی
اب علماء اہل سنت کی خدمت میں معروض ہے کہ اس حدیث کو بخوبی ملاحظہ فرمائیں کہ کسقدر صاف تصریح ہے
کہ قرآن کثیر مفقود ہو گئی اور یہ ظاہر ہی کہ مفقود نہیں ہوا مگر بسبب احراق عثمان کی قولہ تلاوت سے کرورون
بیہودہ جوان شاید لاکھوں اسپید خوانونکو یا سیپاسی یانی یاد اقول اب یہی منشور ہی ہو دیا ہوسکتا کہ بہت سی آیات
قرآنی کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود وغیرہ میں تہین اور اس قرآن مروج میں نہیں بسبب احراق
کی جاتی رہیں پھر اب کیونکر وہ آیات قرآنیہ کسی یاد ہیں اور کسکا دل اون آیات کی تلاوت میں شاد ہی

ہیگی ان البتہ ہزاروں سنی اندہی کانی جولاہی واسطی روٹی کی اس قرآن مجید کو یاد کیا کرتی ہین مگر شل توتی کی کچھہ اوسکو
سمجہی واقفیت نہین رکہتی گویا پچونکی تلاوت ہی اور مکتب جاتو نہین اوسکی قرآت ابیات لفظ قرآنکے
ہین فقط لاقط + کوی اندہی ہین کوئی کانی ہین + کوئی دہنیے کوئی جولاہی ہین + اکثرون کو یہی ہوس بہی
ناز + کلہ تراویح کی پڑہینگی نماز + اور مریدون کو ہم بڑہائینگی + ابہی توقیر کو بڑہائینگی + ہونگی مشہور حافظ قرآن + ہونگی
سب ہمسی خرم و شادان + سب جولاہون مین ہوینگی مشہور + اوٹہکے تعظیم سب کرینگی ضرور + سب کہینگے
کہ آو حافظ جی + یہان پہ تشریف لاو حافظ جی + جب کہ نیت مین اسطرح ہو فساد + کیا ہوا اگر کیا جو قرآن یاد
اور آیہ انا لہ لحافظون کی یہہ معنی نہین ہین کہ ان جولاہی جاہلون کے یاد کرنی سے محافظت قرآن کی ہوگی بلکہ اسکے
مراد یہ ہی کہ حکیم علی الاطلاق نی قرآن صامت کی محافظت قرآن ناطق کی مقارنت سی کی ہی کہ ہر زمانہ مین ایک
معصوم مفترض الطاعۃ کو علم اوسکی الفاظ و معانی کا مطابق واقع کی ایسا عطا فرمایا ہی کہ ثقلین کے وجود کی برکت
سی عالم قایم ہی جیسا او عیا اما سیہ مین وارد ہی بوجودہ ثبتت الارض والسماء و بیمنہ رزق الوری و بہ یملاء
اللہ الارض قسطا و عدلا بعدما ملئت ظلما و جورا دیکہو عظمت قرآن کے ہماری اعتقاد مین ہے یا تمہارے
عقیدہ مین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون قولہ مجید صحیفہ علی یا مصحف فاطمہ نہین الخ اور قرآن
پوشیدہ رہنا مصحف علی بن ابیطالب علیہ السلام کا حقیقت مین لطف و اصلح ہی کیونکہ خلیفہ ثالث نے
بہت سی مصحفونکو خلاف دین اور شریعت جناب سید المرسلین کے آتش مین جلوا یا اور کوئی دقیقہ خلاف احترام
قرآنکا باقی نہ رکہا یہانتک کہ عبد اللہ بن مسعود کہ صحابہ کبار سی تہی بسبب دینی قرآن کی اونکی ہتک حرمت کی پس
اگر جناب امیر اوس قرآن کو مخفی نہ رکہتی تو لا محالہ وہ بہی جلایا جاتا یا مقابلہ کرتے اور مقاتلہ کی واسطی مامور نہ تہے
اسلئی اصلح اخفا تہا اور لطف الہی وجود ہی امام ہی اگر چندی مثل پیغمبر کے ارشاد حق سی سکوت اختیار کری
اور بعد اسکی اعلان دعوت شروع کری تو یہ کچھہ منافی لطف کے نہین جو تم پیغمبر کے سکوت کا جواب دوگی وہی ہم
امام ثانی عشر کی غیبت کا جواب دینگی اور حقیقت مین یہ طعن تمہارا متوجہ ہی طرف جناب ختمی مآب کی کہ بعد بعثت کے
ایام دراز تک دعوت سی ساکت رہی اور یہانتک نوبت پہونچی کہ غار مین مختفی ہوئی اور اگر کہوگی کہ اوس اختفا کو
ہم موجب طعن نہین سمجہتی تو مابہ الفرق بیان کرو خداوند عالم کی نسبت سی کرو ہر ایک طرفۃ العین یکسان ہے
جب وہ اختفا غار کا خداوند تعالی نی واسطی زمانہ قلیل کے روا رکہا تو یہ اختفا مدت دراز کی واسطی ہوا تو کیا قباحت
ہی ہان تمہارا اتفاق باطنی چہتا نہین تم دونو کو مذموم جانتی ہو ہماری اعتقاد مین سر من رای کا غار اور مکہ معظمہ کے

شیخین اور اوایل جناب عثمان مین اوس قرآن محرق کی پڑہنی کے کیا حاجت تہی ہزارون کو قران اسی ترتیب سے یاد تہی
جواب ہی اور حضرت نی جبرئیل سی دورہ کیا تہا اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا اور تراویح مین پڑہا جاتا تہا اور جمع
کرنے والی اون مصحفونکی بیشک مؤمن تہی اگر کسیکو کچہہ شبہہ قراءۃ شاذہ وغیرہ مین پڑا تو عند الاجماع وہ ہرگز
اپنی شبہہ پر نہ اڑا کیونکہ مؤمن کا یہ کام نہین کہ نیا قران بناوی اور شیخین نے جو اپنی عہد مین جمع کر دیا بسبب جہاد
کفار اور دفع خصوم اور مشاغل بسیار کی فرصت ترتیب کی نملی اس باعث نا مرتب جمع رہا اور احکام شرع کی
نکالنی اور نمازونمین پڑہنی کچہہ اوسپر توقف نہ تہی بلکہ ہزارونکو یاد تہا اس طرح جیسا اب نمازونمین پڑہی جاتی ہی اور
احکام شرعی نکالتی تہی ہمکو بیشک حدیث اصحابی کالنجوم یاد ہی جیسا اونہون نی کیا اور کہا ہم اونکی اقتدا کرتی ہین
تمکو البتہ یہ حدیث فراموش ہی کہ انکی اقتدا سی دور رہو اور سوا دو چار صحابیون کے سب سے نفور ہو ابہا ز تو آیہ
چنین ہا تو کنی ٭ اقول بفضل اللہ العلیم حق تو یہ ہی کہ جس قرآن کے پڑہنی کے احتیاج ہی وہی جلا دی گئی
اسلئی کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود سی تمسک کرنا بارشاد نبوی تجبیر فی علم التفسیر وارد ہی جیسا کہ سابق مین
گذرا حالانکہ وہ قران جلا دیا گیا پس اگر احتیاج اوس قران محرق کی نہ تہی تو کیون جناب سرور کائنات نی فرمایا
کہ قرآن کو تم لوگ عبد اللہ بن مسعود سی سیکہو اور اگر احتیاج تہی تو پہر کسلئی جلا دیا گیا اب یہ کہنا کہ عہد شیخین اور
اوائل جناب عثمان مین اوس قران محرق کی پڑہنی کے کیا حاجت تہی سراسر باطل اور بیکار ہی علاوہ یہہ ہی کہ روایات
کثیرہ اہل سنت سی ثابت ہوتا ہی کہ جبتک مصحف عثمان مرتب نہین ہوا تہا اور احراق مصاحف کا وقوع مین
نہ آیا تہا تب تک ہی قران محرق کی تلاوت ہوتی تہی اور وہی مصاحف مقدسہ محرقہ نمازونمین پڑہی جاتی
تہی چنانچہ شاہ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکہا ہی پس امر آمد کہ ہر کس بلغت خویش بخواند و ہمچنین میخواندند
تا زمان امیر المؤمنین عثمان الخ اس سے بہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ جناب عثمان نی مصاحف متبرکہ کو نہین جلایا
تہا تب تک ہی لغات کہ محو نہین ہوئی تہین پڑہی جاتی تہین پہر قول تمہارا کہ عہد شیخین اور اوائل عثمان
مین اون قران محرق کی پڑہنی کے کیا حاجت تہی کیونکر صحیح ہوگا اور یہ جو تمنی کہا کہ ہزارونکو اسی ترتیب سے
یاد تہی جو اب ہی اور حضرت نی جبرئیل سی دورہ کیا تہا اور اسی یاد پر عمل کیا جاتا تہا تو یہ کئی وجہہ سی باطل ہے
اول یہ ہی کہ صاحب اتقان عایشہ سی روایت کرتا ہی کہ کانت سورۃ الاحزاب تقرأ فی زمن النبی
مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم نقدر منہا الا ما ہو الآن اس سی صاف معلوم ہوتا کہ عہد حضرت رسالتمآب
مین سورۂ احزاب دو سو آیتین تہین اور وہ سب نمازونمین پڑہی جاتی تہین اور مخفی نہین کہ لفظ کانت سے

ثبوت دوام و استمرار ہوتا ہی جیسا کہ عبد الحق دہلوی وغیرہ نی تصریح کی ہے اور سبعت شعر میں انشاء اللہ تعالی
بنحو بی ثابت ہوگا پس یہ بہی تم اوٹہہ گیا یہ بہا حضرت میں اسکی تلاوت ہوتی تہی پہر منسوخ ہوگئی بلکہ ان
کتب کی تنسیخ سی معلوم ہوتا ہی کہ جبتک عثمان نی قران کو مرتب نہین کیا تہا اور باقی مصاحف معتبر کو نہین جلایا تہا
تبتک وہ سب آیتین کہ جو اس قرآن مین بیچ سورہ احزاب کے نہین ہین پڑہی جاتی تہین دوسری یہ کہ تم بتاؤ کہ عبد اللہ بن
مسعود وغیرہ کہ جنہون نی مصاحف کو جمع کیا تہا کس پر عمل کرتی ہے اگر یہ کہو کہ اسی پر مسلسل کرتی تہی تو یہ نہین ہو سکتا
سیلئی کہ اگر ترتیب یہ وہ لوگ عمل کرتی تو جمع کرنا انکا مصاحف کو بیکار ہوجاتا اور قرآن مروج مین اور انکی مصاحف
مین کیا فرق رہتا اب معلوم ہوا کہ انکا عمل اس قرآن مروج پر نہ تہا پس قول تمہارا کہ اسی ترتیب پر عمل کیا جاتا تہا بی
دلیل ہے تیسری یہ کہ بہت سی آیات قرآنی ہین کہ قریب زمانہ وفات انکا نزول ہوا ہی اس سے کیونکر ہزارون نے
یاد کیا اور یاد کرنا قران کا علی سبیل التوزیع البتہ مسلم ہی مگر یہ کچہہ مفید خصم نہین چوتہی یہ کہ روایات کثیرہ مخالفین سے
ثابت ہوتا ہی کہ قرآن کئی بار مجتمع ہوا پس قرآن مروج کی ترتیب کو معتبر قرار دینا اور کہنا کہ حضرت نی جبرئیل
سی موافق اسی ترتیب کے دورہ کیا اور باقی مصاحف کے ترتیب کو نامعتبر کہنا بغیر کسی دلیل عقلی یا نقلی کے کب مسلم
ہی کوئی دلیل تمہاری پاس ہے کہ حضرت نی موافق اسی ترتیب کے دورہ کیا تہا ہو تو پیش لاؤ قولہ اور شیخین نے
جو اپنی عہد مین جمع کروایا بسبب آیات کفار اور دفع خصوم اور مشاغل بسیار کی فرصت ترتیب کی نہ ملی اقول
مخفی نہ رہی کہ محاربہ میدان جنگ مین یہی ہوگا کہ جو لعنت جناب رسالتمآب میں جہاد و قتال ومعرکہ ہیجا مین ثابت
قدم ہوا اور شیخین تو ہمیشہ ایسی معرکہ سی منہزم ہوتی آئی ہین چنانچہ فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر مین لکہا ہی من المنہزمین
عمر الا انہ لم یکن من اوائل المنہزمین ولم یبعد بل ثبت علی الجبل الی ان صعد النبی ومنہم ایضاً
عثمان مع رجلین من الانصار یقال لہما سعد وعقبہ نہزموا حتی بلغوا موضعاً بعیدا ثم رجعوا بعد
ثلثۃ ایام فقال لہم النبی لقد ذہبتم فیہا عریضۃ پس جو شخص کہ عادی فرار کا ہوگا کیونکر سر کار جنگ مین
حاضر ہوکر فتح کریگا اب اگر یہ کہی کہ جنگ مین فرار سی فرصت نہین ملتی تہی تو یہ البتہ ہو سکتا ہی مگر یہ توجیہ
بکار آمد اہل سنت نہین ہوسکتی اور حروب و مجاہدات جو عہد خلافت شیخین مین واقع ہوئی درحقیقت بجو یز
اوسکی اور تجہیز افواج کی بموجب اشارہ جناب امیر علیہ السلام کی ہوا کرتی تہی حضرت کے وجود ذی جود کی برکت سی
یہ سب فیوض ظاہر ہوئی یہانسی واضح ہوا کہ وجود امام کا لطف الہی ہے قال المجتہد العجری بالتکریم
اور فرمائی کہ جناب رسالتمآب نی جو اپنی امت کو وصیت کی تہی کہ مین تم مین چہوڑتا ہون کتاب اللہ

اور اہلبیت کو یہ دونو جدا نہ ہونگی تا وقتیکہ وارد ہوں میری پاس حوض کوثر پر مراد اوس سے کونسا قران ہی اگر
یہ قران مروج ہی تو یہ عہد عثمان مین مروج ہوا اوسوقت کہان تہا اور وہ قران جو جلا ئینگی وہ تو منزل من اللہ
نہ تہی تو پہر اہلبیت اور قرآن عہد عثمان تک جدا ہے لازم آتی ہے شاید اس حدیث وصیت مین اتنا فقرہ رہگیا کہ عہد
عثمان سے اسمین آپسمین جدا ہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ فقرہ شریفیہ کی کہ مین چہوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کو
کسطرح کروگی قال الناصب الغوی اللئیم سبحان اللہ حدیث وصیت کو خوب سمجہی اگر اسکی یہی معنی ہین
تو نسبت بمذہب شیعہ انقلاب عظیم پیدا ہوگا کیونکہ باعتراف ملازمین و بنا بر تصریح صاحب حق الیقین کے
ثابت ہی کہ قران کامل کہ جسکو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا تہا امام غائب کی پاس غائب ہی جب وہ
ظہور فرما ئینگی تو یہ بہی نکلیگا اسصورت مین جبتک جناب امیر نے جمع کیا تہا اور جبکہ جمع کرکی غائب کردیا تو اوس
زمانہ مین اور بعد کو دینی کے گیارہوین امام تک بہی جدا ہے لازم آتی کیونکہ ائمہ ہدی تو اسی قرآن کو پڑہتی پڑہاتی
لکہتی لکہاتی آئی ہرگز قرآن مفقود کا انکی پاس اثر بہی موجود نہ تہا تا بحدیکہ بنا برزعم شیعہ حضرت امام حسن عسکری
کی تفسیر اسی قران موجود پر ہے اب کسنی اپنی پاؤن پر تیشہ مارا اور کسنی ثقلین مین تفرقہ ڈالا شاید اسمین یہ فقرہ
رہگیا ہوگا کہ عہد امام غائب سے اسمین جدائی ہوگی تا ورود حوض کوثر مگر توجیہ عبارت شریفیہ کی کہ مین چہوڑتا ہون
تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت کسطرح ممکن ہوگی اسواسطے کہ کتاب اللہ کا ظہور اوسوقت اگر مسلم ہو تو بیچ کے
اہلبیت اوسوقت کہان ہونگی فاعتبروا یا اولی الالباب ان ہذا لشیء عجاب اس جگہہ خاطر دریا مقاطر موج زن
ہی کہ اس مبحث مین دو چار باتین متعلق حدیث ثقلین کے لکہون اور معنی لن یفترقا کی بخوبی بیان کرون
مگر طوالت کلام و غرابت مقام رخصت نہین دیتی اسلئی اتنی ہے پر کفایت کی سمجہہ والیکو ایک سطر کافی ہے اور
ناسمجہہ کو دفتر بہی نہین وافی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اقول بفضل اللہ العلیم سچ ہے
کہ درحقیقت ہجر بی دگر آماس جزری دگرست ماہ ان عبارتون سے معلوم ہوتا ہی کہ مضمون کلام صداقت انجام جناب
مجتہد علام خاطر خطیر مجیب مین منتقش نہوا کیونکہ یہہ کلام جناب سلطان العلماء کا باعتبار شق ثانی یعنی درصورت
یہہ کہنے مصاحف محرقہ کی منزل من اللہ ہی یعنی جسوقتیکہ مصاحف محرقہ منزل من اللہ نہ ٹہری اور یہ قران مروج
بسطر حکی ترتیب و ہیئت سی عہد نبوی مین نہ تہا تو پہر عہد عثمان تک بعد الثقلین مین جدائی لازم آتی دیکہو
یہ کلام کیسا آپسمین مربوط اور مقدمات اسکی کیسی مدلل اور مبرہن ہین مگر اس غبی کی سمجہہ مین کچہہ نہ آیا اس جہت سے
اسنی عبث ناظرین کو دردسر دیا لامحالہ ضرور ہوا کہ اسکی اوہام کو مفصل رد کرکی اسکو دکہادین کہ کیسا نا معقول

کلام اسکا ہی **قولہ** سبحان اللہ الی آخرنا قال امام غائب کے پاس غائب ہی **اقول** یہ کلام محض مہمل اور نامربوط ہی
جس قرآن کو جناب امیر علیہ السلام نے جمع کیا تھا وہ امام غائب کے پاس غائب نہیں ہی حاضر ہے تمہاری پاس سے البتہ غائب
ہی **قولہ** اس صورت مین جبکہ جناب امیر علیہ السلام نے جمع نہ کیا تھا **اقول** مخفی نہیں کہ یہان جمع کرنی سے مراد اوراق
مین لکھنا ہی اور یہہ معنی حدیث وصیت کے مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ وہان افتراق سلب باعتبار علم کی ہے نہ باعتبار مکتوب
کی اور روایات اہل سنت سے جو ثابت ہی کہ جمیع آیات قرآنی بفور نزول جناب امیر حفظ کرکی معانی اوسکی پیغمبر سے
دریافت کرکی یاد کرلیتی تھے اور مراد الہی مدینۃ العلم سے باب العلم تک پہونچ جایا کرتی تھی وہ سب از روز نزول تا آخر عمر
حضرت کی سینہ مبارک مین اور خزینہ حافظہ مین مجتمع تہا کبھی اوس سے افتراق نہیں ہوا تو کوئی ایسا زمانہ نہیں ہوا
کہ قرآن حضرت کے ساتھ مقترن جمع نہ رہا ہو علاوہ اسکی کہتا ہون کہ اگر جمع کرنیسے کتابت مراد ہو تو خود جناب
رسالتمآب کا افتراق قرآن سے لازم آتا ہی کیونکہ تمہاری اعتقاد مین پیغمبر کی زمانہ مین قرآن اس ترتیب ہیئت مجموعی
سے نہیں لکھا گیا تھا یہ فضیلت عثمان کو حاصل ہوئی تو چاہیی کہ پیغمبر خود متفرق ہون اہلبیت کے افتراق مین کیا
کلام رہا ہو کہ تاری **قولہ** اور جبکہ جمع کرکی غائب کردیا **اقول** حضرت نے غائب نہیں کیا بلکہ علی رؤس الاشہاد مجمع
مین حاضر کیا مگر لوگون نے بسبب شومی نفس کے قبول نہ کیا تب حضرت نے فرمایا کہ پہر تم اسکو نہ دیکہوگی تا ظہور قائم آل
محمد ع اسکے معنی یہ ہین کہ تم سے تمہارے شامت اعمال نے مشاہدہ اوس مصحف کا مفقود کردیا نہ کہ اون حضرت کے
پاس یا اونکی اوصیا کی پاس سے غائب ہے ہو **قولہ** تو اس بابت اور بعد غائب کردینے کے گیارہوین امام تک جدائی لازم
آئی **اقول** مطلقا جدائی لازم نہین آئی جیسا ہم بیان کرچکی ہان ایسی کلام واہی سے تمہاری جدائی فہم وادراک
سے البتہ لازم آئی ہے ؎ نہ فروعت محکم آمد نہ اصول ؛ شرم بادت از خدا و از رسول ؛ **قولہ** کیونکہ ائمہ ہدی تو
اسی قرآن کو پڑہتی لکہتی لکہاتی آئی **اقول** اس قرآن کے پڑہنی پڑہانی لکھنی لکھانی سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن صحیح
مطابق تنزیل کا علم اونکو نہ رہا ہو یا جو مصحف بخط جناب امیر صحیح و درست لکھا گیا ہی وہ اونکی پاس حاضر نہ ہو
ورنہ ادعی فعلیہ البیان **قولہ** ہرگز انکی قرآن کا اثر بہی موجود نہ تہا **اقول** اس دعوی باطل پر کیا دلیل ہی اور بلا
بینہ دعوی کرنا کسقدر مدعی کے واسطی موجب تذلیل ہے اب بہی کچہہ دلیل ہو تو لاؤ نہین تو اس بیہودہ گوئی سے
باز آؤ **قولہ** تا بجدیکہ بنا بر زعم شیعہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام الخ **اقول** غیر مرہ ظاہر ہوچکا ہی کہ امامیہ
کی عقیدہ مین تا ظہور قائم آل محمد علیہم السلام اسی قرآن پر عمل اور اسی سے استدلال واجب ہی لہذا اسکے
قرائت کی منافی باطل ہے پہر اس عقیدہ سے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر اسی قرآن کی موافق

موافق ہونی سی کیونکہ لازم آیا کہ جناب ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا کی پاس مصحف مرتضوی اور علم اوسکی بطونکا تہا
جس سے افتراق ثقلین کا لازم آئی **قولہ** اب کسی اپنی پاؤن پر تیشہ مارا **اقول** تمنی **قولہ** اورکسی ثقلین
مین تفرقہ ڈالا **اقول** شیطان نی تمہاری گمان مین **قولہ** شاید اسمین یہ فقرہ رہگیا ہوگا کہ عہد امام غائب
سی اسمین جدائی لازم نہ آئیگی اور وہ حوض کوثر **اقول** یہان آپنے اپنی دانست مین بڑا کام کیا ہی کہ گویا تغلیب
الزام کیا مگر ہمنی تو پہلی سے آپکا کام تمام کیا آپنی عبث ایسی امور پر اقدام کیا سہ گیرم کہ مار چوبہ کند تن بشکل مار +
کو زہر بہر دشمن و کو مہرہ بہر دوست + **قولہ** مگر توجیہ عبارت کے کہ مین چھوڑتا ہون تم مین کتاب اللہ اور اہلبیت
کسطرح ممکن ہوگی **اقول** تمہاری مسلمات پر توجیہ حدیث شریف کے عبارت کے صاف ہی کہ کتاب اللہ نام
ہی کلام نفسی قدیم کا کہ وہ قائم نہین ہوتا مگر ذات کی ساتھہ اور ہماری طریق پر کلام ربانی اصوات وحروف حادثہ
دالہ مراد الہی ہین کہ قدرت کبریائی سے لوح محفوظ سی جبرئیل پر القا کیا اور جبرئیل کی تبلیغ سی خاتم النبیین کے
ضمیر انور مین منتقش ہوا اور حضرت نے اپنی وصی کو تعلیم فرمایا اور اسیطرح اوصیانی ایک دیگر کو تعلیم کیا کسی وصی
کی ذہن سے منفرق نہین ہوا اور نہ ہوگا اس بیان سے پیغمبر کا اہلبیت کو اور قرآن کو یکدیگر کے معیت کے
ساتھہ چھوڑنا اور دونوکا آپسمین دایما مقترن غیر منفرق رہنا ایسا واضح ہوا کہ جیسا نصف النہار مین آفتاب
درخشان انکو آنکھہ والی دیکھتی ہین جو آنکھہ نہین رکھتی وہ تم سے کور مادرزاد ہین اونکو نور خورشید سی بجز
بیحاصلی کے کچھہ ہاتھہ نہ آئیگا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور عمی نام ہی عدم البصر عما من شانہ ان یکون
بصیرا کا اور بصیر تمہاری شان سی نہین تم احجار واشجار مین داخل ہو تمہاری شان مین ہم یہہ نہین لکھتے
فاعتبروا یا اولی الالباب تمہاری حق مین یہی آیہ صادق ہی صم بکم عمی فہم لا یرجعون **قولہ** اس جگہہ خاطر
دریا مقاطر موج زن ہی **اقول** اب اس کلام بےمعنی اور دعوے لایعنی کا محل نہین رہا اب یہہ گنگا آپکی بہانے
نہ بہی گی منبع اسکا خشک ہوا آپکی مقال کا تر وخشک بطلان کے سمندر مین بہگیا بیڑا آپکا پار نہ لگا ہمنی آپکا
کی کاٹ دیا دیکہئی آپکے ناؤ مجہدار مین ڈوب گئے اسپر بہی اگر آپ قعر ضلالت سی نہ نکلی ہون تو دوسری
تقریر سے مگر ہہ مین خوب جانتا ہون کہ یہ لالی آبدار آپکی گوش حق ناشنو کا گوشوارہ نہین ہو سکتا اور
آپکا پاؤ ضلالت سی باہر آنا اور گرداب عناد سی بچنا بمقتضای آیہ وافی ہدایہ ختم اللہ الخ ممکن نہین مگر برای اتمام
حجت کیواسطی دوسری عبارت سی حق آشکارا کرتا ہون کہ اسمین حدیث شریف سی کئی باتین ظاہر ہوتی ہین
اول یہ کہ تمسک کرنا اہلبیت اطہار سی واجب ہے اور جو شخص کہ دامن ان حضرات سی کہ بیشک ہادیان

نجات بھی متمسک ہوگا سفینۂ دین وایمان کا راکب اور راہ صراط کا سالک ہوگا پس علمائے اہلسنت کہ پیروان نعمان و حنبل
اور شافعی و امثالہم ہیں سفینۂ نجات سے متخلف ہو کے محیط ضلالت میں غوطہ زنان اور باد مخالف میں مانند بگولہ
کے پریشان ہیں دوسری یہ کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فرمان روای بحر و بر امام ثانی عشر ہمارے زمانہ کے امام
بحق ہیں و قائم بامر اللہ ہیں کیونکہ اگر وجود ذی جود اون معصوم کا متعطشان زلال زندگانی کو اپنے فیض کے آب
حیات سے سیراب نہ فرماتا تو خالی ہونا زمین کا حجۃ اللہ سے اور اہلبیت و قرآن میں افتراق لازم آجاتا اور کلام مخبر
صادق کے صدق میں کلام ہوتا وانہ محال بدلالۃ ہذا الحدیث نظم آنکہ مکہ و بطحا + زمزم و بوقبیس و خیف
منی + حرم و حل و بیت و رکن حطیم + ناودان و مقام ابراہیم + مروہ سعی صفا حجر عرفات + طیبہ و کوفہ کربلا
و فرات + ہر یک آمد بقدر او عارف + بر علو مقام او واقف + **قولہ** اسی لیے اہلبیت میں وہ چار باتیں متعلق
حدیث ثقلین کے لکھی ہیں **اقول** سنی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کیا حدیث ثقلین کی اہلبیت میں خلفاء
کی خلافت ثابت کیا چاہتے ہو یہ نہ ہو سکیگا این الثریا من الثری **قولہ** اور معانی لن یتفرقا کے بخوبی بیان کروں
اقول ازل سے تمہارا تفرق عقل سے ہو چکا ہے تم لن یتفرقا کے معنی کیا بیان کروگے **قولہ** مگر طوالت کلام
رخصت نہیں دیتی **اقول** البتہ کلام نامربوط کی طوالت ہر مقام میں غریب ہے ورنہ اس مقام سے حدیث ثقلین
کو کچھ غرابت نہیں **قولہ** اسلئے اتنی ہی پر کفایت کی **اقول** اب تک تو تمنے کچھ کہا نہیں کفایت کس پر کے
قولہ سمجھنے والے کو ایک سطر کافی ہے **اقول** اگر تم کچھ بھی سمجھتے تو ایسا بیہودہ نہ بکتے اور البتہ جناب مجتہد العصر کا
کلام سمجھکر تحسین کرتے اور یہ کہتے کہ سمجھنے والے کی ایک سطر کافی اور ناسمجھ کو دفتر بھی نہیں وافی **قال
المجتہد المحری بالتکریم** اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب میں محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب
لوگوں نے ابو بکر سے بیعت کی تو جناب امیر نے بیعت میں تاخیر کی اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے ابو بکر نے کہلا بھیجا
کہ کیوں دیر کی تمنے میری بیعت میں آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ
کراہت تو نہیں کی میں نے لیکن قسم کھائی ہے میں نے کہ نہ اوڑھونگا اپنی ردا کو سوائے وقت نماز کے جبتک جمع کرلوں
قرآن کو کہا ابن سیرین نے مجھے روایت پہونچی ہے کہ اونحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے کہ نازل ہوا
تھا اور اگر ملتا وہ مصحف تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اوسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق
کی اسناد سے اوسی کتاب میں مذکور ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** ملا علی قاری نے مرقات میں
لکھا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اس واسطے کہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب حضرت امیر فرماتے تھے اعظم الناس فی المصا[illegible]

اجر ابو بکر رحمہ اللہ علی ابی بکر هو اوّل من جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد ابن سیرین سے
معارض ہوگی معارضہ میں تردد ہی کہ تعارض ضعفا و قوت میں برابر ہوں پھر اوسی کتاب میں ہی کہ بر تقدیر
صحت مراد جمع سے حفظ بر اسکے ہی یا جمع بانفراد و لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان مفقود ہی
کا نہیں کیا اور اسی جہت سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کی جمع کو پسند اور کلمہ دعا سے حوصلہ کیا +

اقول بفضل اللہ العلیم ملا علی قاری کا کہنا ہمہ عجب ہی یا تمہ جہالت انکی تسنن میں ابن سیرین سے
ہرگز نہیں ہی مگر کلمۂ الحق جو خدا نے اونکی زبان پر جاری کیا تو ملا علی قاری کے ضعیف کہنے سے ضعیف
نہیں ہو سکتا خصوصاً ایسی حالت میں کہ روایات کثیرہ اہل سنت سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب ولایت مآب نے قرآن کو
موافق نزول کے جمع کیا اول یہ کہ فتح الباری میں علی علیہ السلام سے روایت ہی انہ جمعہ علی ترتیب النزول
بحیث یعلم منہ الناسخ والمنسوخ ولو کان معہ لاستنبان منہ علم کثیر دوسری یہ کہ اتقان میں ہے
قلت قد ورد من طریق اخری فاخرج ابن اشتۃ فی فضائلہ حدثنا حسن بن موسیٰ ثنا هوذة بن
خلیفة ثنا عون عن محمد بن سیرین عن عکرمة قال لما کان بعد بیعۃ ابی بکر قعد علی بن ابی طالب
فی بیته فقیل لابی بکر قد کره بیعتک فارسل الیه فقال اکرهت بیعتی قال لا واللہ
قال ما اقعدک عنی قال رأیت کتاب اللہ یزاد فیه فحدثت نفسی ان لا البس ردائی
الا لصلوة حتی اجمعه قال له ابو بکر فانک نعم ما رأیت انتهی اب معلوم ہوا کہ جمع کرنا انکا
منسبت جناب ولایت مآب کی کچھ طریق ابن سیرین پر موقوف نہیں بلکہ دوسری طریق سے بھی منقول اور
پس ضعیف کہنا اس حدیث کو سراسر جہالت سے ہے تیسری یہ کہ جلال الدین سیوطی نے مقام اختلاف ترتیب
سور میں کہ آیا وہ توقیفی ہے یا اجتہاد صحابہ سے ہے قول اجتہاد کو تقویت دی ہے اور اسطرح سے اتقان میں
لکھا ہی ومما استدل به لذلک اختلاف مصاحف السلف فی ترتیب السور فمنهم من رتبها علی
النزول وهو مصحف علی کان اوله اقرء ثم المدثر ثم ن ثم المزمل ثم تبت ثم الکوثر ثم
التکویر وهکذا الی آخر المکی والمدنی وکان اول مصحف ابن مسعود البقرة ثم النساء ثم
آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی وغیره انتهی اسطرح سے سیوطی نے تحبیر فی علم التفسیر
میں بھی لکھا ہی غرض کہ جناب امیر علیہ السلام کا قرآن کو جمع کرنا موافق نزول کے ایسا ثابت ہی کہ اسمیں انکار کے
گنجایش نہیں پس حقیقت میں ملا قاری ہی جو مرقات میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا انہا لی ضعیف

واقع ہی نہین اب مین کہتا ہون کہ جس روایت کو بسند حسن لکہا ہی وہی ضعیف ہی اسلئی کہ اوس روایت مین
ہی یہہ اول من جمع کتاب اللہ جالانکہ پہلی معلوم ہوچکا کہ عہد کرامت مہد نبوی مین چار شخصون سے قران
کو جمع کیا اور اون چار مین صدیق کا کہین ذکر نہین تو پہر وہ اول جمع کرنیوالی قران کے کیونکر ٹہری اگر یہ کہے
کہ بعد وفات جناب سرور کائنات کی پہلی جس شخص نے کہ قران کو جمع کیا وہ ابوبکر صدیق ہی تو مین کہونگا کہ
ابہی روایات متعددہ سی ثابت ہوچکا کہ جناب لاتیاتہ نی قران مجید کو مقارن رحلت جناب ختمی مآب کی جمع
کیا کہ اس سے اولیت بہ نسبت جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوتی ہی اب قوت ہوئی روایت ابن سیرین کو
اور ضعف ثابت ہوا قول قاریکا **قولہ** لیکن جمع کرنا ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان معتمدین کا
نہین رکہتا **اقول** مخفی نرہی کہ احتمال بلکہ یقین نقصان کا ابوبکر کی قران جمع کرنی مین ہی اول یہ کہ صاحب
جامع الاصول نی صحیح بخاری اور ترمذی سی نقل کیا ہی کہ محصل اوسکا یہ ہی کہ جب زید ابن ثابت نی باصرار
ابی بکر و عمر کی مبادرت کی کہ قرانکو جمع کری تو وہ کہتا ہی کہ ہم تفحص و تجسس قران کا کرتی تہی رقعو مین پاتا تہا
خرما مین پاتا سنگہا ی سفید مین پاتا سینہ ای مردم مین جس جگہ کہ باقی تہے لکہی تہے یہانتک کے پایا مینی آخر سورہ
توبہ کو ابو خزیمہ انصاری کی پاس اور سوا اوسکی کسی دوسرے کے پاس میں اوسکو نہین پایا اور آخر اوسکا یہ ہی لقد
جاءکم رسول من انفسکم زید ابن ثابت کہتا ہی کہ وہ قران رہا پاس ابی بکر کی اور بعد اوسکی رہا وہ قران پاس
عمر فاروق کے اور بعد اوسکے تہا حفصہ اونکی دختر کی پاس انتہی ملخصا اب مین کہتا ہون کہ خبر آحاد مفید یقین ہوسکتے
اور روایت مذکورہ سی مفہوم ہوا کہ فقط زید ابن ثابت کی کہنی سی ابوبکر اور عمر نی یقین کیا کہ یہ قران ہی اور دونو
شیخین نی ایسی امر اہم کو ایک شخص کے سپرد کیا اور پہر زید بن ثابت نی فقط ابی خزیمہ انصاری کی کہنی سے
آخر سورہ توبہ کو قران مین داخل کیا علاوہ اسکے کہتا ہون کہ جب عبد اللہ ابن مسعود نی قران جمع کردہ
زید ابن ثابت کو پسند اور بہتر نہین جانا تو ثبوت اجماع کا اس باب مین اہل سنت کی نزدیک کیونکر ہوسکتا ہی
پس جبکہ معلوم ہوا کہ اثبات قرانین اہلسنت کے نزدیک تواتر نہ ہا جمع کرنی عثمان کی مشکل ہے تو احتمال زیادتی
ونقصان کا بہی جمع ابوبکر مین متطرق ہے دوسری یہہ کہ اتقان مین ہے واخرج ابن ابی داؤد من طریق
یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب قال قدم عمر فقال من تلقی من رسول اللہ شیئا من القران فلیات بہ
وکانوا یکتبون ذلک فی الصحف والالواح والعسب وکان لا یقبل من احد شیئا حتی یشہد
شہیدان الخ اور بہی اوسی کتاب مین ہی اخرج ابن ابی داؤد ایضا من طریق ہشام بن عروۃ عن ابیہ

ابیہ ان ابا بکر و عمر لن یدا فعدا علی باب المسجد فمن جاء کما بشاہدین علی شئ من کتاب اللہ
فاکتباہ رجالہ ثقات مع انقطاعہ انتہی پس جبکہ قران کی جمع کرنی اور اوسکی یقین ہونی مین یہ حال ہوا کہ
فقط دو گواہ جسکو کہدین وہ قران ہوجائی تو پھر اثبات تواتر کا کیونکر ہوسکتا ہی دیکھی باب مدینہ علم کو کہ موافق
اپنی علم کی بغیر کسی گواہ و استشارہ کی قران کو موافق نزول کے جمع کیا مگر تم لوگون نی اپنی شامت اعمال سے
اوس قران کو قبول نہ کیا اگر قبول کرتی تو کاہی کو ورطۂ جہل مین پڑتی [illegible] یہ کہ نزول قران کا سات احرف پر
یعنی سات لغت پر روایات کثیرہ سابقہ اور آیہ سی ثابت ہی اور نہ ہونا چھہ لغات کا مصحف ابی بکر مین روشن ہے
جیسا کہ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکہا ہی کہ عثمان نے انہین لغات کو قرار دیا کہ زید بن ثابت نے
سات لغات [illegible] مصحف ابی بکر کی جمع کیا تہا اور باقی لغات کو محو کردیا انتہی محصلہ اس سے ظاہر ہوا کہ چہہ لغتین مصحف
ابی بکر سی نکال دی گئین اب معلوم نہین کہ احتمال نقصان اور کسی کہتی ہین **قال المجتہد الجری بالتکریم**
اب ہم پوچھتی ہین کہ وہ قران کہان گیا اور کس جگہہ غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور اوسکی علم کثیر کا
عالم ہی یا نہین اور اگر ہی تو کہان ہی اور کس ملک مین اور کس شہر مین ہی اور جتنی سوال کہ تمنی سنی کہی
تمسی ہی کی جاتی ہین اوسکا جواب تمپر لازم ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** یہ سوال فرع ہی صحت
روایت ابن سیرین کا حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب سوال کے گنجایش نہ رہی بلکہ بنا بر زعم
ملا زمان والا کی مستفتی کا سوال اور جلایا گیا کہ وہ پوچھیگا کہ یہ قران حاضر اوس قران غائب کا عین ہے
یا غیر اگر عین ہی تو پھر ناقص ہونیکی کیا وجہہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نی کیون اسکو زمین پر پھینک مارے اور جدائے
اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی اور اگر غیر ہی تو کیون نماز وغیرہ مین پڑھتی ہو اور اسپر عمل کرتی ہو اور حق قران کو
کیون نہین ڈہونڈتی اور ائمہ علیہم السلام نی کیون اوسکو ظاہر نہ کیا اور بی نشان رکھا قران پڑہنی پڑہانیکو آیا
تہا یا رکہنی اور چہپانیکو اسصورت مین چہپانا اور جلانا دونو برابر ہی ہمپر جو سوال وارد تہی لفظ بلفظ دفع کئی آپ
پر جو عاید ہی مع سوالات مستفتی کی حرف بحرف دفع کیجئی نری تقیہ کی نہ لیجئی پر شقونکی جواب سمجہہ کی لکھئی بات
ٹہکانی کے کہئی دیر کا مضایقہ نہین ہے کہ عقلانی کہا ہی سہ مزن بی تامل بگفتار دم ؛ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم
اسکی بعد کا شعر کسی اور سی پڑہوالیجئی گا **اقول بفضل اللہ العلیم** جبکہ روایت ابن سیرین کی تایید روایات
مذکورہ بالا صحیح ہوچکی تو پھر اس سوال کی مخدوش ہونیکی کیا وجہ ہی اور یہ جو تمنی کہا کہ مستفتی کا سوال
جلایا گیا کہ وہ پوچھیگا الخ تو ہم اختیار کرتے ہین کہ غیر ہے اور نماز وغیرہ مین اس قران کے پڑہنی کی یہ وجہ ہی کہ وہ

قران چونکہ قایم آل عبا کی پاس بسبب تمہاری شامت اعمال اور سوء عقیدت اور نہ قبول کرنی تمہاری مرشدکی اور
واسطی حفاظت افتراق کی پابنا براور کسی مصلحت کے مکتوم ہی اور ہمکو بحکم ائمہ علیہم السلام کی تا ظہور امام غائب اسکا پڑہنا
اور اسپر عمل کرنا واجب ہے اسلئی ہم اسکو پڑہتی ہین اور اسپر عمل کرتی ہین اور یہ جو ارشاد ہوا کہ چہپانا قران کا اور
جلانا دونو برابر ہی تو یہ عجائب اقوال مزخرفہ سی ہے بلکہ یہ حرف تو کسی عامی اور جاہل سے بہی سرزد نہوگا اس غبی کو
مطمح نظر یہی کہ نسبت احراق کی کسی صورت سی جانب عثمان کی جاتی رہی ع ولن یصلح العطار ما افسد الدہر ٭ دیکہو
کہ خود جناب رسالتمآب واسطی ہدایت خلق کی مبعوث ہوئی تہی مگر مدت دراز تک اپنی دین کو اخفا کرتی رہی غار مین
چہپی سے عار نہ کیا پس اگر موافق تقریر مجیب کے کوئی بیدین تقریر بالا نہ اسطور سی کری کہ اوسوقت تک حضرت
واسطی اظہار دین کی مبعوث ہوئی تہی یا واسطی چہپنی اور احکام خدا چہپانی کے تو یہ غبی جو کچھ جواب دیگا
وہی جواب ہمارا ہی ~ پیغمبر بین غور اکرد خفا ٭ زحکم پاک دنیا و عقبی ٭ اگر مخفی شدہ قران اطہر ٭ دیران
ہم حکم داور شد مقرر ٭ کمال ظلم و جور اشقیا شد ٭ کہ مخفی مصحف مشکل کشا شد ٭ قولہ امام جعفر صادق علیہ السلام
کیون اسکو زمین پر دی مارا اقول جہوٹہی کے موہنہ مین گہہ قال المجتہد المحری بالتکریم او تحقیق یہی کہ یہ قران
مروج اور جتنی قران کہ محرق ہوئی ہم سبکو منزل من اللہ اور واجب التعظیم اور قابل التکریم جانتی ہین اور اہانت
اور استخفاف اونکا گناہ کبیرہ ہی اور احراق اونکا باعث احراق نار جہیم ہی قال الناصب الغوی اللئیم نام خدا
اتنی عرصہ کی بعد اتنا فقرہ جو زبان مبارک سی نکلا تو وہ بہی بنای شیعیت کو ہدم کر رہا ہی قرانکو پاسخانہ مین لیجانا
اور جنب و حایض کو حکم تلاوت کا دینا کیا خوب تعظیم ہی ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ ابہی گذر چکا کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام نی اسی قران مرتب صحیح کو اہانت کی راہ سی زمین پر پہینکا مارا اور خواجہ طوسی نی
سینیونکا مدرسہ جلوایا کہ جسکی قران متعددہ تہا اور اودہ کی سرکہ مین خدام والا نے جو عظمت قران کیکی اور وہ بات
بر ہمی ریاست معصوبہ کی ہوئی کالشمس علی رابعۃ النہار ہی اگر یہ باتین موجب اہانت او استخفاف کی ہین تو
اب کون مرتکب گناہ کبیرہ ہی اور نام جہیم کسکا خلیرہ اور اگر یہ باتین باعث اہانت و استخفاف کی نہین تو قران غیر مرتب
اور مشکوک بنظر رفع فساد کی جلانا اور یہود و نصاری کا سا اختلاف مٹانا باوجودیکہ اہانت اور استخفاف کا
نام نہو کیا مقام الزام ہی ~ اتنک نہ ہوئی نغز سخن سے آگاہ ٭ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ٭ اقول افضل وفقہ اللہ
العلیم جواب اس سخن بیہودہ کا سابق مین ذکر ہو چکا ہے اعادہ کی احتیاج نہین اہلسنت کی نزدیک
بہی پاسخانہ مین پڑہنا قران کا جائز ہی اور طرفہ یہ ہی کہ بوالبستہ قران مجید کا لکہنا مذہب اہلسنت

مین جانتر ہی جیسا کہ سابق مین ابو المکارم کی کتاب سے ثابت ہو چکا ہی اور فتاوای سراجیہ مین بہی موجود ہی پہر اس طرح کی

لاف زنی اور چرب زبانی سے کہ خلاف ادب مناظرہ ہی کیا فایدہ **قولہ** حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نی اسی قرآن

مرتب اور صحیح کو امانت کے راستی مین پہنچایا ہے **اقول** لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین اس بہتان کا فرزرد

بال ومن افعال کے گردن پر ہی جسنی حدیث مین امانت کا لفظ بہی ولسی پڑہا یا امید خداوند کریم سی ہے کہ وہ اسکو کیفر

یوم الدین اس مفتری سی عوض لیگا اور جتنی تابعین اوسکے پیروی کی ایسی بیہودہ گوئی قرآن ناطق کی حق مین کی

ہین انکا وبال ہے اوسکی گردن پر ہی بلکہ خون شہدا تمام بر گردن اوست اور خواجہ طوسی کا مدرسہ جلوانا جو اوسی

زبانی ہے کسی کتب معتبرہ شیعہ سی سند لائی صرف زبانی ارشاد فرمائی اور باقی سخن واہی کہ سراسر کذب و

بہتان ہی اوسکا زبان پر لانا ہیچ قبیحت شانا ہی جو کچہہ کیا تمہاری مفتیون اور واعظون نی کیا تم نہ جانتی ہو تو

کسی جاننی والی سی پوچہو بیہودہ سرائی سی عبث ناظرین کا دماغ پریشان نہ کرو **قولہ** بنظر فساد کی جلانا اور

یہود و نصاری کا سا اختلاف ہٹانا الخ **اقول** جبکہ پیغمبر خدا ص نی اختلافات لغت کو جائز کہا تو پہر اون لغات کا ہٹانا

پیش خود بمنصب قاضی و مفتی بنا ہی اور قرآن کی جلانی سے تو اختلاف نہین ہٹا کیونکہ اصل اختلاف کا منشا

اختلاف تمہارا ہی تمسک قرآن ناطق مین اگر اوسکو نہ چہوڑتی اور ہر مطلب باب مین مختلف الملائکہ کیطرف رجوع

کرتی تو ہر طرح کی احکام الہی قرآن صامت سی بوسیلہ حجت حق ایسی طور پر حاصل ہوتی کہ ہرگز اختلاف نہ رہتا

کیا افسوس کا مقام ہی کہ قرآن بہی جلا اور اختلاف بہی نہ ہٹا بلکہ تفرق ہر فرقہ کا اسی پر متفرع ہوا مثل مشہور ہے

کیا اور کر نہ جانا اور یہی تمکو لازم ہی کہ یا اختلافات مذاہب اربعہ کو ہٹاتی ایک قایم رکہو کہ یہود و نصاری کیطرح

اختلاف نہ پڑی مخمس سے سنی ناہم کو ابلیس ہے راہ + ظلم و ستم و مکر کی ہین شاہنشاہ + رہتی ہین پیمبر کے

ہمیشہ بدخواہ + اب تک نہ ہوئی مغز سخن سے آگاہ + لاحول ولا قوۃ الا باللہ + **قال المجتہد البحرینی بالتکریم**

اور بنا بر روایات سبعہ احرف کی جو اختلافات اوس مین تہی وہ از جملہ ساتون حرفونکی تہی کہ قرآن مجید اوس پر نازل

ہوا تہا چنانچہ مشکوۃ شریف مین لکہا ہی کہ خلیفہ ثانی نی خود فرمایا ہی کہ سنا مینی ہشام بن حکیم بن حزام سی کہ پڑہتا

تہا سورہ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ جو مین پڑہتا تہا اور جناب رسول خدا ص نی مجکو پڑہایا تہا پس قریب تہا کہ تیز

ہوتی اوسپر اوسیوقت پہر جاؤن لیکن مینی اوسکو چہوڑ دیا یہانتک کہ قرات کو تمام کیا پہر تو مینی ردا اوسکی

گلی مین ڈال کے کہینچا اور گہسیٹتا ہوا جناب رسالت پناہ ص کی پاس لیگیا اور کہا کہ سنا مینی اس سی کہ پڑہتا ہی

سورہ فرقان کو برخلاف اوسکی کہ مجکو آپنی تعلیم کیا ہی فرمایا اون حضرت ص نی مجہسی کہ چہوڑ دی اسکو بعد ازان

ہشام سی فرمایا کہ پڑھ تو کسطرحسی پڑھتا ہی اوسنی پڑھا اوسیطور سی کہ پہلی مینی اوس سے سنا تہا اون حضرت
نی فرمایا کہ اسی طور سی یہ سورہ نازل کیا گیا ہی پھر مجہسی فرمایا کہ تو بہی پڑھ مینی بہی پڑھا فرمایا کہ اسیطرحسی نازل کیا
گیا ہی مین اوسوقت حیران ہوا کہ دونو کو فرمایا کہ اسیطرحسی نازل ہوا پھر حضرت نی فرمایا کہ یہ قران نازل کیا گیا ہے
سات حرفون پر پس پڑہو جسطرحسی میسر ہو قال الناصب الغوی اللئیم سبعہ احرف کے تفسیر مین علما کا اختلاف
ہی بعضی کہتی ہین کہ سات لغت مراد ہی کہ وہ قریش و طی و ہوازن اور ہذیل او یمن او ثقیف و بنی تمیم
ہی لیکن قریش نسبت اور زبانون کی بہت فصیح ہی اسیواسطے اول قران اسی زبان پر نازل ہوا پھر توسع کی لئے
چند دن تک اور زبانو نمین بہی اجازت رہی اور بعضی کہتی ہین کہ مراد اوس سے سات قراءت مشہورہ ہی کہ سبعہ
متواتر ہین اور اون سبہو نپر حکم قران کا ثابت ہے کہ اونپر صحت نماز او حرمت مس جنب او حایض وغیرہ مترتب ہے
او بعضی کچہہ اور بہی مراد لیتی ہین لیکن انحصار صحت کا انہین دونو نمین ہے اور یہ اختلاف لغات سبعہ کا انہین
قراءت سبعہ کیطرف رجوع کرتا ہی جسکی تفصیل مشکوۃ مین بروایت ابن شہاب کے موجود ہی کہ اوسنی کہا
بلغنی ان تلك السبعة الاحرف انما هي في الامر تكون واحدة لا يختلف في حلال ولا حرام ملا علی
قاری او شیخ عبد الحق اسکی تحت مین افادہ فرماتی ہین کہ یعنی مرجع ہر ایک کا طرف ایک معنی کی ہے اگرچہ لفظ مین اختلاف
ہوا سواسطیکہ لغات سبعہ او سیطرح قراءت سبعہ مین اختلاف نہین ہوتا او اگر اختلاف ہو اسطرحپر کہ مثبت
منفی ہو جاتی او حلال حرام یا بالعکس تو یہہ قرانمین درست نہین کہ یہ موجب اختلاف کثیر کو ہی حالانکہ خدا وند پاک
فرماتا ہی ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا او ہرگاہ یہ قران من عند اللہ ہی تو
اختلاف کثیر کو اسمین راہ نہین اب تقریب ملا زمان والا کی ناتمام رہے اور دامن جناب عثمان کا بہتان نقصان سے
پاک ہوا ہے تو پاک باش برادر مدار از کس باک ÷ زنند جامہ ناپاک گازران بر سنگ ÷ من بعد اگر کچہہ شبہہ رہے
تو مجمع البیان کی عبارت ملاحظہ فرمائی کہ وہ کسکی تائید کر رہی ہے اقول بفضل اللہ العلیم علمای عارفین پر مخفی
نہ رہی کہ مجیب نی اس مقام پر کیسی پہلو تہی کی ہے او اصل مطلب کو چہوڑ کی گفتگوی لاطایل سے صفحات قرطاس
کو سیاہ کیا ہی اسلیئے کہ کئی مقام اس جگہہ پر محل نظر ہین اول یہ کہ مجیب نے کہا کہ پہر توسع کی لئی چند دن تک
او زبانو نمین بہی اجازت رہی اس عبارت سی ظاہر ہوتا ہی کہ بعد چند روز کی وہ اجازت منسوخ ہوی مگر یہ
نہین بیان کرتی کہ کس زمانہ مین کس ناسخ نی اوسکو نسخ کیا جب اجازت کو تسلیم کر چکے تو جبتک ناسخ کا اثبات
نہ کرین البتہ نسخ کا دعوی منسوخ و مردود ہی اس مین شک نہین کہ بلا نزول وحی صاحب حیا و ایمان

وایمان لی ہی اجازت کو اپنی اجتہاد سی منسوخ کر دیا جیسا کہ شاہ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ مین لکہا ہی کہ آنحضرت
از حضرت عزت التماس کرد کہ در این امر توسعہ شود پس امر آمد کہ ہر کس بلغت خویش بخواند و ہمچنین بخواندند تا زمان امیر المؤمنین
عثمان و چون وی مصاحف متعددہ بنوشانید و ببلاد اسلام فرستاد قرار بر ہمان لغت داد کہ زید ابن ثابت بامر ابی بکر
صدیق و بمصحف ابن عمر فاروق جمع کردہ بود و اکثر آن بہمان لغت قریش بود و باقی لغات را محو کرد انتہی اس عبارت کو بچشم انصاف سی دیکھو کہ
صاف صاف دلالت کرتی ہے کہ زمانہ عثمان تک قبل احراق مصاحف کے وہ سب لغات پڑہی جاتی تہین اور محو
کیا اونکو عثمان صاحب نے وایمان لی اور بڑی حیرت کی بات ہی کہ جناب سید المرسلین تو واسطی آسانی امت کی خدا سے
دعا کرین اور وہ دعا مستجاب ہو کہ قرآن سات حرف پر نازل ہوا اور پہر بی وجود ناسخ کی ایسا منسوخ ہو کہ اوسکا
پتا بہی نہ لگی یہانتک کہ اوسکے بیان کرنیمین اختلافات ہوان ہذا لشی عجاب اور باوجود اسکی کسی کتب معتمدہ اہل سنت
می سے ثابت نہین ہوتا کہ چند دن تک اور زمانہ تک ہی اجازت رہی بعد اسکی پہر نہین حضرت کی عہد کرامت
مین معدوم ہو گئی ہو بلکہ انکی اکابر کی بیانین سی محو کرنا عثمان کا ثابت ہوتا ہی جیسا آنفا مذکور ہوا دوسری یہ کہ تمہی
جو یہ کہا کہ بعض لکہتی ہین کہ مراد اوس سے سات قرآت مشہورہ ہے کہ سب متواتر ہین تو یہہ غلط معلوم ہوتا ہے
اسلئی کہ سیوطی نے اتقان مین ابو شامہ سی روایت کی ہی کہ بعض جہال کہتی ہین کہ قرات سبعہ موجودہ وہی ہے
کہ جو حدیث نبوی مین انزل القرآن علی سبعۃ احرف کی ہے حالانکہ یہ خلاف اجماع اہل علم کی ہے انتہی ملخصا اور حقرزمی نے
کتاب شرح مین عبارت طولانی لکہی ہے مگر ماحصل اوسکا یہ ہی کہ سبعۃ احرف جو حدیث نبوی مین وارد ہی غیر قرات
سبعہ کا ہی ولیکن بسبب اشتراک لفظ کی کہ دونو جگہ پر ہی بعض جہال نے قرات سبعہ مراد لیا ہی انتہی اور ایسا ہی
مکی نے اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکہا ہی اب روایات کثیرہ اہلسنت سی ثابت ہوا کہ قرآت سبعہ احرف سبعہ سے
مراد لینا محض جہالت ہی پس جیب کا استقام پر اصول کہو لانا اگر استشہاد کی لئی ہے تو باطل ہے اور اگر تضییع مداد
و قرطاس یا عظمت عند عوام الناس منظور خاطر و یا مقاطر ہی تو یہہ کچہہ مفید تمہارے نہین علاوہ ان سبکی کہنا ہوں
کہ اگر سبعہ احرف سی مراد قرات سبعہ ہو تو سعی خلیفہ ثالث کی درباب احراق قرآن کے بیکار اور لاسود ہو جائے
اسلئی کہ قرآت سبعہ کا اختلاف تو اب بہی موجود ہی پہر باوجود جلادینی اون مصاحف کے جو قراۃ تون کا
کیونکر رواج ہوا تیسری یہ کہ ارشاد تمہارا کہ اختلاف لغات سبعہ کا نہین قرآت سبعہ کیطرف رجوع
کرتا ہی اس سے کیا مراد ہی اگر یہ مراد ہی کہ یہہ دو نوعین ہے تو یہی ثابت ہوا کہ قرآت سبعہ اور احرف سبعہ
ایک ہی اور اگر اوس سے یہ مراد ہی کہ جسطرح سی قرآت سبعہ مین اختلاف اثبات و نفی کا نہین ہوتا ویسا ہی

لغات سبعہ مین اختلاف اثبات ونفی کا نہین ہوتا تو یہہ کچھہ مفید تمہاری نہین اسلئی کہ اون لغات مین اختلاف باعتبار
زبان کی تہا کوئی زبان ہذیل مین کوئی ہوازن مین اسیطرح سی سات زبانون مین قران مجید کا نزول ہوا تہا اور وہ
باعتبار الفاظ کی مختلف نہین کہ اونکی جلا دینی سی قران مین فی الجملہ نقصان ہوگیا او مقصود ہمارا فقط اثبات نقصان
فی الجملہ سی ہے سو وہ الحمد للہ کہ بخوبی ثابت وآشکار ہی اور طرفہ ماجرا ہی کہ بسبب تطویل تم کیون کرتی ہو جناب سلطان العلما
نی جو مطالب کہ مشکوۃ سی نقل کیا تہا یا اوسکو تسلیم کردیا منع وجرح کردو تو نہین کرتی قابلیت جتانی کو ایک دوسرا مطلب
بیان کرنا شروع کیا یہ دانشمند نظرہ سی کیا نسبت کہتا ہی پوچ ونامربوط اسکی کہتی ہین قولہ اب تقریباً زبان والا کے
ناتمام ہی ورنہ امن جناب عثمان کا بہتان نقصان سی پاک ہوا اقول دامن عثمان کا کیونکر نقصان قران سی پاک
ہوسکتا ہی جبہی تمہاری تقریر کو لیا اوٹہا دیا کہ اسیطرح تم ال نہین سکتی اور جو دہبا دامن پاک مین صاحب
حیا کی اسواجرات نے لگایا ہی کسی کا ذرکی دہونی سے دور نہین ہوسکتا آپ ہزار طرحسی اپنا سر سنگ تعصب کے
ٹپکتی رہی اوسکا جامہ کبہی پاک نہوگا ایسے شعر گلستان کے پڑہنی سی آپ کی قابلیت ثابت نہین ہوتی بلکہ ثابت ہوتا
کہ آپ طفل بستان ہین قولہ بعد اگر شبہ ہی تو تجسس کیجیے الخ اقول ہم وہ عبارت دیکہہ چکی اور حقیقت
اوسکی بیان کرچکی تمہاری دل سی اگر زنگ دور نہو نی مین در زنگ ہے تو درمنثور کی عبارت اور
اتقان کی روایت اور اپنی اکابر کی حکایت جو بار بار مذکور ہوچکی ہی غور سے دیکہی کہ اوس سے نقصان ظاہر ہوتا
ہی یا نہین قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اور مخفی نہ رہی کہ سات حروف غیر قراءت قراء سبعہ کے
تہی کہ وہ باقی نہ رہی اور نہ باقی ہین مانند قراءت ابی بن کعب کے اور ابن عباس کے کہ آیہ متعہ کو اسطرح پڑہتی فما استمتعتم
بہ منہن الی اجل مسمی فاتوہن اجورہن فریضۃ چنانچہ تفسیر کبیر مین مذکور ہے اور ابن اثیر جزری نی بہی
اقرار کیا ہی کہ سبعہ حرف سوائے قراءت سبعہ کی ہین قال الناصب الغوی اللئیم جو لوگ قائل ہین کہ
احرف غیر قراءت سبعہ ہین مراد اونکی غیر لغات سبعہ نہین اور نہ لغات منافقہ کیونکہ تقدیر اول پر عدم اتمام
کلمۃ اللہ لازم آتا ہی اور یہ باطل کیونکہ وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا جائز نہین اور بر تقدیر ثانی تبدیل مثبت بمنفی
اور منفی بمثبت یا استحالہ حلال بحرام اور حرام بحلال ناگزیر ہی اور یہ موجب اختلاف کثیر ہی کہ قطع نظر اہلسنت شیعہ
بہی اسکو روا نہین رکہتی چنانچہ صاحب خلاصۃ المنہج تحت کریمہ لا مبدل لکلماتہ وہو السمیع العلیم کی لکہہ ہی کہ ہیچکس
نیست کہ تبدیل دہندہ باشد اخبار واحکام اورا چنانچہ تبدیل کردند توریت را زیراکہ حقتعالی حافظ قرآن
فرمودہ است پس معلوم ہوا کہ سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا ذکر ہوچکا انکا باقی نہ رہنا ممنوع

بہین نمط خوانی ہے * بہری رونق مسلمانی * پس معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہی اور یہ قرأت الی اجل مسمّی کی غلط
ہرگز ابن عباس وغیرہ سی ثابت نہین شہوت پرستون نی اپنی لذات نفسانی کے واسطی بنائی ہے اور خلاف
سباق اور سیاق قرانی کے اوسکو دلیل متعہ کی ٹہرائی ہی **اقول بفضل اللہ العلیم** جبکہ باعتراف مجیب
کی سبعہ احرف غیر لغات سبعہ نہین یعنی مراد سبعہ احرف سی لغات سبعہ ہی اور وہ الفاظ کہ زبان ہذیل
وغیرہ مین تہین باقی نہین ہین تو نقصان قران مین فی الجملہ ثابت ہوا اور تالیفی خلیفہ ثالث کے
اسسے زیادہ اور کیا ہوگی کہ خلاف خدا و رسول اون الفاظ کو مٹا ڈالا اب یہہ جو تمنی کہا کہ پس معلوم ہوا کہ
سبعہ احرف سے وہی لغات سبعہ مراد ہین جنکا مذکور ہوچکا اب انکا باقی نہ رہنا ممنوع ہی الخ تو فرمائی کہ زبان
ہوازن اور ہذیل اور یمن اور طی وغیرہ کی لفظین اس قران مروج مین کہان ہین اور خلیفہ ثالث نی کیون
اون لغات پر قلم نسخ کا پہیر دیا اور مخفی نہ رہی کہ مرجعیت ہر لغات کے واحد ہونی سے یہ لازم نہین آتا کہ جو
احکام اور معانی کہ سوا لغت قریش سے سمجہی جاتی تہے وہی لغت قریش سے بہی سمجہی جاتی ہون ہو سکتا ہی
کہ اون لغات متروکہ مین وہ معانی رہی ہون کہ لغت قریش سے نہین سمجہی جاتے نظیر اس مدعا کی یہ ہے
کہ حنفیہ و ابن حاجب وغیرہ نی صیام کفارہ یمین مین بسبب قرأۃ ابن مسعود کی فصیام ثلثۃ ایام متتابعات
تتابع صیام کو واجب جانا ہی حالانکہ قران موجود مین لفظ متتابعات کا نہین جیسا کہ نیشاپوری اپنی تفسیر مین
لکہتا ہی ثم صیام الایام الثلثۃ مشروط عند ابی حنیفۃ بالتتابع تمسکا بقراءۃ ابن مسعود
فصیام ثلثۃ ایام متتابعات فان قراءتہما لاتتخلف عن روایتہما انتہی ثابت ہوا کہ ابو حنیفہ کا
مذہب بہی نقص قران مین مطابق اون امامیہ کی ہے جو نقصان کے قایل ہین اب دیکہو تم حنفی ہو کیا تمہارا
سونہہ توڑنیکی واسطی قول ابی حنیفہ کا جس سے متتابعات کا نکل جانا قران موجود سی ثابت ہی کفایت نہین
کرتا اگر کچہہ بہی حیا ہو تو پہر نقص ہونیکا نام نہ لینا اور اپنی امام سی مخالفت نہ کرنا حیف ہے کہ عثمان نی اختلاف
یہود و نصاریٰ کا سا رفع کرنیکو مصاحف جلائی اور تم نی اونکی سعی کو لا ینفع بنا دیا جب امامیہ کے
لفظ مین مثل ائمہ واو کی اختلاف بیان کرتے ہین تو آپکے خاطر دریا مقاطر جس مین ایک گہٹا ہی کی برابر ہے
تیحیر کا پانی نہین ہی کسقدر جوش مین آتی ہے اور جب تمہاری امام نی متتابعات کی اسقاط تسلیم کیا تب
نہین فرماتی کہ مثل یہود و نصاریٰ اسکے کیون اختلاف الٹی ہوا اب بہلا مقولہ اپنا یاد کرو کہ کسکا داو
چلا بعض امامیہ کی علما جو نقص کے قایل ہین اونکی کلام سی متمسک کرکے تمنی جمہور اہل تشیع کو منکر قرآن کا

قرآن کا ذرا دیا تہا اور ایسی تحریر سے باتیں کرتے ہیں کہ گویا یہ قرآن آپکے حصہ مین آیا ہے شیعہ اسکو بالکل
نہین مانتے اسواسطے انکی تکفیر کے فکر مین ہین اگر یہہ امر موجب تکفیر کا ہے تو کہدو کہ وہ بلوی ایک فضل تمہاری
امام کی کفریات کی سبب قائم کری کہ اوسنے نقصان کو قبول کیا اب تخفیف چہوڑ دیا اپنی عقیدہ سے توبہ
کروا تو تشیع قرآنکا وہیا دامن پاک مین عثمان باحیا کی لگا کر اپنا سونہہ کالا کرو اور یہہ تم سمجہو کہ مثل لفظ
متتابعات کی بہت سی زیادتی قرآنمین تہی کہ وہ بسبب احراق قرآن اور اشاعت فرقان کی باقی ہے
اور یہی حدت رجعیت سے کیا ضرور تہا کہ خلیفہ ثالث نے تاسی رسولخدا کی چہوڑ کی الفاظ غیر لغات
قریش کو محو کر دیا اکثر جگہہ پر قرآن مروج الآن مین الفاظ اور معنے واحد ہین کہ وہ مختلف ساتھ حلال و
حرام کی نہین ہوسکتی یعنے مرجع اونکا ہے احد ہی پہر اوسی کیون نہ محو کر دیا اور جہہ لفظونکو محو کر دیا اور یہہ
جو تمنے کہا کہ بلکہ یہ لغات سبعہ ضمن مین نہین قرآت سبعہ کی ہین الخ تو حاصل اسکا سوائے اسکی کہ جس
طرحسے کہ قرآت سبعہ مین اختلاف حلال و حرام کا نہین ہوسکتا ویسا ہی ان لغات مین ہی اونکا اختلاف
نہین دوسرا مطلب مفہوم نہین ہوتا اور یہ معنی کچہہ مفید مجیب نہین اسلئے کہ اہی روایات کثیرہ اہلسنت
سے ثابت ہو چکا کہ سبعہ احرف سے مراد قرآت سبعہ نہین بلکہ لغات سبعہ مراد ہین اور وہ غیر قرآت
سبعہ ہے بس وہ الفاظ جو غیر لغت قریش سے تہین وہ محو ہوگئین پہر بہت لاف نے اور چرب زبانی سے
کیا حصول **قولہ** جیسے قرآت الی اجل مسمی بعد فما استمتعتم بہ منہن الخ **اقول** اس قرآت کو متروک او
منسوخ کہنا اور اپنی امام کی قول و فعل کو نہ دیکہنا کہ اونہونے متتابعات کی قرآت تسلیم کی ہے کتب اہلسنت
کو منسوخ کرتا ہے اسلئے کہ نیشاپوری اس آیہ کی ذیل مین یون تفسیر کرتا ہے اتفقوا علی انہا کانت مباحۃ
فی صدر الاسلام ثم السواد الاعظم من الامۃ علی انہا صارت منسوخۃ وذہب الباقون منہم
الی انہا ثابتۃ کما کانت ویروی ہذا عن ابن عباس و عمران بن حصین انتہی پس جبکہ ابن عباس کہ سردار
مفسرین کے ہے اور عمران بن حصین کہ اجلہ صحابہ سے ہین اونکی نزدیک آیہ فما استمتعتم منسوخ نہین ہوا تو قرآت
الی اجل مسمی کی کہ یہہ ہی ابن عباس وغیرہ سے مروی ہے کیونکر ثابت نہوگی اور حاکم نے اپنی مستدرک
مین ابو مسلمہ سے روایت کی ہے قال سمعت ابا نضرۃ یقول قرأت علی ابن عباس فما استمتعتم بہ منہن الی
اجل مسمی قال ابو نضرۃ فقلت ما نقرؤہا کذلک فقال ابن عباس واللہ لانزلہا کذلک اور بعد اسکے
حاکم لکہتا ہے ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم پس جبکہ روایت الی اجل مسمی کے بروایت جمع کثیر اور جمہور اہلسنت

کی ثابت ہے اور ابن عباس کے نزدیک متعہ الی یوم القیامۃ باقی ہے تو اس قرآت کو منسوخ کہنا سراسر جہل یا
تجاہل سے ہی اور اگر یہ قرآت مصحف عثمان میں نہیں تو اس سے اوسپر عمل نہ کرنا غیر مسلم ہی کیونکہ مذکور ہوچکا
کہ لفظ متتابعات کا بعد فصیام ثلثۃ ایام کی کہ اس قرآن موجود میں موجود نہیں حالانکہ بسبب قرآت ابن مسعود کے
علمآء اہلسنت اوسپر عمل کرتی ہیں اگرچہ وہ قرآت اونکی نزدیک شاذہ سہی ہے پس بعد تسلیم اسبات کی
کہ یہ قرآت شاذہ ہو علمآء اہلسنت کو لازم ہی کہ اثبات اس امر کا کہ قرآت شاذہ متروک اور مردود ہی کتاب ان
سی لاوین ورنہ خرط القتاد **قولہ** حالانکہ قیود ثلثہ مکذب اس قرآت کی ہیں **اقول** یہ شبہہ بارنیہ ابوبکر رازی
ہی کہ علمآء فرقہ حقہ امامیہ زاد اللہ لہم رفعۃ وعلا لا بلکہ امام المشککین یعنی فخر رازی مقدوح کرچکی ہیں اسمقام پر الزام
اہلسنت کی لئی فقط امام رازی کا قول کافی ہی ہوش سے سنئی کہ ابوبکر رازی نے آیہ فما استمتعتم سی احتجاج کیا
ہی کہ متعہ حرام ہی اور اس حرمت پر تین دلیلین قایم کی ہین اور اون سبکو فخر الدین رازی نی مجروح کردیا ہے
اول دلیل اوسکی یہہ ہی کہ خداوند عالم نی پہلی محرمات کو بیان کیا اور کہا حرمت علیکم امہاتکم اور بعد اسکی آخر
آیہ مین کہا واحل لکم ما وراء ذلکم پس مراد تحلیل سے وہی ہی کہ جو وہان پر
مراد تحریم سی ہے اور وہان پر مراد تحریم سے تحریم نکاح ہی پس یہان پر بہی واجب ہے کہ مراد تحلیل
سی تحلیل نکاح ہو انتہی ملخصہ لیکن اس دلیل کو فخر رازی نی ضعیف لکھا ہی اور اسطور سی لکھتا ہی اما الذی
ذکرہ فی الوجہ الاول فلا نزاع انہ ذکر اصناف من یحرم علی الانسان وطیہن ثم قال واحل لکم ما وراء ذلکم
ای احل لکم وطی ما وراء ہذہ الاصناف فای فساد فی ہذا الکلام انتہی بعد اسکی پہر ابوبکر رازی لکھتا
ہی دوسری یہہ کہ خداوند عالم محصنین ارشاد فرماتا ہی اور احصان نہیں ہوتا مگر نکاح صحیح مین انتہی محصل دلیلہ
اور اس دلیل کو بہی امام رازی نی ضعیف لکھا وقال واما قولہ ثانیا ان الاحصان لا یکون الا فی نکاح
صحیح فلم یذکر علیہ دلیلا انتہی بعد اسکی پہر ابوبکر رازی نے لکھا ہی تیسرے یہہ کہ جناب باری فرماتا ہی غیر مسافحین
اور زنا سفاح ہی اور متعہ مین مقصود نہیں ہوتا مگر سفح الماء اور نہ متعہ مین مطلوب ولد ہی اور نہ سائر مصالح
نکاح اوس سے مطلوب ہین پس متعہ ہی سفاح ہوا انتہی محصل دلیلہ اور اس دلیل کو بہی فخر رازی نی ضعیف لکھا
اور اسطرح سی قدح لکہا واما قولہ ثالثا الزنا انما سمی سفاحا لانہ لا یراد منہ الا سفح الماء والمتعۃ لیست کذلک
فنقول الزنا سمی سفاحا لانہ لا مقصود فیہ الا سفح الماء والمتعۃ لیست کذلک فان المقصود
فیہ سفح الماء بطریق شرعی ماذون فیہ من قبل اللہ اور بعد تضعیف دلایل ابوبکر رازی کی پہر

پھر فخر رازی نے کچھ تعرض کیا پس معلوم ہوا کہ حرمت متعہ پر یہ دلیل کہ جو مجیب نے بتقلید ابوبکر رازی کی لکھی تھی
فخر رازی نہیں ہے بلکہ یہہ دلیل اوسکی نزدیک مردود ہی باقی یہ کہ اس غبی نے جو بتقلید شاہ صاحب کے قید
ان تبتغوا باموالکم سے تحلیل فروج کو خارج کیا ہی جیسا کہ خود شاہ صاحب اپنی تحفہ مترجمہ کتاب صواقع
مین یون ارشاد فرماتی ہین پس تحلیل فروج و اعارہ آن ازین شرط باطل شدہ زیرا کہ آن سودای منفعت است انتہی
تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس کلام ربانی سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ ابتغا مال سے جائز ہی اور یہہ ثابت نہین ہوتا
کہ بغیر خرچ مال کی وطی جائز نہو کسواسطی کہ شافعی کے نزدیک اگر مہر مین منفعت مقرر کرین تو ہو سکتا ہی چنانچہ
تفسیر نیشاپوری مین ہی قال الشافعی الایۃ تدل علی ان الابتغاء بالمال جائز ولیس فیہ ان الابتغاء
بغیرہ جائز ام لا ایضا قد خرج الخطاب مخرج الاغلب الاعم فلا تدل علی نفی ما سواہ انتہی اب
حقیقت مین تحلیل کے تحریم کرنا اپنی امام کی تکریم کو بھول جانا اور اوسکو الزام دینا ہی خلاصہ کلام یہہ ہے
کہ جسطرح علماء اہلسنت کہتی ہین کہ قول سبحانہ و تعالی الا ما ملکت ایمانہم مین ملک مین اعم ہی کہ اوسکو
خرید کرین یا یہہ کہ کوئی ہبہ کری یا بوراثت آئی ہو اوسی طور سے ہم ہی کہتی ہین کہ ملک مین کی دو صورتین
ہین خواہ ملک منفعت ہو یا ملک عین پس تحلیل مین دوسری قسم کا صادق آنا اول کی عدم صدق کو مستلزم
نہین اگر کوئی متوہم یہ توہم کری کہ لونڈی کی ہبہ کرنے مین سودای منفعت صادق نہین آتا اسلیئے کہ نفقہ
اور کسوت جاریہ موہوبہ موہوب لہ پر واجب ہی بخلاف محللہ کی کہ اوسکا نفقہ وغیرہ محلل پر واجب ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ انفاق اور کسوت جاریہ موہوبہ توابع ملک عین سے ہی شروط اباحت وطی اور تملک
سے نہین پس اگر کوئی شخص جاریہ موہوبہ کو نفقہ وغیرہ سے باز رکھی تو وطی اوس سے حرام ہوگی بلکہ وہ شخص تارک
فعل واجب کا ہوگا انتہی خلاصۃ ما فی الکتاب الالہامیہ قولہ دوسری محصنین غیر مسافحین یعنی قید مین لانیکی طرح
ہو ستی نکالی کو نہو یہانتک کہ ہمیشہ وہ عورت اس مرد کی ہو جاوے اسکی چھوڑی بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا
ذکر نہ آوی کہ مہینی تک یا برس تک اقول احصان کی جو معنی اس شخص نی لکھی ہین اختراعی بحت ہین
نہ یہ معنی لغوی ہین اور نہ مصطلح فقہی کیونکہ اگر احصان متعہ مین نہوتا تو فخر الدین رازی کہ امام مخالفین
تہا حجت ابوبکر رازی کو مجروح نکرتا حالانکہ ابھی ثابت ہو چکا ہی کہ اوسنی دلیل ابوبکر رازی کو کہ مشتمل بر
احصان تھی پسند نہین کیا بلکہ ضعیف معلوم کیا اور ہی کسی مفسرین معتبرین نے احصان کی یہہ معنی کہ
مدت کا ذکر نہ آئی نہین کیا لغت مین احصان کی معنی نگاہ داشتن از حرام کی ہین اور یہہ امر متعہ مین بھی ہی

تدبیر منزل وغیرہ بخوبی مقصود ہوتی ہے اور وضع متعہ کی فقط اسلئے ہے کہ کوئی شخص بسبب میلان اور خواہش
نفس کے زنا مین مبتلا نہوتی پائی پس تخصیص نکاح جواری کی اسمین منافی نکاح متعہ کی نہین اسلئے کہ احتمال
معنی مذکور کا اس آیہ مین متطرق ہی فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تیسری یہ کہ اسمقام
پر نکاح جواری سے مفید حصر نہین اسلئے کہ قران مجید مین اکثر جگہہ سکوت فی معرض البیان ہی کہ وہ مفید حصر کی نہین
ہوسکتا چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہی اذا جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء اسمقام پر باقی
احداث مثل جاء من البول او الریح او الاحتلام مذکور نہین پس بنا بر تمہاری قول کے چاہئی کہ سوائے
غائط اور مس نساء کی باقی احداث اس حکم مین شامل نہون وانہ باطل بالاتفاق اور یہی جناب اقدس الہی بعد
چند محرمات کی فرماتا ہی واحل لکم ما وراء ذلکم حالانکہ جمع درمیان زن حرہ اور اوسکی بھتیجی کے اور جمع
درمیان خالہ اور اوسکی بھانجی کے اوسیطرح سے جمع بین الاختین بسبب حرام ہین اگر اسی ہی اصل حکم
مین داخل کیجئی تو چاہئی کہ یہہ بھی حلال ہو جائے حالانکہ بتصریح زاہدی وغیرہ کی یہ حرام ہین اور اگر خارج کیجئی تو
بتائیے کہ اس آیہ مین دلیل اوسکی اخراج کی کیا ہی سوائے احادیث کی کہ وہ متعہ کی واسطے بھی موجود ہے
پس ہوسکتا ہی کہ ما نحن فیہ مین بھی ایسا ہی ہو یعنی معرض بیان مین سکوت کا ہونا مفید حصر کا نہو چوتھی
یہ کہ صاحب کشاف نی اس آیہ کی اس طور سے تفسیر کی ہی کہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ جس شخص کے حبالہ مین زن آزاد
نہو تو نکاح اوسکو کنیز سے جائز ہے اور مراد نکاح سی اس آیہ مین وطی ہے انتہی ملخصہ پس جبکہ بتصریح
صاحب کشاف کے معنی آیہ مذکورہ کی ہوئی تو اسصورت مین آیہ کریمہ شامل منکوحہ اور ممتوعہ دونوں کو ہوگی
اسلئے کہ شیعون کی نزدیک بھی نکاح منقطع اور دائم جواری سی اوسوقت مین کہ زن حرہ تحت مین ہو حرام
ہی ہان اگر وہ اجازت دیدی تو البتہ ہوسکتا ہی اب معلوم ہوا کہ معنی طول کے اس تقدیر پر کون الحرۃ
تحت الرجل ہی پانچوین یہ کہ امام فخر الدین رازی نے اس آیہ کی تفسیر مین تین قول لکھی ہین تیسری قول
مین اسطرح سے لکھتا ہی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ جو کسی کنیز پر فریفتہ اور عاشق ہو اور زن حرہ سی بسبب
اوس تعشق کی نکاح ممکن نہوسکتا ہو تو اوسکو جائز ہی کہ اوس کنیز سی نکاح کری انتہی ملخصہ پس جبکہ
یہ احتمالات معنی اس آیہ مین متطرق ہوئی تو معلوم نہین کہ یہہ لاف زنی او شعلہ افگنی اسقدر غصی کی کس
جہت سی ہی ھذا غایۃ التوضیح للمقال واستوفیتہ بفضل اللہ ذی الاکرام والجلال قولہ
اور سند اکریمہ الا علی ازواجہم اقول من فسر القران برایہ فقد کفر اس آیہ سی حرمت متعہ کے

نکالنا اپنی رائ سی سراسر جہل اور تخلف ہی حدیث نبوی سی اسلئی کہ ممتوعہ ازواج مین داخل ہے اور کسی
حدیث مین یہ وارد نہین ہوا کہ ازواج سوائی منکوحات کی ممتوعات پر نہین صادق آتی پہر ممتوعہ کو ان دونو
قسمون سی باہر جاننا اور یہ کہنا کہ نہ زوجہ ہوسکتی نہ ملک یمین اسواسطی کہ لازم زوجیت مثل طلاق اور ایلاء وغیرہ
یہ متعلق نہین ہین بجز اسکی کہ یہ شخص قرآن کی معنی اپنی دلسی کہتا ہی کیا تصور کیا جائی اور ایلاء وغیرہ اسکو ہم لوازم
زوجیت سی نہین کہتی اسطرح پر کہ اگر یہہ نہون تو زوجہ صادق نہ آئی بلکہ یہ زوجہ کی صفات زایدہ ہین
سی ہین مانند اسکی کہ زن اپنی شوہر کو ایذا نہ دی اور اسکی دین کی مخالفت نہ کری اور ہمیشہ اوسکی اطاعت
کری دیکہیئی کہ زوجہ مرتدہ بائن ہوجاتی ہی بغیر طلاق کی اور زوجہ ناشزہ مستحق کسوت کی نہین اور احصان قبل
دخول کے ثابت نہین ہوتا حالانکہ زوجہ ہونا اوسپر صادق آتا ہی علاوہ اسکی کہتا ہون کہ اطلاق زوجہ
کا متمتع بہا پر کلام اہل سنت سی بہی ثابت ہوتا ہی جیسا کہ ربیع بن سبرہ کی روایت مین مذکور ہی قال شکونا
العزوبة الی رسول الله صلعم فی حجة الوداع فقال استمتعوا من هذه النسا فابین الا ان نجعل
بیننا و بینهن اجلا فتزوجت امراة فمکثت عندها تلك اللیلة اور جواب تفصیلی اسکا انشاء الله
سبیل متعہ مین بیان ہوگا قوله اسی واسطی امام رازی نے بطریق تنزل کی فرمایا و هذه القراءة علی تقدیر
ثبوتها لا تدل الا علی ان المتعة کانت مباحا الخ اقول مخفی نہ رہی کہ مقصود جناب سلطان العلماء نقل
قرأت الی اجل مسمی سی بحوالہ تفسیر کبیر یہہ نہین ہی کہ صاحب تفسیر کبیر ہی اوسکا اعتقاد رکہتا ہو بلکہ غرض
یہہ ہی کہ صحابہ بیشمار مانند ابن عباس و ابی بن کعب و عمران بن حصین و عبد الله بن مسعود وغیرہ اجلہ صحابہ آیہ
متعہ کو اسطور سے پڑہتی تہی اور پڑہنا اس آیہ کا اس قرأت سی روایات کثیرہ اہلسنت سی ثابت ہی جیسا
کہ خود فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین لکہہ رہا ہے روی ان ابی بن کعب کان یقرء فما استمتعتم به منهن
اجورهن الی اجل مسمی و هذا ایضا قراءة ابن عباس والامة ما انکروا علیهما فی هذه القراءة
فکان ذلك اجماعا من الامة علی صحة هذه القراءة و تقریره ما ذکرتموه فی ان عمر لما منع الصحابة ما
انکروا علیه فکان ذلك اجماعا علی صحة ما ذکر فکذا ههنا فاذا ثبت بالاجماع صحة هذه القراءة
ثبت المطلوب انتهی و طبرانی و بیہقی نی اپنی تصنیف مین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ قال کانت المتعة
فی اول الاسلام و کانوا یقرؤن هذه الآیة فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی الآیة
اور بہی ابی نضرہ سی مروی ہی قال سئلت ابن عباس عن المتعة فقال تقرأ سورة النساء فقلت بلی

بلی قال فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن الی اجل مسمی قلت لا اقرءها هکذا قال ابن عباس
واللہ ہکذا انزلہا ثلث مرات ثلث مرات تو اب اس غبی کا یہ کہنا کہ اور یہ قرأت الی اجل مسمی غلط ہر گز ابن عباس
وغیرہ سے ثابت نہیں شہوت پرستوں نے اپنی لذات نفسانی کی واسطے بنائی ہے انتہی محض جہالت سے ہے
او حقیقت میں اگر انصاف سے دیکھیے تو قول رازیکا وہذہ القرأۃ علی تقدیر ثبوتہا مانل تسلیم ہی اسلئے کہ فخر رازی
نے اول اس قرأۃ کو ذکر کیا اور بعد اوسکے پہر لکہا کہ کسی امت نے اس قرأت کا انکار نہیں کیا اور یہ قرأت اجماعی
ہی بعد اسکی پہر لکہا کہ اگرچہ قرآت ثابت ہو تو دلالت نہیں کرتی مگر اس بات پر کہ متعہ مشروع تہا اور ہمکو اسمیں
نزاع نہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ بعد مشروعیت کی اوسپر نسخ طاری ہوا اب عارفین ملاحظہ فرمائیں کہ رازی
نے منع صریح قرآت مذکورہ پر نہیں کیا بلکہ فی المعنی تسلیم کرکے کہا کہ نسخ اوسپر طاری ہوا اور کیونکر یقین حاصل
ہوسکتا ہی کہ بعد اقامت برہان قاطع کہ امام فخر رازی ثبوت اس قرارت پر لایا اور دعوی نسخ کی دوسرے
جواب سے متشبث نہوا منع بی سرو پا کہ عامی و جاہل ہے ایسی منع نہیں کرتے ذکر کرتا الان نشرع
فی رد جواب امام المشککین متوکلا علی اللہ المعین اقول قول النسخ فی المتعۃ بعید عن الانصاف
ولا یلیق به الا المعاند المتعصب فان اقوال النسخ فی المتعۃ عند اہل السنۃ مضطربۃ لایعتمد
علیہا اہل الانصاف وقد ذکر الرازی والنیشاپوری والبخاری ان عمران بن حصین قال نزلت آیۃ
المتعۃ فی کتاب اللہ تعالی وتمتعنا مع رسول اللہ ولم ینہ عنہ حتی مات ثم قال رجل برأیہ ما شاء وہذہ روایتہ
تدل علی ان الناسخ ہو عمر وایضا قال السیوطی الذی وغیرہما فی تفسیرہم ان امیر المؤمنین
علی بن ابیطالب یقول لولا نہی عمر بن الخطاب عن المتعۃ ما زنی الا شقی فہذہ الروایۃ تدل علی
ان الناسخ ہو عمر لا الشارع فالحق ان قول النسخ بعد علمہ ہذہ الروایۃ الصحیحۃ مستغرب
جدا لا یلیق به الا المتعصب المعاند وتفصیل ہذہ الروایۃ مع النقض والجرح یاتی فی مبحث
المتعۃ انشاء اللہ تعالی ۔ بود عثمان چو در دبستانی ٭ بغلط خواند لفظ قرآنی ٭ آمد از غیب حکم ربانی ٭
گر تو قرآن بدین نمط خوانی ٭ ببری رونق مسلمانی ٭ قال مولانا المجتہد البحری بالتکریم اگر تم کہو
کہ یہہ قرآت شاذہ ہی اسکا اعتبار نہیں تو ہم کہینگے کہ یہہ قرارت شاذہ نہیں ہے بلکہ تمنے اسکو شاذہ
بنایا اسلئے کہ بہت قرآنکو جلا ڈالا اور ایک سے باقی رکہا پہر جو قرآت اوسکی سوا ہوگی وہ تو شاذہ کہی
جاویگی اگر وہ سب قرآن موجود ہوتے تو کہا نیکو شاذ ہوتی اور یہہ قرآت تو اہل سنت سے ظاہر

اور ثابت ہی اور موافق حدیث ثقلین کے جدائی قرآن کی اونسی محال ہے **قال الناصب الغوی اللئیم**
صد حیف کہ ارباب کوسل کو نظر اپنی کتب پر اور خیال اپنی بات کا بہی نہین رہتا اتنا نہین سمجہتی کہ اگر یہ قرآت
شاذہ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے اور یہ بنا بر زعم ملازمان والا کی محال ہے شاید اسی واسطے
ملا فتح اللہ نے تفسیر منہج الصادقین مین بحث کریمہ فما استمتعتم کی شاذہ ہونیکا انکار نہ کیا بلکہ یون لمعہ سی نقل
کر رہا ہی کہ گفتہ است در قرات شاذہ نقل از عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب وغیرہ ایشان
چنین وارد است کہ فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی اور مہذب التبصرہ صاحب مجمع البیان و ملا صادق شارح کلینی کے
تہر چکا ہی کہ یہ قرآن موجود بے شبہہ وہی قرآن ہی جو حضرت کے وقت مین تہا اور امام مہدی کی عہد مین ہوگا پہر اوسمین
کہان یہ فقرہ الی اجل مسمی کا تہا کہ جلانیکے سبب سے شاذ ہو گیا اسکو شاذ نہ کہینگے کیا معنے باتفاق شیعہ و اصحاب
العمل تو یہی قرآن موجود ہی اور جو خبر اسکی ظاہر کی مخالف ہے شاذ اور متروک ہی صاحب تہذیب باب من احل اللہ
نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج اور حماد ابن عثمان او منصور ابن حازم کی جو ابی عبد اللہ علیہ السلام سے
مروی ہی پکاری کہہ رہا ہی ہذا الخبران قد وردا شاذین مخالفین بظاہر کتاب اللہ عز و جل و کلما
ورد ہذا المورد فانہ لا یجب العمل علیہ چنانچہ بنا بر اسی تحقیق کے والد ماجد اپنی کتاب صوارم مین شاید
وغیرہ کی طرف سی بنا ہی جواب کے رکہی ہے اپنا پائی کہ یہ قرآت شاذ اور متروک العمل ٹہری یا نہین اگر نہین تو
ملا فتح اللہ اور صاحب مجمع البیان اور ملا صادق کو جواب دیجیی اور اگر ہی تو کتاب صوارم کی سیر کیجیی کہ حکم
شاذ کا معلوم ہو مخالفت بابکی بی شرمی ہی اور انکار اوسکا ہٹ دہرمی سے کچہہ بہی تو جی مین سوچے
انصاف کیجیے + زنگ کجی سے شیشہ دل صاف کیجیے + اور حق تو یہ ہی کہ اسکو حضرت امیر ہی نی شاذ بنا
کر چہپا رکہا اگر ظاہر کرتے تو کاہیکو یہ شاذہ کہلاتی یہ کشتی خضر ہی کی ڈوبائی ہی **اقول بفضل اللہ العلیم**
قولہ صد حیف کے ارباب کوسل کو نظر اپنی کتب پر او خیال اپنی بات کا نہین تہا **اقول** کوسل نام شوری کا ہی
اب تمہین کہو کہ شوری والی کون ہین اور تم اگر بالفرض ممسن نہو تو سر دست اونکی طرف دار اور مشیر تو ہو
قولہ اگر یہ قرآت شاذہ نہو تو اہلبیت اور قرآن مین جدائی لازم آتی ہے **اقول** وجہ استلزام کی کچہہ نہین بیان
کی تو ایسا دعوی بے دلیل لائق التفات نہین اور تم معنی جدائی کے نہین سمجہتی جیسا ہی بیان کیا ہی سمجہو اور یاد
کرو تو خود بخود یہ کلام تمہارا رد ہو جائیگا **قولہ** شاذ ہونیکا انکار نکیا **اقول** اگر لفظ شاذہ سی مراد متروک
القراۃ ہی تو اسکا انکار ہم بہی نہین کرتے مگر تمہاری خلیفہ نی مصاحف کے احراق ہی سی متروک و مہجور

وہ مجبور کر دیا یہانتک کہ ہمنے اونکی اقتدا سے اوسکو مخالف لوح محفوظ کی پہر اگر چہوڑا اور ہمنے باطاعت حکم ائمہ ع
کی باوجودیکہ تفسیر اہلبیت عصمت و طہارت مین یہ قرآت موجود ہی تا ظہور قائم آل محمد علیہم السلام اسکا ترک ہمنا کر
کیا اور نہ واقع مین یہ شاذ و متروک ہونیکی قابل نہی اور اگر لفظ شاذہ سے یہ مراد ہو کہ یہ قرآت مضادت رکہتی ہے
آیات قرانی سے ہرگز مسلم نہین کیونکہ قرات شاذہ کو مخالف قران مروج ہونا لازم نہین بلکہ ممکن ہے کہ شاذ ہو اور
مخالفت کسی آیات قرانی سے نہ رکہتی ہو جیسا یہ قرآت ہی اور ممکن ہے کہ شاذ ہو اور مخالف قران ہی ہو ایسی حالت
مین ملا فتح اللہ کی عبارت منافی کلام جناب مجتہد العصر کی نہین ہی و لو تنزلنا عن کل ما ذکرہ پہر بہی مقصود مجیب کا ہرگز
ثابت نہین ہو سکتا اسلئی کہ قرآت شاذہ پر علمائے اہلسنت عمل کرتی ہین اسلئی کہ ملا محب اللہ بہاری نی مسلم الثبوت
کہ فی زمانہا بہت مروج ہی اس طرح سی لکہا ہی ان قراۃ الشاذۃ فقد تطلق علی ما نقل باخبار الاحاد عن
و انہ حجۃ ظنیۃ عندنا و یجب العمل پس جبکہ قرآت شاذہ پر علمائے اہلسنت کی نزدیک عمل جائز ہوا
تو پہر ہمکو اسپر طعن کی کہان گنجایش ہی اور فتح الباری شرح صحیح البخاری مین ہی اختلف ائمۃ الاصول
فیما نقل احادا من القرآۃ الشاذۃ کمصحف ابن مسعود و غیرہ ہل ہو حجۃ ام لا فنفاہ الشا فعی
و اثبتہ ابو حنیفہ و بنی علیہ وجوب التتابع فی صوم کفارۃ الیمین بما نقل عن مصحف ابن
مسعود من قولہ ثلثۃ ایام متتابعات انتہی پس جبکہ مختار ابو حنیفہ کو فی یہ ہوا کہ قرات شاذہ حجت ہے
تو پہر قرات شاذہ الی اجل سے پر عمل نہ کرنا اپنی امام کو جہوٹہا بنانا ہی **قولہ** اور یہ مجتہد التصریح صاحب مجمع البیان و
ملا صادق شارح کلینی کے ٹہرچکا **اقول** عدم نقصان بالمرہ جناب طبرسی کی قول سے کہ منقول سید علم الہدی
سے ہے ثابت کرنا مشکل ہے اسلئی کہ قران مروج الآن موافق قرآت ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود کی
سید مرتضی کی نزدیک بہی ثابت نہین کما سبق منا عبارۃ کتاب الشافی پس یہ کہنا کہ سید کے نزدیک ا ر
قرآن مین کسیطرح کا نقصان نہین خالی نقصان عقل سے نہین باقی رہا کلام ملا صادق تو سابق مین
معلوم ہوا کہ اس غبی نی بتقلید اپنی مرشد و نکی ہذا الترتیب سے مراد ترتیب قران مروج الآن لیا ہی حالانکہ مابعد کے
عبارت سے جو اسنی نہین لکہا ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مراد ہذا الترتیب سے ترتیب علوی ہی اسلئی کہ سیاق
اوس عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ تا ظہور امام ثانی عشر یہی قران واجب العمل ہی اب اس سے معلوم ہوا کہ
جب وہ ظہور فرمائینگے تو دوسری ترتیب ظاہر ہوگی چنانچہ کلینی وغیرہ سے یہ حدیث متواتر ثابت ہوتی ہے کہ قرء
رجل علی ابی عبد اللہ علیہ السلام حرفا من القران لیس علی ما یقرء الناس فقال ابو عبد اللہ ع

کف من هذه القراءة واقرء کما یقرء الناس حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرء کتاب الله عز و جل

علی حدہ اور جیسا سنتی ہین ایکسی مفسر نے لا تقربوا الصلوۃ کو و انتم سکاری سی جدا کر کی دلیل ترک صلوۃ کی قرار دے تہی ویسا ہی اس عجیب نی ملا صادق کی عبارت شوکت عمریہ مین دیکہکر اوسمین سی خیر کا فقرہ جسمین شاید او کسی کی مصنف کے مطلب کا تہا اور مناقضت اسکی مقصود سی رکہتا تہا نکال ڈالا صرف پہلا فقرہ جسمین ہذا کا مشار الیہ مذکور نہین ہی نقل کر کی ترتیب عثمانیکو اوسکا مشار الیہ قرار دیا ہی اور یہ سمجہا کہ مابعد کا فقرہ انکے مرشد رشید الدین خان نقل کر گئی ہین اسکی چہاپنی سے نہ چہپیگا جبتب دیکہا جائیگا تب صاف اسکی چوری پکڑی جائیگی اور سب جان لینگی کہ اس ہذا الترتیب سے ترتیب عثمانی ہرگز مراد نہین ہو سکتی **قولہ** باتفاق شیعہ واجب العمل تو یہی قران ہے **اقول** بیشک بسبب اضطرار کی ہمارے نزدیک واجب العمل یہی قران ہے بلکہ حقیقت مین واجب العمل قول امام ہی کہ اون حضرات معصومین نے اسے کی عمل کرنی پر حکم فرمایا ہی نہ یہ کہ حقیقت اور واقع مین یہ قران موافق نزول کی ہو اور اسمین شائبہ نقصان کا نہو ہان اہلسنت البتہ جو یہ دعوے کیا کرتی ہین کہ ہم اسی قران پر عمل کرتی ہین تو یہ دعوے لسانی ہی کسواسطی کہ علماء اہل سنت موافق قرآت ابن مسعود کے فصیام ثلثۃ ایام متتابعات کی تتابع صیام کفارہ یمین مین واجب جانتی ہین اور یہ قرآت کہین قران مروج الآن مین باقی نہین ہے **قولہ** صاحب تہذیب باب من احل اللہ نکاحہ مین بعد ذکر حدیث جمیل ابن دراج الخ **اقول** ماشاء اللہ علاوہ فضل و کمال کی علم حدیث مین بہی تمکو بہت مہارت ہے مین کب اسکا انکار کرتا ہون وہ کتاب اللہ کی مخالف ہین مگر یہ قرآت الی اجل مسمی کی تو مخالفت اور مضادت قران سے نہین رکہتی اسلئی کہ اس قرآت کو موافق قرآت ابن عباس کے حاکم نی مستدرک مین صحیح لکہا ہی قال و ہذا حدیث صحیح علی شرط مسلم جیسا کہ سابق مین بہی مذکور اسکا ہو چکا اور بہی عظماء معتبرین اہلسنت مثل فخر رازی وغیرہ شاذ نہین لکہتی بلکہ نسخ کی قایل ہوئی اور باتفاق لکہہ ہی ہین کہ ابن عباس بعد فما استمتعتم کی الی اجل مسمی پڑہتی تہے بخلاف ہماری علماء کی کہ اون دونو خبرونکو قبول نہین کرتی اور مخالف ظاہر کتاب جانتی ہین اور مخفی نرہی کہ اس مقام پر بہی جو اسنے فی کلمات بی ادبانہ حضرت مجتہد العصر کے شان مین لکہی ہین جواب اسکا بہکڑبازون کی نزدیک کفش کاری ہے

ع راہ نجات سی کہین بہکے نہ جائی تو + گرگی سنگ جہل یہ ٹہوکر نہ کہائی + کیون دلکو غرق کرتی ہین دریای جہل مین + گر شوق ہو تو کشتی ایمان مین آئی + **قولہ** یہ کشتی خضر ہی کی ڈبائی ہی **اقول** حق تو یہ ہی کہ جو تعصب اور عناد کہ لعین اس دشمن خاندان نبوت کی مکنون تہا وہ ظاہر ہو گیا اور مجہی

ہان بعض قدمای علمای امامیہ نے بالمرہ انکار نقصان قرآن کا ہی کیا ہی مگر یقین اس امر پر کہ نقصان کچہہ اسمین
نہین ہوا ہے مشکل ہی لیکن زیادتی کسی آیت کی تو البتہ نہین ہوی ہے **قال الناصب الغوی اللئیم**
حال روایات معتبرہ اور احادیث صحیحہ اہلسنت کا معلوم ہو چکا کہ شایبہ نقصان قرآن کا انکی کتب سے ثابت نہین
نہ صراحۃ نہ اشارۃ اب اسکو ہزار انکی سر باندہنا گویا اس پردے مین اپنا عیب چھپانا ہی کیا یہ بہی اجتہاد مین داخل
ہی کہ جو چیز ثابت نہو خواہی نخواہی اوسکو ناحق ثابت کیجیے غیر کے مذہب مین اجتہاد جناب کا کب معتبر ہے
آپ ہی نقصان پر رہے محققین امامیہ کو کہ یون فرماتی ہین اونکو جو چاہیے سو کہیے شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات
مین لکہتی ہین ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فہو کاذب اور مصائب النواصب مین ہی وما
نسبہ الی الشیعۃ من قولہم بوقوع التغییر فی القرآن لیس مما قال بہ جمہور الامامیۃ وانما قال بہ
شرذمۃ قلیلۃ لا اعتداد بہم فیما بینہم فرمائیے کہ ان دو شاہدین عادلین کی شہادت سے کون جہوٹہا اور کس کی
اعتبار اور بموجب تصریح صاحب مجمع البیان کے جسکا ذکر ہو چکا کون حشویہ نابکار ٹہرا ہی شاید اسی قدر سے
خواجہ طوسی نے الزام نقصان قرآن سے اپنی تجرید کو مجرد کیا طرفہ یہ ہی کہ اس قرآن کو ناقص ہے بتاتی ہین انکی
ہرگز دریافت نہین ہوا کہ قرآن کو ناقص بتانا کس راہ سے ہے اگر یہ سبب ہے کہ فضایل امیر المومنین ع اور مناقب اہلبیت
طاہرین ع اسمین نہین تو سورہ ہل اتی اور آیہ تطہیر کس کی حق مین نازل ہوا ان اخبار خلافت خلفاء راشدین اور فضایل
ازواج مطہرات سید المرسلین خصوصاً فضیلت جناب صدیقہ اور تائیدات مذہب اہلسنت کی بہی اسمین مذکور
ہین اور ذکر بداء اور تقیہ کا اور ماجرای غصب کلثوم اور قصہ آزردگی جناب زہرا ع اور رسن بگلو ہونا شیر خدا اور
بیکسی اہلبیت ع کی اور سفاہت حق الیقین کی کہ حضرت پیغمبر نے جناب زہرا ع اور حضرت علی مرتضی ع کو فرمایا
کہ بدبخت خدای تو باد و برو او لعنت قربان تو باد اور بند شین مرثیہ ضمیر اور دبیر کی اوسمین نہین یہ اسباب نقصان کے
البتہ ہو سکتی ہین خدا جانتا ہی کہ بعض شیعہ مذہب جو انصاف سے کچہہ بہرہ رکہتی ہین حقیقت نقصان کے سنکر
نالہ ملتی ہین کہ واحد الثقلین یعنی عترت نبی الحرمین اکثر تو انتقال فرما چکی اور ایک آدہ جو زندہ ہین وہ غیبت کے
سبب ہاتہ نہین آتی ہر چند ڈہونڈہتی ہین پر جواب کا پتہ نہین لگتا آنسو پوچہنی کو یہ قرآن کہ احدہما اعظم من الآخر
اسکی شان ہے باقی رہگیا تہا اب وسکو بہی جناب قبلہ و کعبہ نے ناقص ٹہرایا شعلہ کینہ دشمنان محمدی ع کو
بہڑکایا بڑی سند اونکی ہاتہ لگی چشم خوابیدہ فتنہ کی جگی شان خدا ہی جنکی تقریب درنالیف کے لیے ملازمان والا
یہ خاک چہانی اون لوگون نے بہی ایک مانی سے تحسین ہے نہ کی شیرین نے اس تیشہ زنی پہ پتہر پڑی

بڑی فریاد تیری کوہ کنی پر * کہیں بصحت ثابت نہیں ہوتا کہ جناب امیر المؤمنین یا بقیہ ائمہ طاہرین نے فی الحقیقت انکو
ناقص جانا ہو یا اپنی اولاد امجاد کو پڑھایا ہو سب کو لکھی پڑھی آئی اور ہرگز نہ کہی آئی اگر یہ قرآن ناقص ہوتا تو جناب
امیر نے قرآن کامل کیوں نہ پھیلایا یہہ ایک بات بنائی گویا غیرت ستاتی ہے فی الحقیقت اعتقاد نقصان قرآن کا
اصل اعتقاد انہیں لوگوں کی ہے کہ خدا و رسول سے لاچار ہو کر بعضے قائل الوہیت حضرت امیر کی ہوئے اور بعضوں
نے ادعای نبوت آنحضرت کا کیا چنانچہ اسکا بیان بجای خود مذکور ہے اقول بفضل اللہ العلیم روایات کثیرہ
اہل سنت سے ثابت ہو چکا کہ اس قرآن مروج میں شائبہ نقصان کا ہے بلکہ جو حروف جو منزل نہیں الحاق ہوئے کہ تا
عثمان سے صحیح ہو گئے اور یہہ بھی اہلسنت کی کتابوں سے کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر ہوا کہ جناب امیر نے مصحف کو
موافق نزول کے جمع کیا ہے اگر وہ مصحف اور اس مصحف عثمانی میں کچھ فرق نہ ہوتا تو صاحب فتح الباری یہہ کیوں
کہتا [illegible] سے معلوم ہوا کہ اوسمیں کچھ زیادتی ہے کہ اسمیں وہ نہیں اور یہ
ابن حجر کی روایت سے صاف ثابت ہو چکا کہ اگر مصحف جناب امیر موجود ہوتا تو اوس سے علم کثیر حاصل
ہوتا حق تو یہہ ہے کہ نقصان قرآن اہلسنت کی روایات سے بہت ثابت ہوتا ہے کہ انکار اوسکا خالی جہل
یا تجاہل سے نہیں اور یہ جو کہا کہ شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات میں لکھتے ہیں الخ تو یہہ کچھ مفید مدعا تمہاری
کی نہیں اسلیے کہ جب خود جناب سلطان العلماء اسطرح سے ارشاد فرما چکے کہ ہاں بعض قدمای علمای ہمارے
بالمرہ انکار نقصان قرآن کا ہی کیا ہے پھر یہہ کہنا تمہارا کہ شیخ ابو جعفر کتاب الاعتقادات میں لکھتے ہیں و من
نسب الینا الخ محض بیجا اور سراسر بیجا ہے اور بہی سیوطی نے اتقان میں حمیدہ بنت یونس سے روایت کی
ہے کہ کہا اوسنے قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملائکتہ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قبل ان یغیر عثمان المصاحف
انتہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قبل اسکے کہ عثمان نے مصاحف میں اصلاح کی ہو زیادتی مصحف
عائشہ میں تہی اور بعد اوسکے پہر محو ہو گئی باقی رہا وہ کلام کہ اس شخص نے وسطی جانے جہال کے کتاب
مصائب النواصب کے لکھا ہے تو وہ بیشک المردود ہے اس جہت سے کہ خود قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ
نے بعد عبارت مرقومہ کے لکھا ہے کہ ولو سلم فلیس ذلک من مختلفات الامامیۃ بل قد ذکرہ السدی من
مفسری اہل السنۃ والجماعۃ فی تفسیرہ وغیرہ فی غیرہ فان السدی فی قولہ تعالی یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک الآیۃ یا ایہا النبی بلغ ما انزل الیک الآیۃ من فی لا یۃ علی الخ [illegible]

مین بہائی زانوی تشویر پر سر جہکائی چشم انصاف سی ملاحظہ فرمائی کہ قرآن مین نقصان اہلسنت کی
کتابون سی بخوبی ثابت ہوگیا اور تمہارا قول سراسر بی اعتبار ٹہرا **قولہ** شاید اسی ڈر سی خواجہ طوسی نی الزام
الخ **اقول** مین بہی کہتا ہون کہ شاید اسی اندیشہ سی سدّی نی لکہدیا کہ قرآن مین زیادتی تہی مگر عثمان نی
اوس زیادتی کو دور کردیا اور یہی شاید اسی اندیشہ سی سیوطی نی لکہدیا کہ قبل تغیر عثمان کی مصحف عائشہ مین
زیادتی تہی سبحان اللہ تجرید مین نقصان قرآن کی نہونی سی یہہ لازم نہین آتا کہ اس طعن تحریف سی عثمان
بری ہون بہت سی مطاعن خلفاء ثلثہ کی ہین کہ وہ تجرید طوسی علیہ الرحمہ مین نہین ہین اور باقی
کتب مبسوطہ مثل عماد الاسلام وغیرہ مین موجود ہین تجرید مین نہونی سی عدم نقصان نہین ثابت ہوسکتا
بہت سی مسایل فقہیہ مین کہ وہ شرح وقایہ مین نہین اور ہدایہ وغیرہ مین موجود ہین اور اس سی یہ لازم نہین آتا
کہ مسئلہ مذکورہ فی الہدایہ وغیرہ صحیح نہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ سنیون کی کتابون سی نقصان قرآن ثابت ہوتا ہی
اور یہہ عجیبی بی شرم وحجاب کشادہ پیشانی کہہ رہا ہی کہ شائبہ نقصان قرآن انکی کتب سی ثابت نہین نہ صراحۃً
نہ اشارۃً ایسا کذب صریح کوئی عاقل ارتکاب نہین کرسکتا کاش اتنا ہی کہتا کہ کتب معتبرہ سی ثابت نہین اور منع کتابا
او اتقان وغیرہ کو کہہ دیتا کہ یہہ کتابین ہماری معتبر نہین ہین تب بہی ایک گنجایش تہی اگرچہ بعد ثبوت اعتبار
ان کتب کی کذب ثابت ہوتا مگر تہوڑی سی مہلت تو مل جاتی یہہ کیا کہ کہا جاتا اور کہتا کہ پہر تو نا روا ہرگز درست
نہین ہوتا کہ قرآن مین عدم نقصان ثابت کرنا کس راہ سی ہی اگر یہہ سبب ہی کہ مطاعن خلفاء ثلثہ کی اگر
نقصان سی ثابت ہوجائینگی تو یہہ عنایات الہی باوجود تحریف و احراق کی ابتک قرآن مجید مین جابجا اذن
اور غاصبین عنادین پر لعنت موجود ہی اور ہونا خلفاء ثلثہ کا غاصبین سی کالشمس فی نصف النہار ہی اگر
زیادہ شوق ہو تو کتاب نہج البلاغۃ کی سیر کیجیی کہ اوسمین ایک خطبہ شقشقیہ ایسا ہی کہ اوس سی صاف لعنت
ان غاصبین پر ظاہر ہوتی ہی اور اگر یہہ باعث ہی کہ اس نقصان سی خلافت جناب ولایتمآب کی ثابت
ہوجائیگی تو الحمد للہ کہ باعتراف مفسرین اہلسنت کی آیہ انما ولیکم اللہ الخ وانما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الخ اور
آیہ صالح المؤمنین حضرت ہی کی شان مین نازل ہوا اور یہہ آیات خلافت اور امامت ائمہ معصومین علیہم السلام
پر اول دلیل ہین اسی طرح سی آیہ انی جاعلک للناس اماما خلافت ائمہ معصومین پر دلیل قویم اور برہان
مستقیم ہی زیادہ شوق ہو تو کتاب عماد الاسلام کی سیر کیجیی اور یہ جو تمنی کہا کہ خلافت خلفاء راشدین اور
تائیدات مذہب اہلسنت کی بہی اس قرآن مین موجود ہین تو یہہ ہرگز نہین ثابت ہوسکتا ہی اسلیی کہ اجما

اجتماع متضادین محال ہی اسلئی کہ جب وہ کاذبین اور غادرین اور خائنین ہے موافق اون روایات کی کہ بحث

متعہ مین مذکور ہون گی اور یہی مطابق خطبہ شقشقیہ کی کہ اہلسنت بہی اوس خطبہ کا انکار نہین کرسکتی پہر جبکی اور

خداوند سبحانہ و تعالی قران مجید مین ان لوگونپر نفرین کرچکا تو پہر اونکی خلافت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے قولہ

اور ذکر بدا اور تقیہ کا اقول یہہ کہنا اوس سنی کا نادانی پر محمول ہے اسلئی کہ جناب باری فرماتا ہی ولکل اجل

کتاب یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت عندہ ام الکتاب امام فخر الدین رازی نی اسکی تحت مین دو قول لکہی ہین

اور حاصل اون دونوں کا یہ ہی کہ قول اول یہہ کہ محو اور اثبات شامل ہر چیز کو ہی یعنی حقتعالی محو کرتا ہی روزی

کو اور زیادہ کرتا ہی اوسکو اور اسی طرح سعادت اور شقاوت اور ایمان اور کفر سب مین محو اور اثبات جاری

ہی اور قول دوسرا یہہ ہی کہ یہہ محو اور اثبات مخصوص ہے بعض اشیا کو بعضی کہتی ہین کہ مراد اوس سے نسخ حکم

متقدم ہی اور اثبات حکم آخر اور بعضی کہتی ہین کہ مراد اوس سے یہ ہی کہ اولا جناب باری گناہون کو ثابت کرتا

ہی اور بعد اسکی جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اوسکو زایل کرتا ہی اور بعضی کہتی ہین کہ یہہ محو اور اثبات در باب روزی

وغیرہ کی ہے الخ ما قال فاہبادیس عجیب کچہ بلکہ منادید اہلسنت کو چاہی کہ بغور و انصاف ملاحظہ فرماوین کہ بدا کی

تو یہی نسخ کی معنی ہین کہ تمہاری امام نی ذیل کریمہ مذکورہ کی ذکر کیا ہی اب بلا دریافت کی یہی تخلف منہ یہہ

نکالنا کہ قرآن مین بدا نہین اپنی امام کو جہوٹا بنانا ہی باقی رہا تقیہ سو وہ بہی کالشمس فی رابعۃ النہار آشکار ہی دیکہو

کہ قران مین حق سبحانہ و تعالی فرماتا ہی لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اور پہر فرمایا ہی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

اور دوسری جگہہ یون فرماتا ہی الا ان تتقوا منہم تقاۃ اور در منثور مین ذیل کریمہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن

بالایمان کی لکہا ہی واخرج عبد الرزاق و ابن سعد و ابن جریر و ابن ابی حاتم و الحاکم و صححہ و ابن

مردویہ و البیہقی فی الدلایل و ابن عساکر من طریق ابی عبیدۃ ابن محمد بن عمار عن ابیہ قال

اخذ المشرکون عمار بن یاسر فلم یترکوہ حتی سب النبی و ذکر الہتہم بخیر ثم ترکوہ فلما اتی

رسول اللہ قال ما ورائک قال شر ما ترکت حتی نلت منک و ذکرت الہتہم بخیر قال کیف تجد

قلبک قال مطمئنا بالایمان قال ان عادوا فعد فنزلت الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان قال

ذالک عمار بن یاسر انتہی معلوم نہین کہ اوس سنی نی ان آیات پر نظر کیا ہی یا نہین اگر ان آیات کو نہ دیکہا

ہو تو اب دیکہو کہ صاف انسی جواز تقیہ کا ثابت ہوتا ہی اور ماجرا عقد حضرت کلثوم کی روایت صحیح شیعہ کی

نزدیک ثابت نہین ہی یہہ بہتان سازی تمہاری ہی قولہ اور قصہ آزردگی جناب زہرا اور اوس سے گلو ہونا

نے اخبار آئندہ مین اس ظلم وستم کی خبر دی ہی حمیدی نے جمع بین الصحیحین مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے
الا انہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید ان تعذبہم فانہم عبادک قال فیقال لی انہم
لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم انتہی اور یہی سی مضمون کی روایت خطیب خوارزم نے بھی مناقب مین
لکھا ہی کہ رسولخدا نے علی علیہ السلام سے فرمایا اتق الضغائن التی لک فی صدور من لا یظہرہا الا بعد موتی
اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون دیکھو کہ اس کلام مخبر صادق سے کیسا آئندہ اخبار آئندہ کا صاف ہوا کہ عقب رحلت
جناب رسالتمآب ایسی ایسی ظلم وستم اہلبیت اطہار پر ہونی لگے کہ ہر صغار وکبار بلکہ اشجار واحجار بھی انکو سنکے انسو
خونکو اشک فیسی ہونی لگی خصوصا جو کچھ کہ ظلم وستم تمہاری مرشدونکی دست نحس سی جناب سید الشہدا عطشان
اب فرات کربلا پر پہونچی تمام آسمان وزمین اور ملائکہ مقربین اور جملہ بحار وبرار اور جبال وبحار اسپر شاہد ہین اگر
تم اسبات کا انکار کرتے ہو کہ یہ کسی اہلبیت کا ذکر قرآن مین نہین تو پہلی مین کہتا ہون کہ کوئی دیندار اسبات کا
انکار نہین کر سکتا کہ جناب سید الشہدا بھی اہلبیت مین داخل ہین چنانچہ حدیث النجوم امان لاہل السماء
فاذا ذہبت ہبوا واہلبیتی امان لاہل الارض فاذا ذہب اہلبیتی ذہب اہل الارض اس مطلب پر
دلیل قوی ہے اسواسطے کہ جناب رسالتمآب نے جملہ ائمہ معصومین کی شان مین اس حدیث کو ارشاد فرمایا ہی اور صحیح
مشکوۃ وغیرہ مین ہی کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالتمآب نے جناب علی مرتضی اور جناب فاطمہ اور حسنین
علیہما السلام کو بلایا اور ارشاد کیا کہ ہولاء اہلبیتی بعد اسکی پھر کہتا ہون کہ صحیح مسلم مین بیچ تفسیر قول سبحانہ
وتعالی فما بکت علیہم السماء والارض کے یون لکھا ہے قال لما قتل الحسین بن علی علیہما السلام بکت
السماء وبکاءہا حمرتہا اور جیسا کہ صاحب کشاف اور صاحب مروج الذہب نے لکھا ہی کہ ولید بن یزید
بن عبد الملک مروان کہ گیارہوان خلیفہ تہا جب آیہ شریفہ واستفتحوا وخاب کل جبار عنید کو دیکھا تو قرآن
مجید کو گرا دیا اور چند تیر قرآن مجید پر پہینکے اور اثناء تیر اندازی مین ان اشعار کو کہا اتوعد کل جبار عنید
فہا انا ذاک جبار عنید * اذا ما جئت ربک یوم حشر * فقل یا رب مزقنی ولید * اور جیسے
بروایات کثیرہ اہلسنت تمہاری مرشدون نے عیاذا باللہ کلام اللہ ناطق پر روز عاشورا تیر باران کیا من احد
تنی گشت فرسودہ از نوک تیر * کہ دوش نبی بود او را سریر * خدنگ خطا سینہ را در ربود * کہ زان سینہ شد نور

سینا پدید ٭ زیر ستم بیکری شد فگار ٭ کہ بد مخزن سر پروردگار ٭ چو پیکان کین برتنش راہ یافت ٭ جگر گاہ خیر البشر را شگافت ٭ اس ناصبی کو دربردہ یہہ منظور ہی کہ جاہلونکو اسباب پر آمادہ کری کہ بیکسی جناب سید الشہدا کا جب ذکر قرآن مین نہین ہی تو گریہ و بکا اونکی مصائب پر اور اشک باران ہونا اون مظلوم کی تشنگی یاد کر کی محض لاسود ہے مگر بعد الحمد و المنۃ کہ سعی اس ناصبی کی کچھہ کام نہ آئی اہل البیت کی بیکسی کتاب الہی اور سنت جناب رسالت پناہی سے یون ثابت کر دیا کہ جیسے نصف النہار مین آفتاب خفتانکو روشنی ہوتی ہی اور مضامین حق الیقین جو کچھہ اوسمین ہونگی چونکہ مطابق احادیث نبوی کہ مین اسکی و ... العمل اور واجب الاعتقاد ہین اور حال بند شین مرثیہ ضمیر و دبیر کا کتاب اثارۃ الاحزان علی القتیل العطشان کہ تالیف جناب غفران مآب کی ہی اوسکی مقدمیکو دیکھہ کی اگر کچھہ کہتی تو اوسکا جواب دیا جاتا شعرا کی کلام سی علما پر اعتراض کرنا بڑی بے عقلی ہے مگر تمہارا سو یہہ تو نیکی واسطی کہنا جاہتی سمجھو جس مضمون کا بیان نثر مین صحیح ہی اوسکا ذکر نظم مین بھی جائز ہی اور بالعکس جس مرثیہ مین مضامین بالکل خلاف واقع مذکور ہون اوسکی پڑہنی اور سننی اور اوسکو سنکی رونیکو ہماری علما جائز نہین جانتی ہین اور جو کچھہ مصائب جناب سید الشہدا کی نظما یا نثرا مطابق واقع بیان کی جاتی ہین اوسکا بیان کرنیوالا اور سننیوالا اور رونیوالا مثاب اور ماجور ہوگا اس کلیہ پر اگر کچھہ اعتراض ہو تو بیان کرو فی زماننا مرثیہ گو یون نے اگر کچھہ زیادتی کی ہے تو وہ مقبول علما نہین مگر جسقدر اونہون نی صحیح اور درست منظوم کیا ہی اونکی مثاب ہونیکی واسطی کافی ہے تمہارا ہجلنا صرف اسبات پر ہی کہ یہہ مراثی تضمنا اور التزاما دلالت فضائح اور قبائح پر تمہاری اکابر اور مرشدونکی کرتی ہین اس جہت سی جو کچھہ کہو والا مرثیہ کہنا اور رونا مصائب سید الشہدا علیہ السلام پر ثابت ہے قرآن اور احادیث کی الحاصل اس ناصبی نی اس مقام پر سوا سیاہی قرطاس کے کچھہ کلام معقول تحریر نہ کیا **قولہ** یہہ اسباب نقصان کی البتہ ہو سکتی ہین **اقول** نہین ہی کوئی اسباب نقصان کی نہین ہو سکتی جیسا ہمنی بیان کیا اعیشا نقصان کا وہی احراق مصاحف ہے کہ صاحب جاہی ظہور مین آیا **قولہ** کہین بصحت ثابت نہین ہوتا کہ جناب امیر یا بقیۃ ائمۃ طاہرین نی اس قرآن کو ناقص بتایا ہو **اقول** اگر صاحب فتح الباری اور صاحب اتقان کا قول تمہاری نزدیک صحیح نہو تو ویسا کہو اور اگر صحیح ہی تو اپنی اس عقیدہ سی باز آؤ **قولہ** جناب امیر نی قرآن کامل کیون نہ بتلایا الخ **اقول** ہم کہتی ہین کہ ترمذی مین جو مذکور ہی کہ عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تھی کہ قرآن کو ... اور ... کیا معنی ہین ... ہو جواب اونکا دو اوسکی تو یہہ ...

کہ اتوار قران کی جلانی کا اور پہر اوسکو کامل تہا نیکا دریا مین آگ لگانا ہی یہہ تہمین سے ہو سکتا ہی اور یہہ جو لکہا کہ
بعضی قائل الوہیت کی ہوئی سو الحمد للہ کہ یہہ بہی باعتراف شافعی کے فضائل اور مناقب آنحضرت سے ہی
شعر ہمین بس بود فضل مرتضی علی ٭ کہ گفتند بعضی خدای جہان ٭ عبد القادر بدایونی نے لکہا ہی کہ شافعی کا شعر ہے
شعر کفی فی فضل مولانا علی ٭ وقوع الشک فیہ انہ اللہ ٭ اور بعض علمآء اہل سنت نے اسکی ترجمہ مین شعر لکہا ہے
شعر ہمین بس بود حق نمای او ٭ کہ کردند شک در خدای او ٭ اور اس کلام سے یہہ سمجہو کہ ہم الوہیت کے قائل
ہین اگر ایسا ہو تو پہلی شافعی کو سمجہو **قال مولانا المجتہد البحری بالتکریم** اور جو تمنی پوچہا کہ جمع کیا ہوا حضرت
امیر کا ہی قران ہے تو یہہ سوال تم سے بعید تہا اسواسطی کہ اگر یہہ وہی قران ہوتا تو محنت اور مشقت حضرت
عثمان کے جمع کروانے قران مین زید ابن ثابت وغیرہ سے اور احراق باقی مصاحف مین بالکل برباد ہو جاتے اسکو تم
کیونکر گوارا کر سکتے ہو اور وہ جو قران حضرت امیر علیہ السلام نے موافق تنزیل کے جمع کیا تہا وہ اونہین حضرت کے
پاس اور اونکی اولاد طیبین و طاہرین کے پاس موجود اور مخزون رہا اور اب حضرت صاحب الامر ع کے پاس موجود ہے
جس وقت مین کہ اونکا ظہور ہوگا تو وہ بہی ظاہر ہوگا **قال الناصب الغوی اللئیم** یہہ سوال تو ہمارا
بعید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جب باعتراف ثقات ساری ائمہ ہدی اور اونکی اولاد امجاد اسی قران کو پڑہتے
لکہتی آئی مگر بشہادت طبرسی اور شیخ طوسی حضرات حشویہ اور کذاب جب اس نقصان کی قائل ہوئی تو سائل
کو شبہہ پیدا ہوا کہ یہہ وہی قران ہی جو حضرت امیر نے جمع کیا تہا یا اور ہی اگر وہی ہے تو ہو المراد اور نعم الوفاق
اور اگر وہ نہین تو اپنی قران کو کیون چہپا رکہا اور اوسکو پڑہا پڑہایا سبحان اللہ پڑہنی پڑہانی کو یہہ قران اور
رکہنی چہپانیکو وہ قران حق یہہ ہی کہ جس قرانکو حضرت عثمان نے جمع کیا اوسیکو جناب امیر علیہ السلام نے قبول رکہا
اور فرمایا کہ اگر عثمان جمع نہ کرتا تو مین جمع کرتا جیسا اور ہرگز اقران کی مقدمی مین سب پر احسان ہے جناب عثمان
کا جو اس احسان کو نہ مانی احسان فراموش ہے اور بار ایمان سے سبکدوش اور یہہ بہی پہلے مذکور ہوا کہ جمع کرنا جناب
امیر علیہ السلام کا قران کو ثابت نہین سنی کے یہان نہ شیعہ کے یہان بس اونکی اولاد کی پاس جو صاحب الامر
کی پاس کیونکر موجود ہی اور پر تو لا صادق کہ بی شک اس مقدمی مین صادق ہے کاذب نہین کلینی کے شرح مین
بتصریح لکہا گیا ہی **وظہور القران بہذا الترتیب عند ظہور الامام الثانی عشر و یشہر بہ** یعنی یہہ قران
حضرت امام آخر الزمان کی وقت مین ظہور پکڑیگا اور مروج اور مشہور ہی رہیگا بس اس قول مین لا صادق
صادق ہی یا لا الزمان بد الا انصافا سی فرمائی کہین سی کہین نہ جائے **اقول بفضل اللہ العلیم** سچ ہی

سچ ہی کہ ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا اسی قران کو پڑہتی پڑہاتی آئی مگر یہہ بہی فرماتی آئی کہ اسوقت تم
لوگ اسی قران کو پڑہو یہ حکم رخصت اور جسوقت ظہور فرمائینگی جناب صاحب الامر علیہ السلام تو اوسوقت پڑہائینگی
موافق اوسکی کہ نازل ہوا ہے یہہ حکم عزیمت ہی اور قول صاحب مجمع البیان وغیرہ کا اسکا جواب مکرر ہو چکا ہے
اعادہ کی احتیاج نہیں اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ سیوطی اور صاحب فتح الباری لکھہ گئی ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے
تو انکو موافق تنزیل کی جمع کیا اور یہی بروایت ابن سیرین وغیرہ کی ثابت ہوا کہ قران جمع کردہ حضرت امیرؑ
اونہین حضرات معصومینؑ کی پاس مخزون رہا اور یہی اب سائل کو کس لیے شبہہ پڑا اگر یہہ قران اور وہ ابکی یا
یا عثمان کے قرانکو جناب امیر المومنین علیہ السلام پسند کرتی تو اپنی قران کو کس لئی اپنی اور اپنی اولاد طاہرین کے
پاس موجود و مخزون رکہتی اور محنت صاحب کی بہی احراق مصاحف مین برباد ہو جاتی سبحان اللہ قران پڑہنے
اور پڑہانیکو آیا ہی یا آتش مین جلانیکو حقیقت تو یہہ ہی کہ معرکہ احراق قران مین عثمان صاحب جیسا مقدمۃ الجیش
ہین کہ اوسی جلانیکے باعث سی شعلہ عناد سنیونکی دلمین پڑکتا ہی **قولہ** جمع کرنا جناب امیر علیہ السلام کا قران کو
ثابت نہین نہ سنی کی یہان نہ شیعہ کے یہان **اقول** یہہ چشم پوشی ہے بلحاظ کتب معتمدہ اہل سنت سی
اور یہان ہے امامیہ پر روایات تو اسقدر ہین کہ احصا اونکا دشوار ہی سابق مین چند روایتین مذکور
ہوئین وہین کیو اسطی عرض کافی ہین تم اگر اسفار سے لاونی بجائین تو کچہہ فائدہ نہین مگر روایات شیعہ سی
تمکو کیا مطلب ہے جبکہ اپنی کتابونسی اسس غبی کو واقفیت نہین تو دوسرونکی کتابونسی کب واقف ہوگا اب
تمہاری سمجہانی کے لئی پہر کہتا ہون کہ اتقان مین دیکہو کیسا صاف لکہا ہوا ہی ان فی مصحف علی کان اولہ
اقرا ثم المدثر ثم النون ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر و ہکذا الی آخر المکی و المدنی و کان اول
مصحف ابن مسعود البقرۃ ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید و کذا مصحف ابی و غیرہ انتہی اس
سی تو صاف معلوم ہوتا کہ مصحف ابن مسعود اور مصحف جناب امیر کا باہم مختلف بالترتیب ہے اور یہہ بہی ثابت ہوتا
ہی کہ یہہ ترتیب موجودہ الان موافق تنزیل کی نہین پس اس غبی کا یہہ کہنا کہ جمع کرنا جناب امیر کا قران کو ثابت
نہین جہل یا تجاہل ہے ہی اب موجود رہنا اوس مصحف کا اونکی اولاد طاہرین کی پاس متحتم ہوا کہ اہل سنت بہی
انکار نہین کر سکتی مگر تمسا غبی اگر کہی کہ اتقان سنی کی کتاب نہین تو عاقل کے نزدیک معتبر ہی **قولہ**
او ہی تو ملا صادق کہ بیشک اس مقدمہ مین صادق ہی الخ **اقول** ملا صادق کی صداقت اور تمہارے
جہالت و حماقت مین کچہہ شبہہ نہین عارفین ملاحظہ فرمائین کہ بغیر اطلاع امر واقعی اور بلا رجوع کتاب ملا

ملاصادق کی اسنی کیسی ہو نہہ کی کہانی ہے کہ اطفال و بستان الی یوم القیام ہنسیں ہنسینگے کی حماقت کا چرچا اور اسکے
جہالت پر مضحکہ کرینگی تصریح اسکی غیر مرہ مذکور ہو چکی قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اب حضرات سنیہ کو
بیان اپنی اعتقاد کا اور جواب ہماری سوالونکا ضرور اور متحتم ہے والله یہدی من یشاء الی صراط المستقیم
قال الناصب الغوی اللئیم تمام اہلسنت کی اعتقاد مین یہی قران حق ہے کسیطرح کا اسمین شبہہ نہین ذلک
الکتاب لاریب فیہ جسقدر خاتم النبیین سید المرسلین پر نازل ہوا بیکم و کاست موجود ہی کیا مجال کہ کوئی ایک حرف
پڑہا سکی قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض
ظھیرا یا کچہہ گہٹا سکی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور تغیر یا تبدیل کو اسلا اسمین راہ نہین
وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماتہ وھو السمیع العلیم اور یہہ کلام الہی قدیم ہی اور معجزا ایک معجزہ ہی
یہہ ہی کہ منافق کو یاد نہین ہوتا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا اور باقی عقیدون
کی حقیقت کتب عقائد اہلسنت مین مذکور ہی جسکو منظور ہو مطالعہ کری اور یہہ جو فرمایا کہ جواب ہمارے سوالونکا
ضرور ہی سبحان اللہ کیا مشکل سؤال کیا ہی کمترین اہلسنت نی ساری سوال کے جواب دی اور مستفتی کے سوال
ساتہہ اپنی سوالون کی مثل زمان والا کی طرف متوجہ کئی جبر لیجیی تقریب آپکے ناتمام رہی حقیقت شبہون کی
باقی ہے جبکہ ہو کر یہہ اب ہماری سوالون کے جواب دیجیی آئندہ کی تدبیر کیجیی ع مرد آخر بین مبارک
بندہ ایست واللہ یہدی من یشاء الی الصراط القویم والآن اشرع فی رد جواب السوال الثانی بفضلہ
العمیم انتہی اقول بفضل اللہ العلیم تمام اہل تشیع کی نزدیک یہہ قران حق ہے اور کسی طرح کی اوسمین
زیادتی نہین ذلک الکتاب لاریب فیہ باقی یہہ کہ جسقدر خاتم النبیین پر نازل ہوا بیکم و کاست موجود ہے
محل نظر اور بحث ہی اسلئی کہ مشکوۃ شریف مین ہی عن عائشۃ رض قالت کان فیما انزل من القران عشر
رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ ص وھی فیما یقرء من القران یعنی عائشہ سے
مروی ہی کہ نازل ہوا قران مین عشر رضعات معلومات یحرمن یعنی بعد اوسکی منسوخ ہوا خمس معلومات کی ساتہہ پہر
وفات پایا رسول خدا نی اور وہ پڑہا جاتا تہا قران مین سی اور ظاہر ہی کہ یہہ آیۃ کہین قران مروج مین
نہین اور اس سی یہہ بہی مفہوم ہوتا ہی کہ زمانہ جناب رسالتمآب مین خمس معلومات منسوخ نہین ہوا تہا
اور روضۃ الاحباب مین عبد اللہ بن مسعود سی مروی ہی کہ وہ کہتی ہین کہ ہم قرآت کرتے تہی عہد جناب
سرور کائنات مین یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین اور ثعلبی

وغیرہ نے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہی کہ مصحف ابن مسعود مین یون پڑہا جاتا تہا ان اللہ اصطفی آدم و نوحا و
آل ابراہیم و آل محمد علی العالمین اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین جز ثانی عشر مین خلیفہ ثانی
سے نقل کیا ہی کہ وہ کہتے تہی لولا ان یقول الناس ان ابن الخطاب احدث آیۃ فی کتاب اللہ لکتبتہا و لقد
کنا نقرءہا الشیخ و الشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ انتہی و اتقان سیوطی مین عبد اللہ بن عمر سے روایت
کی ہے قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ و ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر و لکن
لیقل قد اخذت منہ ما ظہر انتہی اب معلوم ہوا کہ آیہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کی وہ معنے
کہ تم نے سمجہا ہی نہین ہین اگر وہ معنی ہون تو صاحب روضۃ الاحباب و ابن ابی الحدید و ثعلبی اور سیوطی
کی اقوال جو مذکور ہو چکی کیونکر صادق آئینگی اور یہی معلوم نہین کہ بخاری نے جو اپنی صحیح مین زید ابن ثابت
سے روایت کی ہے کہ جب ابو بکر نے مجہی بعد قتل اہل یمامہ کی طلب کیا اور کہا انی اخشی ان یستحر القتل بالقراء
فی المواطن فیذہب کثیر من القرآن سچ ہی یا نہین اگر سچ ہے تو معلوم ہوتا ہی کہ آیہ و انا لہ لحافظون
خلیفہ جی کو یاد نہ تہا کہ تلف قرآن سے ڈرتی تہے اور ہمکو یاد ہی الحمد للہ علم و فہم تمہارا خلیفہ اول کی فہم سے بہت
دو بالا ہی اور اگر سچ نہین تو اپنی صحیح کو تم کہو کہ یہہ غیر صحیح ہی اسکی صحیح نہین **قولہ** اور یہہ کلام الہی قدیم
ہی **اقول** آفرین ہے عقل اہلسنت پر کہ کلام ربانی کو قدیم کہتے ہین حنابلہ کہتے ہین کہ کلام ربانی حروف و
اصوات ہین کہ ذات جناب باری مین قایم ہین اور وہ کلام قدیم ہی اور اشاعرہ اہل سنت کہتے ہین کہ کلام
الہی نفسی قدیم ہی اور وہ جنس حروف اور اصوات سے نہین اور نہ وہ علم و قدرت سے ہے بلکہ وہ ایک صفت ازلیہ
ہی کہ ذات باریتعالی مین قایم ہی اور غایت توجیہ اس کلام نامعقول کی اسطرح سے کرتے ہین کہ جسوقت
کوئی شخص ارادہ کرتا ہی تکلم کا تو اپنی نفس مین معانیکو ترتیب دیتا ہی اور قصد کرتا ہی اوسکی تکلم کا پس یہہ
کلام نفسی ہے اور امامیہ کی اعتقاد مین دونو کی قول باطل ہین حنابلہ کا قول اس جہت سے باطل ہے کہ
کلام لفظی کو کوئی عاقل قدیم نہین کہہ سکتا اسلئے کہ کلام لفظی مرکب ہی اور تالیف اوسکی حروف متعاقبہ
مترتبہ اور الفاظ سے ہی اور ہر مرکب کی لئے حدوث ضروری ہے اور طرفہ یہہ ہی کہ تابعان احمد حنبل
جلد اور غلاف وغیرہ ان کو بہی قدیم کہتے ہین چنانچہ صاحب مواقف لکہتا ہی قالت الحنابلۃ کلامہ حرف
و صوت یقومان بذاتہ و انہ قدیم و ان قوما بالغوا فیہ حتی قال بعضہم جہلا الجلد و الغلاف قدیمان
انتہی اب ہمکو اس کلام واہی کی ابطال کی احتیاج نہین خود تمہاری پیشوا یعنی صاحب مواقف نے اسکی قایل کو

کو جاہل بناویا اور دوسرے معنی جو اہلسنت نے اختراع کیا اور اسکو قدیم کہا تو وہ کلام نامعقول ہے کسیطرح معنی محصل کیطرف
رجوع نہین کرتا اسلئے کہ تصور کرنا معانیکا اور اونکو ترتیب دینا ذہن مین اور اون الفاظ کا ادراک کرنا
یہہ نوعین علم ہے جیسا کہ شارح جدید تجرید کا لکھتا ہی حیث قال لقایل ان یقول ان المعنی النفسی الذی
یدعون انہ قائم بنفس المتکلم ومغایر للعلم فی صورۃ الاخبار الا یعلمہ ہو ادراک مدلول الخبر اعنی
حصولہ فی الذہن مطلقا یقینا کان او مشکوکا فلا یکون مغایرا للعلم اب زعم فاسد ہیچ مدان بہان ہوا یعنی علما
اہلسنت کا کہ وہ مدلولات او معانی غیر علم کی ہین اسلئے کہ جملہ کلام سی خبر سہ ہی اور آدمی کبھی خبر دیتا ہی ایسی شی کے سبب
و بتا ہی کہ اوسکو نہین جانتا بلکہ اوسکی خلاف کو جانتا ہی یا یہہ کہ اوسمین شک کرتا ہی شارح جدید کی قول سے
مندفع ہوگیا کہ مراد تصور سی اعم ہی یقینی اور غیر یقینی دونو کو شامل ہے اور انتہا ہی شبہہ اہلسنت کا اسباب
مین یہہ ہی کہ متکلم حقیقت مین وہ ہوسکتا ہی کہ صفت تکلم جسکے ساتھہ قایم ہو نہ یہہ کہ خالق کلام کو متکلم کہین
جیسا شیعہ کہتی ہین اور یہہ مزعوم اونکا محض واہی ہے اسلئے کہ اس بنا پر لازم آتا ہی کہ کوئی انسان متکلم نہو
کیونکہ کلام یعنی حروف و اصوات حقیقت مین قایم اوس ہوا مین ہے تو چاہی کہ اوس ہوا کو متکلم کہین اور نیز
یہہ معنی لغوی قادح اون دلایل اور براہین عقلیہ کا کہ ابطال مین قیام حروف و اصوات کی ذات باریتعالے
مین قایم ہین نہین ہوسکتا کہین دلایل عقلیہ سی ثابت نہین ہوا کہ ذات باریتعالی مین کلام قایم ہی اور وہ
قدیم ہی بلکہ فخر رازی نی بہی متکلم کی معنی خالق اور فاعل کے لکہی ہین اگر صاحب بصیرت ہو تو اپنی امام کے
تفسیر کبیر کو دیکہو کہ صاف وہ لکھتا ہی المراد من کونہ لانسان متکلما بہذہ الحروف مجرد کونہ فاعلا لہذہ الغرض
المخصوص انتہی اور یہہ تو متواترات سمعیہ سی ہے کہ جب حکیم علی الاطلاق نے چاہا کہ حضرت موسی کلیم سی کلام ہو
تو اوس قادر کی قدرت نی حروف و الفاظ کو درخت زیتون مین ایجاد کیا اور اونحضرت نی ایک درخت سیمین
خطابات الہی کو نہایت شفقت اور تفقد سی پایا کہ یا موسی انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس
طوی و انا اخترتک فاستمع لما یوحی علاوہ ان سبکے کہتا ہون کہ اگر یہہ معنی لغوی تکلم کی دلایل عقلیہ کے
مقام مین معتبر ہو تو چاہی کہ بنا بر مذہب حکما کی قضیہ اللہ موجود صحیح ہو اسلئے کہ اوس بنا پر معنی موجود کی یہہ ہے
ہین کہ جسمین وجود قایم ہو اور اسکی نو مغایرت ان دونوں مین مفہوم ہوتی ہے حالانکہ بنا بر مذہب حکما کے
وجود عین حقیقت جناب باری کی ہے وجود اوسمین قایم نہین ہذا آخر ما تیسر لی فی ابطال الجواب الفصل العزیز الوارد
و اجوبۃ الموفق ان یوفقنی لابطال الکلام الناصبی الآتی فی مبحث سنہ السوداء ابیرکۃ الرسول و آلہ بجاہ الرحمن علیہ کما ذہ النیر نقطہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعان المؤمنین والصلوۃ علی سیدنا محمد وآلہ اجمعین اما بعد یہہ دوسری فصل ہے
رشق النبال علی اصحاب الضلال رد طعن بستان کی بیان مین مسئلہ متعہ مین **قال المستفتی** سفیر انیسہ
مجتہد العصر والزمان اذین مسئلہ متعہ کہ سنا ہی بحث کا ہون مگر اب تک سند بحوالہ کتاب دستیاب نہین ہوئی کہ کونسی
پیغمبر یا امام سی یہہ مسئلہ جاری ہوا الا یہہ ہے سب اسکو روا رکہتی ہین اور سنت جماعت اسکو روا نہین رکہتی ہیکو دریافت
کرنا ہی مسئلہ کو بسند کتاب معتبر تحریر فرمایئے اور سند اسکی ہم حدیث نبوی اور مطابق آیات کلام اللہ چاہتے ہین امید
کہ اب مجتہد العصر ہین دریں باب تشکیک ہماری رفع ہو **قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم** جواب سندین حلت
متعہ کی بہت ہین کہ رسائل اور کتب مبسوطہ مین لکہی ہین مگر سند مختصر بالفعل یہہ کافی ہے کہ خود خلیفہ ثانی
نے فرمایا ہے متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما یعنی دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا مین حلال تہی اور مین انکو
حرام کرتا ہون پس جبکہ متعہ النساء ومتعہ الحج زمانہ آنحضرت مین حلال ہوا تو اس سے سند اور کونسی زیادہ ہوگی
کہ فرمانا آنحضرت کا بہی وحی الہی تہا وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی **قال الناصب الغوی اللئیم**
یہہ جواب سوال ثانی کا بہی بطور سوال اول کے بے سروپا ہی اور سراسر خلاف مقصود اور ایک دلیل بہی حلت متعہ
کی کتاب اور سنت رسول سے نہ لا سکی بلکہ وہ حدیث کہ اقرار ادہی حلت متعہ کے اپنی زعم مین نکالی لائی اور
اوسکی اپنی مدعا کی موافق ٹہرائی غور کرنا چاہیے کہ اس حدیث مین متعتان محللان کہان ہے جسکے ترجمہ مین
ارشاد ہوتا ہی کہ دو متعہ زمانہ پیغمبر خدا مین حلال تہے اور مین انکو حرام کرتا ہون شاید یہہ غلطی لفظ کانتا
پڑی اور انا احرمہما کو تشریع ٹہرایا یہہ نہ سمجہی کہ کسیکے عہد مین کسی شی کا ہونا نہ ہونا ہے جناب کو لازم ہی اور نہ وہ
حلت کو مستلزم خود حضرات شیعہ قایل ہین کہ عباسیو کی عہد مین سادات کشی بہت تہی حالانکہ یہہ فعل نہ
موصوف بصفت حلت تہا اور نہ تمام اوسکا اونکو لازم ہوا الا اگر ایمہ کیونکر تسلیم رہتی اسی تقدیر پر معنی احرمہما
کی اخبر عن حرمتہما ہی یعنی حضرت عمر فرماتی ہین کہ وہ متعی جو عہد کرامت مہد جناب سرور کائنات مین تہا

ہی اور بہت لوگونکو اونکی حرمت کی خبر نہین پہونچی سو اب مین خبر کیے دیتا ہون کہ وہ دونو حرام ہین اور دلیل
حرمت متعۃ النساء پر وہی قیود ثلثہ اور آیہ محکمہ الا علی ازواجہم الآیہ اور احادیث ائمہ اور ارشاد جناب عمر کہ واللہ
اللہم انی لا احل لہم شیئا حرمت علیہم ولا احرم علیہم شیئا احلہ اللہ اور حدیث استبصار و تہذیب
کہ حرم رسول اللہ صلعم یوم خیبر لحوم الحمر الاہلیۃ ونکاح المتعۃ ہی اور متعۃ الحج کہ جسمین سعی بین الصفا و
المروہ سے جو احرام کہ باندھا ہی افتقاد عمرہ کی اور پہلا طواف زیارت کا کر چکے ہین یا وہ کہ اشہر حج مین عمرہ بجا لا کر اوسی سفر مین حج
ادا کرتے ہین یہہ دونو ابتک مشروع ہین کسیطرح انکو حرام نہین کہا لیکن وہ متعۃ الحج کہ طواف کے بعد اگر حج
میسر ہوا تو افعال عمرہ کی بجا لا کر حج کو فسخ کرین البتہ یہہ حرام ہی اور دلیل اسکی حرمت کی آیہ واتموا الحج والعمرۃ
للہ اور ارشاد نبوی کما اخرجہ النووی ہی کیونکہ یہہ مخصوص حجۃ الوداع مین تہا وہ بھی مصالح سے جاہلیت کی کہ کفار
انکا تمتع کو اشہر حج مین افجر فجور جانتے تہے جیسا بخاری مین مذکور ہی لہذا بہ علت دونو متعون کی مفہوم
مخالف ارشاد فاروق اعظم سے کہان ثابت ہی اور دعوی الحی سے کسکی تائید کی بہر حال باوجود اسکی اگر فرمائی کہ
احرم بمعنی اخبر کی مجاز ہی حقیقت کی ہوتے ہم مجاز کو نہین مانتے پس اس تقدیر پر اگر یہہ معنی لیجئے گا تو ارشاد ائمہ
مین کہ نحن المحللون حلاله والمحرمون حرامه ہی کیا کیجئے گا اگر معنی حقیقی پر رکہیگا تو ممنوع ہی والا اس صورت مین
جو جناب فاروق پر وارد ہوتا تہا وہ بعینہ حضرات ائمہ پر وارد ہی اور اگر معنی مجازی پر رکہئے تو مسلم لیکن
ناسخ مین اس رای کا کون مانع ہی اور بعد اپنے والد بزرگوار کو کیا جواب دیجئے گا کہ وہ اسی قول ائمہ
کی تفسیر اپنی کتاب حسام مین باین عبارت افادہ فرماتے ہین یعنی در عہدہ جناب ائمہ است کہ بآن اخبار فرمایند
بڑی افسوس کا مقام ہی کہ ملا زمان والا اپنی گہر کی بھی خبر نہین رکہتی اور کا کیا ذکر ہ گرہی پیغمبری حضرت
والا ہوگی ⁜ تا بودی بدرست و بالا ہوگی **اقول بفضل اللہ العلیم** ان کلمات سے معلوم ہوتا ہی
کہ عبارت عربی کی سمجہنی مین آپ کو بخوبی دخل ہے اتنا بہی نہین خیال مین لاتی کہ اگر خلیفہ ثانی کے مراد ایسے
ہوتی تو اپنی طرف اسناد تحریم کی ہرگز نہ کرتی بلکہ اسطرحسے کہتی کہ حرمہما رسول اللہ وانا اخبرکم بذلک
وانا عاقب علیہما یعنی ان دو متعہ کو رسولخدا نے منع فرمایا ہی اور مین خبر کیے دیتا ہون کہ یہہ دونو حرام ہین
جو شخص کہ اسکا مرتکب ہوگا مین اوسپر عقاب کرونگا تاکہ یہہ دلمین مسلمانون کے اثر کری اور لوگ اوسکی کہنی کو قبول
کرین اور جب ایسا نہین کہا تو ثابت ہوا کہ تاویل آپکی مصداق ہی توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ اور موید
میری کلام کا یہہ ہی کہ سالفین جو علوم سیہ مین فائق تہے اس تحریم سے اگر اخبار بالحرمۃ سمجہتے تو اسکی تصدیق

انکار کیون کرتی چنانچہ بہت لوگون نی اس قول کو نہ مانا جیسا کہ رافعی شافعی نے اپنی تاریخ مین جہان یحیی بن اکثم

قاضی تمیمی کا ذکر ہے نقل کیے ہی کہ جب حدیث متعتان الخ مامون عباسی کو پہونچی تو اوسنی انکار کیا و قال شیا

الیہ من انت یا جعل حتی تنہی ما فعلہ رسول اللہ صلعم و ابوبکر الی آخر القصہ اور ترجمہ لفظ جعل اپنی دلیز

سمجھ لیجیی اور موافق عقیدہ اہل سنت کی خلفای عباسیہ بنی امیہ برحق اور واجب الاتباع تہی جیسا کہ تاریخ الخلفا

مین سیوطی نے بیچ بیان نہ ذکر کرنی عیدین کے لکہا ہی و منہا ان مبایعتہم صدرت و الامام العباسیے قائم

موجود فلا تصح اذ لا تصح البیعۃ لامامین فی وقت الصحیح المتقدم حاصل مضمون یہہ ہی کہ لوگون

نی بیعت عیدین سی کر لی درحالیکہ مامون عباسی قایم و موجود تہا اسیواسطی بیعت عیدین کے صحیح نہین ہی اسلیی کہ دو

امام کی بیعت ایک وقت مین درست نہین ہوتی اور صحیح وہی ہے کہ جو پہلی ہو چکی اب فرمائی کہ مامون نی خلیفہ

ثانی کے حق مین جو یہہ کلمات کہی سچ ہین یا نہین اگر سچ ہین تو حرمت متعہ کی بخوبی آشکار ہو گئی اور اگر سچ نہین

تو خلافت مامون عباسی مین تخلل پڑ گیا اور جو یہہ آپ نی فرمایا کہ لفظ کا نا سی نہین معلوم ہوتا کہ یہہ فعل متعہ کا

جمیع عہد آنحضرت مین تہا جیسا کہ حضرات شیعہ قائل ہین کہ عباسیہ کے وقت مین سادات کشی بہت تہی حالانکہ

یہہ فعل تمام عہد مین نہ تہا الخ ما قال تو اسکا جواب بگوش ہوش سنئی اور راہ انصاف سی باہر نہ جائی کہ جب مطلق

بولتی ہین تو مراد اوسکے فرد کامل ہوتی ہی اور فرد کامل اس مقام پر یہہ ہی کہ متعہ جمیع عہد آنحضرت مین تہا اور یہہ

فقط لفظ کا نا سی ثبوت دوام کا ہوتا ہی اسلئی کہ اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ حکم نبی ؐ کا منتہی ہو گیا زمانہ ہی عمر

تک پس یہہ معنے کہ جو کلمات سی مفہوم ہوتی ہین اوسی معنی کو لیجیی بہت بیہودہ نہ بکئی اور یہی لفظ کان دلالت استمرار

پر کرتا ہی اسلئی کہ شرح صحیح بخاری مین ضمن شرح حدیث کان اذا اغتسل من الجنابۃ یبدا بغسل یدیہ مین سطر جسمی

مذکور ہی قولہ کان علیہ السلام یدل علی المداومۃ و التکرار انتہی اور دوسری جگہہ پر اسطور سی ہے

یستنبط من قولہ کان النبی ؐ مداومتہ علی ذلک لان ہذا اللفظ یدل علی الاستمرار و الدوام بلکہ شیخ

عبد الحق دہلوی نی اس سے زیادہ تصریح کی ہے اور ترجمہ مشکوۃ مین محدثین سے نقل کیا ہی کہ در لفظ کان محدثان

را سخن است مقرر و مشہور میان جمہور است کہ افادہ دوام و استمرار میکند انتہی پس جبکہ لفظ کان سی ثبوت دوام کا

بخوبی ثابت ہو گیا تو حدیث متعتان کا نا مین جمیع عہد آنحضرت مراد لینا سراسر باطل ہی عاقل خبیر پر ظاہر ہے

کہ روایت حلت متعہ کی اون صحابیون سی منقول ہے کہ قائل کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی

البیوت سی بمدارج اعلم تہی مثل مولانا امیر المؤمنین علی ؑ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن مسعود و جابر

بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عمرو و عمران بن الحصین و غیرھم پس کیونکر یقین حاصل ہو سکتا ہی کہ باپ نے علم صحیح اکابر صحابہ

از زمانہ رسولخدا تا زمانہ خلافت ابی بکر و صدر من خلافت عمر اسطرحکی مسئلہ جزئیہ سی واقفیت نہ رکہتی ہون اور عمر

باوجود قائل کل الناس کی اس مسئلہ سی واقف تھے اور اوسکو خبر نسخ کی پہونچی اور یہ خبر دینی ہین اور ایسات سی کہلاتی ہے [illegible]

روایت جو کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سی ہے ملاحظہ کیجئے بعد اسکی بہت سی حدیثین جو کہ اونحضرت سی اور اکابر صحابہ سے

منقول ہین آگی ذکر کرونگا مستصفی امام غزالی مین مذکور ہی قال جریر بن کلیب رأیت عمر نہی عن المتعۃ

وعلیا رضی اللہ عنہ یامر بہا فقلت ان بینکما شیئا فقال ما بیننا الا خیر لکن خیرنا اتبعنا لہذا الدین انتہی

یعنی کہا جریر بن کلیب نے کہ دیکہا مینی عمر کو کہ منع کرتا ہی متعہ سی اور علی حکم فرماتی ہین ساتہہ اوسکی پس کہا مینی کہ درمیان

تم دونو کی شر ہی پس فرمایا اونحضرت نی نہین ہی درمیان میری مگر خیر اور بہترین ہمارا وہ ہی کہ تابع تر ہین اس دین کا

ہی انتہی سبحان اللہ آفرین ہی روان خلیفہ ثانی پر کہ باوجود اعتراف لولا علی لہلک عمر کی اونکی ارشاد کو احری بالقبول

جانتی ہین اور جناب مولانا امیر المومنین یعسوب الدین کہ باقرار صنادید علماء اہلسنت کی اعلم صحابہ تہی اور جناب ابن

عباس کہ سردار مفسرین تہی شاگردان اونحضرت سی تہی اونکی ارشاد فیض بنیاد کو نہین مانتی اور یہی اس خیال باطل کی

لئی یہہ روایت جو ذکر کرتا ہون کافی ہے مروی الحمیدی فی الجمع بین الصحیحین فی مسند ابی موسی الاشعری

عن ابراہیم بن ابی موسی ان اباہ کان یفتی بالمتعۃ فقال لہ رجل رویدک ببعض فتیاک فانک لا تدری ما

احدث امیر المومنین فی النسک بعد فلقیہ بعد ذلک فسألہ فقال عمر قد علمت ان النبی قد فعلہ و

اصحابہ ولکن کرہت ان یظلوا معرسین بہن فی الاراک ثم یروحون فی الحج تقطر رؤسہم انتہی حاصل

معنی اس عبارت کا یہہ ہی کہ ابو موسی باپ ابراہیم کا فتوی دیتا تہا کہ متعہ حلال ہی پس کہا اوس سی ایک مرد نی کہ تو

(حاشیہ: کہ چہوڑ اپنی بعض فتوی کو کیونکہ)

نہین جانتا کہ جو کچہہ احداث کیا ہی امیر المومنین یعنی عمر ابن الخطاب نی امور دین اور عبادات مین پس اوسنی عمر ابن

الخطاب سی ملاقات کی اور پوچہا پس کہا عمر نے کہ مین جانتا ہون کہ پیغمبر خدا اور اونکی اصحاب نے تحقیق متعہ کیا تہا

لیکن مین مکروہ جانتا ہون کہ مسلمین ہو جائین جماع کرنیوالی بیچ مقام اراک کی اور بعد اسکی جائین حج مین اس

حالت مین کہ پانی ٹپکاتی ہون سر اونکی تازہ غسل کرکی ترابور سی پانی ٹپکاتی ہوئی جائین انتہی معناہ مخفی نرہی

کہ اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر نی حج تمتع کو حرام کیا اسلئی کہ کراہت سی مراد حرمت ہی اور یہ

ہی خصوصا اس جگہہ پر اس جہت سی کہ اگر تحریم مراد نہ ہو تو متناقض ہوتا ہی اسمین اور احرمہا مین اور صورت

جمع کی یہہ ہی کہ کراہت سی مراد حرمت بہی ہوتی ہے خصوصا اس جگہہ پر اس جہت سی کہ اگر تحریم

مراد نہو تو تناقض ہوتا ہی اسمین اور راحر مہاہین اور صورت جمع کی یہہ ہی کہ کراہت سی معنی لغوی لیکر حرمت کا قصد
کریں ورنہ اہتمام خلیفہ صاحب کا ساتھ وعید برجم و ضرب عقاب کے کہ اکثر کتب اہلسنت مین مذکور ہی بالکل بیکار ہوجائیگا
پس مولوی رشید الدین خان جو شوکت عمریہ مین اپنی جواب رد تنبیہ مخمسیہ کے لکہا ہی کہ وہ نہی حدیث متعۃ الحج بمعنی قسم ثالث
مراد ہست کہ حضرت عمر از راہ وجوہ قول مشروعیت آن مشغول شدید اجتہاد انتہی مردود ہی اس حیثیت سی کہ قسم ثالث متعۃ
الحج کی جو مولوی رشید الدین نی کتاب مذکور مین ذکر کیا ہی وہ یہہ ہے کہ عمرہ کو اشہر حج مین ادا کرین اور اوسی سال
مین حج کو بجا لاویں پس اوسکی بابت یہہ کہتی ہین کہ اوس زمانہ مین اختلاف افضلیت اور مفضولیت مین اسکی درمیان علماء اہلسنت
کی باقی ہے قال الرازی فی التفسیر الکبیر اختلف الناس فی الافضل من ہذہ الثلثۃ فقال الشافعی
افضلہا الافراد ثم التمتع ثم القران وعنہ فی اختلاف الحدیث التمتع افضل من الافراد وبہ قال مالک
وقال ابو حنیفۃ القران افضل ثم الافراد وہو قول المزنی وابی اسحق المروزی من اصحابنا
وقال ابو یوسف ومحمد القران افضل ثم التمتع ثم الافراد انتہی پس اس اختلاف سی معلوم ہوتا ہی کہ خلیفہ ثانی
کا قول باب افضلیت حج تمتع مین علماء اہلسنت کے نزدیک بھی معتبر نہین ہی اور ثانیا یہہ کہ لفظ نہی المتعۃ سے
معلوم ہوتا ہی کہ ابو موسی فتوی حلت متعہ کا دیتا تھا پس اسکی مقابل مین جو عمر نی کہا کہ کراہت اسکی ظاہر کرکے اوس
کی نہی اور حلت کی سکے وسیجی تفصیل ہذا البحث اور مخفی نہی کہ حدیث مذکور مین لفظ انک لا تدری ما احدث
امیر المؤمنین فی شانہ گریبان خلیفہ ثانی کا پکڑ کر کہتا ہی کہ وہ دین مین احداث اور ابداع کرتی ہین پس یہ فرمائی کہ یہہ
حدیث کس قدر مذہب پر مؤید ہی اور کسکی قول کی تائید کرتی ہی فاعتبروا یا اولی الابصار جناب قدسی القاب حضرت
رسالتمآب کہ جسکی شان مین ما ینطق عن الہوی نازل ہوئی جس فعل کو عمل مین لائین اور اصحاب کو اسکی
عمل کرنیکی واسطے حکم فرمائین خلیفہ ثانی اوسکو مکروہ جانین یہہ بات کسقدر عجیب ہے اور بھی احمد بن حنبل نی اپنی
مسند مین عمران بن حصین سے روایت کی ہی قال انزلت متعۃ النساء فی کتاب اللہ تعالی وعملناہا
وفعلناہا مع النبی ص ولم ینزل القران بحرمتہ ولم ینہ عنہا حتی مات یعنی کہا عمران بن حصین نی
کہ نازل ہوا متعہ نساء قرآن شریف مین اور ہمنی اوسکو جانا اور کیا ہمنی ساتھ نبی ص کی اور قرآن نازل نہین ہوا
اوسکی حرمت مین اور نہ پیغمبر نی وقت وفات تک اوس سے نہی فرمائی اب دیدہ انصاف کہولی ہوشکی آنکہیں
کبہی کعبہ حق سے منحرف نہو جسی قائل تحریم متعہ پر اعتماد لائی کچہہ تو خوف خدا کیجیی روز جزا سی ڈری اور کچہہ ہوش و
طاقت ہو تو دکہائی مولیان شاہ مدد لفظ کی ہاتہہ سی اب یہ نکل جانی نہین پاتی اور ... رہ بہی کہ

کہ بعض روایات مین وارد ہوا ہی کہ انا انہی عنہما و اعاقب علیہما اسلئے کہ عقاب کرنا اوسپر خلاف ہے مذہب شافعی کے کہ اوسنی کہا ہی نکاح متعہ کا حرام ہی لیکن اوسپر حد نہین کما قال الفاضل روزبہان فی ابطال الباطل و ہکذا عبارۃ مذہب الشافعی ان نکاح المتعۃ حرام لکن لاحد فیہ اور صحیح مسلم مین مطرف سی روایت کی ہی کہ عمران بن حصین نے کہا کہ آج ایک حدیث مین تجھسی نقل کرتا ہون شاید خداوند عالم تجکو اوس سے منتفع کری بعد میری پس اگر مین زندہ رہون تو تو اسکو چھپانا اور اگر اسس دار فانی سے چلا جاؤن تو کہدینا جس سے چاہنا چاہتو کہ رسولخدا نی حکم کیا عمرہ کا ایک گروہ کی تئین بیچ عشرہ ذیحجہ کی اور کوئی آیت اوسطرحکی نازل نہین ہوئی کہ اس حکم کو نسخ کری اور رسولخدا نی اوسسے منع نہین فرمایا یہانتک کہ اس دنیا سی تشریف لی گئی بعد اوسکی ایک مرد نی اپنی رای سی جو کچھہ چاہا کہا قال محی الدین النووی فی شرح مسلم قال رجل برأیہ یعنی عمر بن الخطاب اسے طرحسی اوسی کتاب مین بہت سی روایتین مذکور ہین اب ہم آپکو قسم دیتی ہین حق فاروق حق و باطل کی کہ انصاف سی فرمائیے کہ اس حدیث سی کیا مفہوم ہوتا ہی آیا حکم فرمانا رسولخدا کا واسطی حج تمتع کی اور نہ نازل ہونا کسی آیت کا کہ اسس حکم کو نسخ کری دلیل حرمت ہی یا حلت اور بعض فضلای اہل سنت اسکے جواب مین جو یہہ لکھتے ہین کہ انکار عمران بن حصین کا حضرت عمر پر اسس جہت سی ہی کہ خود اوسنی فعل پیغمبر خدا سی جواز حج تمتع کا مطلقا سمجھا تہا اور ظاہر ہی کہ فہم عمران کا حضرت عمر پر حجت نہین تو ہم یہہ کہتی ہین کہ یہہ قول اوسکا کئی وجہ سے باطل ہے پہلی یہہ کہ مراد عمران کی اسمقام پر حج تمتع ہی فسخ حج الی العمرہ نہین ہے اسلئے کہ متبادر اطلاق سی معنے اول ہوتی ہین اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی بیان ہوگی اور دوسری یہہ کہ عمران بن حصین نے جو مطرف سی کہا کہ اسس حدیث کو تو چھپانا اور تا دام الحیوۃ کسی سے نہ کہنا تو اسس سے معلوم ہوتا ہی کہ عمر سی ڈرتا تہا کیونکہ اوسنی منبر پر کہا تہا متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلعم و انا احرمہما و اعاقب علیہما اب معلوم ہوا کہ عمران بن حصین نے تقیہ کیا پس ہم آپ سی پوچھتی ہین کہ اس تقیہ کو کس امر پر محمول کیجئی گا و انی لک ان تبین جوابہ اور تیسرے یہہ کہ اختلاف مجتہدین کا جب ہوتا ہی تو ہر ایک اپنی لئی ایک مستند قرار دیتا ہی تو یہہ جایز نہین ہوتا کہ اسطرحسی کہی لم ینزل فی کتاب اللہ ولا سنۃ قال رجل برأیہ ما شاء پس عمران بن حصین کے کہنی سے معلوم ہوتا ہی کہ خلیفہ صاحب نے اپنی رای سی تشریع اور بدعت کی جسکا مستند کچھہ نہین ہی پس آپنی جو کہا کہ معنے کانتا علی عہد رسول اللہ کی یہہ ہین کہ دو متعہ بعض عہد مین جناب رسالتماب کی تہے اور اوسکی خبر نسخ کی عمر کو نہ پہونچی تہی بالکل باطل اور بیکار ہو گیا اگرچہ اس حدیث سی ثبوت متعۃ الحج کا ہی اور ثبوت متعۃ النساء کا

اس سے نہین ہوتا مگر حج ان کو خلیفہ ثانی نے دو نو متعہ کو اپنی قول مین ذکر کیا ہی پس ایک کی ثبوت سی دوسری
کا ثبوت بھی ہو جائیگا کما لا یخفی علی من لہ ادنی فطانۃ اور مسلم نی مروان بن الحکم سی روایت کی ہے کہ نزاع
واقع ہوئی درمیان علی علیہ السلام او عثمان کی اسلئی کہ عثمان منع کرتا تھا لوگون کو حج تمتع سی جبکہ
حضرت امیر نی اس امر کو سنا پس آپنی صدا بلند فرمائی ساتھہ تلبیہ عمرہ تمتع کی اور کہا لبیک بعمرۃ و حجۃ عثمان
نی کہا ہم اونکو منع کرتے ہین حج تمتع سی اور تو تصریح کرتا ہی خلاف ہماری قول حضرت نی فرمایا کہ مین
کسی کے کہنی سی اپنی نا ہونکو سنت رسولخدا سی نہ اوٹھاونگا یہہ حدیث نا اسقدر مشہور ہی کہ کوئی اسکا انکار
کرسکی کما فی الجمع بین الصحیحین ان عثمان وعلیا اجتمعا و نہی عثمان عن المتعۃ و فعلہا امیر المؤمنین و احرم
بعمرۃ التمتع فقال عثمان انہی الناس و انت تفعلہ فقال امیر المؤمنین ما کنت لادع سنۃ رسول اللہ
بقول احد بڑی حیرت کی بات ہی کہ نفس رسول کہ جسکے شان مین انا مدینۃ العلم و علی بابہا رسولخدا ارشاد
فرمائین اونکی ارشاد مین بنیاد پر عناد ید اہل سنت عمل نہ کرین او عثمان محرف القرآن کی اقوال کو قبول
کرین حالانکہ کتب سیر و تواریخ مثل روضۃ الاحباب وغیرہ سی ثابت یعنی واضح انکی صاحب ہمیا کی کلام سی اور
بد حافظہ ہونا اونکا ثابت ہی فی احقاق الحق شوشتری عنہ فی روضۃ الاحباب وغیرہ انہ کان فی سوء الحفظ
والعی الی غایۃ یعجز عن قراءۃ خطبۃ ہیاہا لاول یوم صعد علی منبر الخلافۃ حیث قال
بسم اللہ الرحمن الرحیم ایہا الناس سیجعل اللہ بعد عسر یسرا و بعد عی نطقا فقرأ فی روایۃ لسنۃ
بسم اللہ الرحمن الرحیم ایضا فقال الحمد للہ و انسد علیہ طریق التکلم و فی تفسیر الثعلبی فی
قولہ تعالی ان ہذان لساحران قال عثمان ان فی المصحف لحنا و ستقیمہ العرب بالسنتہم فقیل
الا تغیرہ فقال دعوہ فلا یحلل حراما و لا یحرم حلالا یعنی تفسیر ثعلبی مین لکھا ہی کہ عثمان نے کہا
کہ قول حق سبحانہ تعالی کا ان ہذان لساحران اسمین غلطی اعراب کی اور خطا ہی قول مین اور اسکو عرب اپنی
زبان مین مستقیم معلوم کیا ہی پس کہا اوس سے لوگون نی کہ کیا تم اوسی بدل نہ دو گی کہا عثمان نے کہ چھوڑ دو اوسے
کیونکہ وہ لحن نہین حلال کرتا ہی حرام کو اور نہین حرام کرتا ہی حلال کو انتہی ترجمہ سچ ہی کہ حضرت عثمان نے
قرآن مین خطا نکالی تو باب مدینہ علم سی منازعت کرنا اور اونکی خلاف عمل مین لانا بہت سہل ہے اندک غور
کرو تو حجت خدا کی اس کلام سی خود اون پر او راون کے توابع پر تمام ہوئی ہے کہ خود معترف ہین کہ جس
کلام سی حلال کی تحریم اور حرام کی تحلیل ہو اوسی بدلنا چاہیئی اور ساتہہ اسکی دو متعہ حلال سے ہٹگئی اور اوسکو

اوسپر معترض ہی فعلیکم بالانصاف وایاکم والاعتساف کجا امام الانس والجان کجا عثمان ابن عفان کجا قرین قران
کجا مستنطق ان ہذان لساحران ہرچند کہ یہہ مقام مطاعن عثمان کا نہ تہا مگر جو طعن اونہین کی کلام سی مستنبط
ہوا لطفا لکہا گیا اور اسمقام مین ایک نکتہ باریک ہی کہ لوگون نی جو عثمان سی کہا الا تغیرہ یعنی قران مین
کیون نہین تغیر دی اس سی یہہ امر معلوم ہوتا ہی کہ وہ لوگ حضرت عثمان کو مغیر قران اور محرف فرقان جانتے
تہی ف اس جگہہ ایک لطیفہ ہی کہ فاضل روزبہان نی ثعلبی کی عبارت جو نقل کی گئی ہے اوسکی جواب مین
اسطرح سی لکہا ہی کہ ولما عد تصحیح لفظ القران لانہ کان یجب علیہ متابعۃ صورۃ الخط وہکذا کان
مکتوبا فی المصاحف لم یکن التغییر جائزا فترکہ لانہ لغۃ بعض العرب یعنی عثمان نی جو لفظ قرانکو
صحیح نہین کیا اسکی وجہہ یہہ ہی کہ اوسپر واجب تہی موافقت صورت خط کی اور اسی طور سی مصحفون مین لکہا تہا
اور تغییر دینا اوسکو جائز نہین تہا پس چہوڑ دیا اوسنی اسکو اسواسطیکہ وہ لغۃ بعض عرب کے ہی انتہی حاصلہ پس اہل
انصاف دیکہین کہ اس فاضل نے طعن عثمان سی کیسا اعتراض کیا ہی اسلیئے کہ عثمان پر جو طعن وارد ہی وہ یہہ ہے
کہ اوسنی قرانکو مشتمل لحن کے کیا کہ یہہ لحن مخل بالفصاحۃ ہی اور یہہ ناصبی اس طعن سی اپنی آنکہونکو چہپا کے
متعرض ہوتا ہی کہ عثمان نی ترک کیا تغیر کو اور اصلاح کو اسواسطیکہ اوسپر واجب ہے متابعت خط کی سوال از آسمان
جواب از ریسمان اسیکو کہتی ہین اور یہہ جواب ناصبی کا بہت مشابہ ہی اوس جواب کے کہ جو اہل خراسان نی سوال
مین ماورا النہر کی لکہا تہا سوال اول اہل ماورا النہر کیا وجہ ہی کہ جب تیرانداز تیر نشانہ پر لگاتا ہی تو ایک
آنکہہ کو بند رکہتا ہی سوال دویم کیا وجہ ہی کہ طائر لق لق جب کہڑا ہوتا ہی تو ایک پیر کو اپنی اوٹہائی رہتا ہے
پس اہل خراسان نی ان دونو سوالونکا جواب اسطرح پر لکہا کہ اگر تیرانداز دوسری آنکہہ کو چہپالی تو کچہہ نہ دیکہے
اور طائر لق لق اگر دوسری پیر کو بہی اوٹہالی تو زمین پر گر پڑی مصنف طعن لسان سی ہم کہتی ہین کہ
اس حکایت کو ملاحظہ فرمائی اور ملعون اپنی شرمندہ ہوجئی اور بعض فضلای اہلسنت نی پہلی حدیث جو
صحیحین سے نقل کی گئی واسطی ثبوت حلت متعۃ الحج کی کہ درمیان جناب علی مرتضی ہمسوار لافتی اور عثمان
کی عسفان مین نزاع واقع ہوئی اوسکا جواب اسطرح پر لکہا کہ نزاع ہونے سے یہہ لازم نہین آتا کہ قول علی کا
حق ہو پس کہ یہہ محل اختلاف ہے اور ہر شخص موافق اپنی اجتہاد کی عمل کرتا ہی اور مجتہد کو مجتہد پر اعتراض نہین
ہی پس اسکا جواب یہہ ہی کہ اہلیت اجتہاد ثابت نہین اگر فرض بہی ہو تو جب حضرت امیر نی ارشاد فرمایا
کہ سنت رسول خدا کو کسیکے کہنی سی ہم ترک نہین کرینگے تو حضرت عثمان کو لازم تہا کہ نص کے مقابلہ مین

اجتہاد سی باز آتی خواہ اپنی اجتہاد پر کچھ دلیل لاتی خواہ نص کے صحت مین کلام کرتی واولیس فلیس اور مقام

حیرت ہی کہ جسنا دیہ علماء اہلسنت ارشاد حضرت امیر المومنین پر عمل نہین فرماتی اور حدیث علی مع الحق والحق مع

علی کے یاد نہین کرتی جب حضرت کی فرمانی سے ثابت ہوا کہ تمتع سنت رسول الثقلین ہی پس ہمین گنجایش

اجتہاد اور اختلاف کے باقی نہ رہی وہل بعد السنۃ الا البدعۃ اور مخالف کھنا العیاذ باللہ جناب لایت مآب کو جسکی

جنت ہونی پر فریقین گواہی دیتی ہین البتہ کفر ہی پس ثابت ہوا کہ یہہ اختلاف قبیل مجتہدین سی مسایل اجتہادیہ

مین نہین بلکہ قول جناب امیر المومنین سی کہ ماکنت لادع سنۃ رسول اللہ بقول احد معلوم ہوتا ہی کہ عثمان مخالف

سنۃ نبی کی کہتا تہا کہ تمتع حرام ہی فخر رازی امام اہلسنت فی کتاب اربعین مین لکھا ہی جانب شیعہ سی کہ علی ابن ابیطالب

صلوات اللہ علیہ اعلم اصحابہ کی تہی بدلیل اجمالی و تفصیلی اما اجمالا اسواسطیکہ کسی نے نزاع نہین کی کہ اصل خلقت

مین وہ حضرت نہایت ذہن و ذکا اور جودت فکر و استعداد طلب علم مین رکہتی تہے اور رسول اللہ کہ افضل

فاضلون کے تہی اور دانا تر عالمون کی تہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو کمال رغبت تحصیل علم مین تہی اور

جناب رسالتمآب نہایت کوشش تربیت مین اونکی رشید ہونی مین کرتی تہی اور علی نی طفولیت مین بیچ

حضرت کی گود مین تربیت پائی تہی اور جوانی مین داماد اونکی ہوئی اور سب وقتون مین نزدیک اونکی حاضر

تہی اور معلوم ہی کہ ایسے شاگرد نی ایسے استاد کی خدمت مین سا تہہ ان خصوصیات کی کسقدر علم حاصل کیا ہوگا

اور کس مراتب کمال کو پہونچی ہونگی اور لیکن ابوبکر سن بڑی مین بخدمت اوس حضرت کی پہونچا تہا اور کسی

وقت مین بہی شبانہ روز مین ایکمرتبہ حاضر ہوتا تہا اور خلوت میسر نہوتی تہے بلکہ زمانہ ملاقات کا بہت قلیل

ہوتا تہا اور علم بچپنے مین مانند نقش کے ہی اوپر پتہر کے کہ برطرف نہین ہوتا اور علم بڑہاپی مین مانند نقش

کی ہے اوپر ہتہیلی کے کہ ساتہہ تہوری سبب کے دور ہوجاتا ہی پس اس مجمل سے ثابت ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام

دانا ترتہی ابوبکر سی اور دلائل تفصیلی پہلی دلیل یہہ ہی کہ علی کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی تعیہا اذن

واعیۃ یعنی حفظ کرتی ہین اوسکو وہ کان جو کہی فراموش نہین کرتی اور ہرگاہ کہ گوش اوس حضرت کی ساتہہ

اس صفت کی مخصوص ہوئی پس دانائی آپکی ثابت ہوئی اور دوسری دلیل یہہ ہی کہ حضرت رسول صلعم نے

فرمایا اقضاکم علی اسواسطیکہ قضا محتاج ہی سب علمون کے اور ہرگاہ قضا مین سب سے افضل تہی تو ضرور ہو

پہر سب عالمون سی بہتر ہوئی اور تیسری دلیل یہہ ہی کہ عمر نی چند مرتبہ احکام مین غلطی کی اور اوس حضرت

نی آگاہ کیا اور اس بات مین اوسنی چند قصہ ذکر کئی ہین کہ اونکا ذکر باعث طول ہوگا اور بعد اسکی کہتا

کہا ہی کہ مانند اس قضا کی اور خطا کی غیر علی سی بہت ہوئی ہین اور آنحضرت کو ایسا اتفاق نہین پڑا کہ کبہی خطا کی
ہو اور چوتہی دلیل یہہ ہی کہ وہ حضرت فرماتی تہی کہ اگر مسند خلافت واسطی میری مہیا ہوتا اور مسند حکومت
آمادہ ہوتی ہر آئینہ حکم کرتا مین اہل توریت کو توریت سی اور اہل انجیل کو انجیل سی اور اہل زبور کو زبور سی اور اہل فرقان
کو فرقان سی واللہ کوئی آیہ نازل نہین ہوئی ہی صحرا مین یا دریا مین یا کوہ مین یا آسمان مین یا زمین مین یا شب
مین یا روز مین مگر یہہ کہ مین جانتا ہون کہ کسکے شان مین نازل ہوئی ہے اور کسکی واسطی آیا ہی دلیل پانچوین یہہ
کہ بہترین علوم سی علم اصول دین اور علم معرفت خدا ہی اور خطبہا و مقالات اوس حضرت کی مشتمل ہین اسرار
توحید و عدل و نبوت اور قضا اور قدر و معاد پر اسقدر کہ کلام صحابہ مین شمہ اوسکا پایا نہین جاتا اور یہی سبب فرقہ
متکلمین کے علم کلام مین منسوب اونکی طرف ہین جیسا کہ معتزلہ اپنی تئین خود نسبت دیتی ہین حضرت کی طرف
اور اشعریہ سب منسوب ہین اشعری کے طرف اور وہ شاگرد ابی علی جبائی معتزلی کا تہا اور وہ منسوب تہے
طرف ابن حنیفہ کے اور منسوب ہونا شیعہ کا اوس حضرت کے جانب خود ظاہر ہے اور خوارج باوجود عداوت کی پیرو
ہین اپنی بزرگون کی اور وہ شاگردان اوس حضرت سی تہی پس ثابت ہوا کہ تمام فرقہ متکلمین کہ افضل فرقہای
اسلام سی ہین شاگرد اوس حضرت کے ہین اور علم تفسیر کا یہہ حال ہی کہ سردار مفسرین کی جناب ابن عباس ہین اور
وہ شاگردان اوس حضرت سی تہی اور از جملہ علوم علم فقہ ہی اور اسمین حضرت اسدرجہ پہونچی تہے کہ حضرت رسول خدا
نی شان مین اونکی فرمایا کہ اقضاکم علی اور جملہ علوم سی علم فصاحت ہے اور معلوم ہی کہ کوئی فصحا سی کہ بعد اونکے
ہوئی ہی تہوڑی سے مرتبہ کو اونکی نہین پہونچی اور علوم سی علم نحو ہی اور معلوم ہی کہ ابو الاسود جمع کرنیوالا
اس علم کا تہا اور وہ بارشاد اوس حضرت کے اس علم کا عالم ہوا اور جملہ علوم سی تصفیہ باطن کا ہی اور معلوم ہے
کہ نسبت اس علم کی اونکی طرف تہے اور انہین علوم سی ایک علم شجاعت اور ہتہیار باندہنی کا ہی اور معلوم ہے
کہ نسبت اس علم کی بہی اونہین حضرت کے طرف پہونچتی ہے پس ثابت ہوا کہ بعد پیغمبر خدا کی استاد تمام
عالم کی تہے سب صنعتو مین اور ہرگاہ کہ ثابت ہوا کہ وہ داناتر سب سے ہین پس واجب ہے کہ وہ افضل ہون
تمام عالم سی جسطرح سی کہ حق تعالی فرماتا ہی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی آیا برابر
ہین وہ لوگ کہ علم رکہتی ہین اور وہ لوگ کہ نہین علم رکہتی ہین اور فرماتا ہی یرفع اللہ الذین امنوا
منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی بلند کرتا ہی خدا اون لوگونکو کہ ایمان تمسی لائی اور وہ لوگ کہ
دی گئی ہین علم کی مرتبہ مین انتہی بعد اسکی فخر الدین رازی نی اسکے جواب مین عاجز ہوکر اسطرح سے

بجال ہیجانہ لکہا ہی اما الحجۃ الثالثۃ وھی ان علیا کان اعلم قلنا لم لایجوز ان یقال انہ حصلت

لہ ھذہ العلوم کلہا بعد ابی بکر وذلک لانہ عاش بعدہ زمانا طویلا فلعلہ حصلہا فی

ھذہ المدۃ فلم قلتم انہ فی زمان وجود ابی بکر کان اعلم منہ انتہی اور یہی اس جواب مین ایسا ہے

کہ خود اسکی کلام سے ظاہر ہوتا ہے اسلئے کہ آیہ وتعیہا اذن واعیۃ مخالف و موالف کی نزدیک انحضرت کی

شان مین زمان وجود ابی بکر مین نازل ہوا اور وہ اہلبیت جناب لاتمآب پر اول دلایل ہے پہر یہہ احتمال

کہ جایز ہے کہ بعد ابی بکر کی جمیع علوم باب مدینۃ العلم کو حاصل ہوئی ہون محض تکابرہ ہے علاوہ اسکی جب خود

ابی بکر نے کہا کہ اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم وعلی فیکم تو پہر اس احتمال کی گنجایش کہان باقی ہے اب ان

دلایل کو ملاحظہ کیجئے کہ صاف دلالت کرتی ہین اس امر پر کہ انحضرت سب صحابہ سے اعلم تہے پس عقل

عاقل ہرگز باور نہین کرتی کہ متعۃ الحج کی نسخ کی خبر جناب لاتمآب کو نہ معلوم رہی ہو اور جب روایات

سنیہ سے ثابت ہوا کہ متعۃ الحج کو بعد وفات جناب رسولخدا کی یہہ حضرت امیر بجالائی اور فرمایا کہ مین سنت

کو ترک نہ کرونگا کسی کے کہنے سے تو متیقن ہوا کہ تمتع ہرگز منسوخ نہین ہوا خلیفہ ثانی نے تحریم کو اختراع کیا

اب اگر اہلسنت بنظر انصاف اپنی روایات کو دیکہینگے اور راہ کجی پر قدم نہ رکہینگے تو دونو متعونکی حرمت

کا انکار نہ کرینگے اور یہہ جو آپنے ارشاد فرمایا کہ اس حدیث مین متعتان محللتان کہان ہے جسکے ترجمہ مین ارشاد

ہوتا ہے کہ دو متعے زمانہ پیغمبر خدا مین حلال تہے اور مین انکو حرام کرتا ہون پس یہہ کہنا آپکا خالی از جہل یا

تجاہل نہین ہے کسواسطے کہ آپ خود معترف ہین کہ متعہ بعض عہد رسول خدا مین حلال تہا بعد اسکی پہر منسوخ

ہوگیا اب آپکو اسکی ترجمہ مین یہہ کہنا ضرور پڑا کہ متعتان محللتان فی بعض عہدہ یہہ اعتراض خود آپ ہی پر

عاید ہوگیا کہ اس حدیث مین متعتان محللتان کہان ہے کہ جسکے ترجمہ مین یہہ ارشاد ہوتا ہے ان ہذا الشیء عجاب

لا یلیق بذوی الالباب علاوہ اسکی کہتا ہون کہ تفسیر کبیر مین فخر الدین رازی نے اس عبارت سے نقل کیا ہے

روی ان عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی عہد رسول اللہ وانا انہی عنہما متعۃ

الحج ومتعۃ النکاح انتہی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونو متعے عہد پیغمبر خدا مین حلال تہے کہ لفظ

مشروعتین کا اس معنی پر دال ہے قولہ اور دلیل حرمت متعۃ النسا پر وہی قیود ثلثہ اور آیہ محکمہ یا ضبیلا علی ازواجہم الآیۃ

اور احادیث آتیہ اور ارشاد جناب عمر کہ واللہ اللہم انی لا احل لہم شیئا حرمت علیہم ولا احرم

شیئا احللتہ اقول قیود ثلثہ جو آپ نے سابق مین ذکر کئی ہین وہ یہی ہین کہ خداوند تعالی نے بعد ذکر

ذکر محرمات کا اونکی عورتون ذکر جہیڑا یعنی نکاح حلال ہے اسطرح جبکہ واحل لکم الآیۃ مگر کئی قید ونکی ایک ان
تبتغوا باموالکم یعنی مال دنیا قبول کرو مہر اور نفقہ مین دوسری محصنین غیر مسافحین یعنے قیدین لانکی طرح
ہوستی نکالنی کو نہو بہانا کہ ہمیشہ وہ عورت اسکے ہو رہنے کی ہو جائی اسکی چہوڑی بغیر نہ چہوٹی یعنی مدت کا ذکر نہ اوسکی
مہینی تک یا برس تک اور تیسری سورہ [illegible] یہان ہی لونڈیون کی نکاح مین کہ چہپی یاری ہو لوگ شاہد
ہون کم سی کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت اور مجموع ان شرطوں کا غیر منکوحہ اور غیر ملک یمین مین مفقود ہی کیونکہ
تحلیل الفروج اور اعارۃ الفروج تو سود کی صفت ہین یا حلوا ہی پسے دو واور متعہ مین احصان نہین متعہ کا
بہی معمول ہے کہ ہر ماہ یا یاری اور ہر سال در کناری رہا کرتی ہی انہی مین کہتا ہون یہہ تینون قیدین آیات
مذکورہ سی کیسے مفسرین نی استخراج نہین کیا آپ از پیش خود تفسیر بالرای کرتی ہین عیاذا باللہ من ذلک
اگر ان تینوں سی تحلیل الفروج خارج ہو جائی تو جانتی ہی کہ وہ نکاح کہ جسکی مہر مین منفعت مقرر ہوئے
ہی وہ بہی خارج ہو جائی گا مثل منصبلہ اور اگر آپ تفاسیر کیطرف رجوع کرین تو سمجہین گے کہ مفسرین نے
محصنین کے معنی متعففین لکہے ہین اور اہل لغت نی متزوجین بہی لکہی ہین قید کرنی کے معنی اور
مدت کے مذکور نہونی کے معنی کسی تفسیر مین دیکہی نہین گئی اگر آپ نی دیکہی ہون تو نام کتاب کا اور مصنف
کا بتائیے اب ہمکو ضرور ہی کہ نفی احصان کی ابطال کے واسطے امام فخر الدین رازی کا قول کہ جو تفسیر کبیر مین
ہی ذکر کرین پس سنو قال فخر الدین استدلت الامامیۃ علی حل المتعۃ بقولہ تع واحل
لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الآیۃ فان الابتغاء یتناول من ابتغی الوقت کالمؤبد
بل ہو اشبہ بالمراد لانہ علقہ علی مجرد الابتغاء والمؤبد لایحل عند الخصام الا بولی وشاہد
ثم اورد علیہ نقلا عن ابی بکر الرازی بان المراد بالتحلیل فی قولہ تعالی
لکن المراد بالمحصنین ہہنا ہو النکاح المؤبد لانہ تع قال محصنین ولا احصان فی المتعۃ وبقولہ
تع غیر مسافحین والمتعۃ لایراد بہا الا سفح الماء ولایطلب فیہ الولد ثم اجاب عنہ بان المراد
ما وراء ہذہ الاصناف المذکورۃ وہو شامل للمتعۃ ولا تلازم بینہ وبین مورد التحریم ہہنا
ثم قال فخر الدین قد اقیم دلیل علی ان الاحصان لایکون الا بالمؤبد والمقصود من المتعۃ
سفح الماء بطریق شرعی ماذون فیہ فلم قلتم ان المتعۃ لیس ماذونا فیہا ثم قال فظہر ان الکلام فی
المتعۃ نقل عما انتہی ما اردنا حاصل مضمون جواب کا یہہ ہی کہ نہین قایم ہوئی کوئی دلیل اوپر اس امر

[illegible] واحل لکم ما وراء ذلکم ماہو المراد فی قولہ تع حرمت علیکم امہاتکم

کہ احصان فقط سو بیوی میں ہوتا ہی اور مقصود متعہ سی کرانا پانیکا بطریق شرع ہی کہ اوسمین اذن دیا گیا ہی پس کسو اسطی
کہا تہی کہ متعہ میں اذن نہیں ہی بعد اوسکی فخر الدین رازی نے اس کلام ابو بکر رازی پر اعتماد نہ کرکی کہا کہ متعہ فعل
حرام ہی اور اس عبارت سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اگر کہیں کہ احصان متعہ میں نہیں ہوتا ہی اور اسمین تحقیق آب بطریق
شرع نہیں ہی تو یہہ دعوی بلا دلیل ہی اور احادیث جو حلت متعہ میں وارد ہیں وہ صحیح نہیں ہیں سوئے اس مقالے
کا یہہ ہی کہ شارع سوطا مصرح ہی کہ تحریم متعہ کی کتاب الہی سے ثابت نہیں ہی فی شرح الموطا للامام محمد الزرقانی

هكذا ومن ثم جاء الخلاف في من نكح نكاح المتعة هل يقام الحد لا لشبهة العقد وللخلاف المتقدم

فيه ولانه ليس من تحريمه القرآن ولكنه يعاقب عقوبة شديدة انتہی باقی ہی شہادت تو اوسکا جواب
یہی ہے لیجیے جملہ فقہاء عامہ سی جو اوہی کہ وہ شرط نہیں کرتا عقد نکاح میں شاہدین کی اور یہی جناب حق سبحانہ وتعالی
نی حکم کیا ہی واسطی نکاح کی اپنی کتاب میں کئی مقام پر مگر شرط شاہدین کی کہیں نہیں ذکر کی اگر شرط ہوتی تو جناب
باری ذکر کر دیتا علاوہ اسکی اختلاف واقع ہی درمیان ابی حنیفہ اور مالک کے مالک شرط شاہدین کی نہیں کرتا اور
ابی حنیفہ شرط کرتا ہی پس مالک جو کہیگا وہی ہم بھی کہینگے اس بیان سی معلوم ہوا کہ مراد محصنین غیر مسافحین سے
یہہ ہی کہ عقد اور نکاح درمیان ہو کہ بسبب اوس عقد کی تعفف ہو جائی اسطرح سی کہ جبتک عقد میں ہو تب زنا
باز رہی اور اوسکا دوسرا کوئی متصرف نہو اور یہہ معنی متعہ میں جبتک کہ مدت باقی ہے اور نکاح میں جبتک کہ
طلاق واقع نہیں ہو اور جواری میں جبتک کہ آزاد نہیں کیا موجود ہی جیسا کہ عاقل خبیر پر ظاہر و آشکار ہی باقی
رہی آیہ محکمہ باصیہ کہ الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم
العادون ہی یہی سابق میں بہی لکہا تہا کہ آیہ کریمہ الا على ازواجهم الخ کہ صاف دو قسم کی مباشرت پر ناطق ہی
ایک بی بی سے ایک لونڈی سے اور جو سوا ان دونوں قسموں کے ہی اوسکو موجب ملامت فرمایا اور حرمت متعہ پر دال
دلیل ہے کیونکہ ظاہر ہی کہ ممتوعہ ان دونوں قسموں سی باہر ہی نہ زوجہ ہو سکتی ہی نہ ملک میں اسواسطیکہ لوازم
زوجیت کی مثل طلاق اور ایلا وغیرہ ممتوعہ میں بالکل نہیں انتہی بعبارتہ جواب اسکا تو اطفال دبستان بہی جانتے
ہیں مگر حیرت ہی کہ آپکو اسکا جواب معلوم ہوا اسلئی کہ ممتوعہ کو زوجہ سی خارج کرنا اپنی کتابونکو دہو ڈالنا ہی
دیکہو کہ صاحب کشاف تصریح کرتا ہی قال فان قلت هل فيه دليل على التحريم قلت لا لان المنكوحة
بنكاح المتعة من جملة الازواج اذا صح النكاح انتهى كلامه اور یہہ نہ سمجہو کہ آیہ الا على ازواجهم ناسخ
متعہ ہی تو پہر متمتع بہا زوجہ کیونکر ہو سکتی ہے اسلئی کہ فخر الدین رازی نی تفسیر کبیر میں بتغیر الفاظ چند عمران

عمران بن حصین سی روایت کی ہے قال نزلت ایۃ المتعۃ فی کتاب اللہ عز وجل و لم تنزل ایۃ بعدها
تنسخها فامرنا بها رسول اللہ صلعم و لم ینہ عنها فقال رجل برایہ ماشاء بخاری نی اپنی صحیح مین لکھا ہی
کہ وہ مرد عمر ہی اور مسلم نی مجلد ثانی مین اپنی صحیح کی کہا یعنی عمر اور بہی فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے قالوا
و مما یدل ایضا علی ابطال القول بهذا النسخ ان اکثر الروایات ان النبی صلعم نہی عن المتعۃ و عن لحوم الحمر
الاهلیۃ یوم خیبر و اکثر الروایات انہ ع اباح المتعۃ فی حجۃ الوداع او فی یوم الفتح و هذان الیومان
متاخران عن یوم خیبر و ذلک یدل علی فساد ما روی انہ ع نسخ المتعۃ یوم خیبر لان الناسخ یمتنع تقدمہ
علی المنسوخ و قول من قال انہ حصل التحلیل مرارا و النسخ مرارا ضعیف لم یقل احد
المعتبرین الا الذین ارادوا ازالۃ التناقض عن الروایات انتہی یعنی کہا شیعون نی کہ منجملہ اوس امر کے
کہ دلالت کرتا ہی بطلان قول نسخ پر یہہ ہی کہ اکثر روایات دلالت کرتی ہین اوپر اس بات کی کہ پیغمبر خدا صلعم نی
منع فرمایا متعہ سی اور گوشت خران خانگی سے بیچ روز خیبر کی اور اکثر روایت اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلعم نے
مباح فرمایا متعہ کو بیچ حجۃ الوداع یا بیچ روز فتح مکہ کے اور یہہ دونو روز موخر ہین روز خیبر سے اور یہہ معنی دلالت
کرتا ہی اوپر فساد اوس چیز کی کہ روایت ہوئی ہے بدرستیکہ آنحضرت نی نسخ فرمایا متعہ کی بیچ روز
خیبر مین اسلیئے کہ منع ہی متقدم ہونا ناسخ کا اوپر منسوخ کی اور جو شخص کہ کہتا ہی کہ حاصل ہوئی تحلیل چند مرتبہ
اور نسخ چند مرتبہ تو یہہ قول ضعیف ہے کوئی اسکا قائل نہین ہوا مگر وہ لوگ کہ ارادہ کیا اون لوگون نے
ازالہ تناقض کا روایات سی انتہی ترجمہ جبکہ فخر الدین رازی نے اس قول کو جانب شیعون سی ذکر کیا تو
اسکی جواب مین کچہہ نہ لکہا پس معلوم ہوا کہ دلیل تسلیم ہی اور عمدہ دلیل بطلان اس نسخ پر یہہ ہی کہ اگر
آیت مذکورہ ناسخ متعہ ہوتی اور حکم متعہ کا منسوخ ہوجاتا تو چاہئی تہا کہ اصحاب کبار برتا زمان ابوبکر و اوائل زمان
عمر مخفی نہ رہتا چنانچہ سابق مین بخوبی معلوم ہوا کہ یہہ حکم منسوخ نہین ہوا اور اس جگہہ بہی ایک روایت ذکر
کرتا ہون نہایہ جزری مین اور سوا اسکے بہت سی کتابون مین ابن عباس سے روایت ہی کہ آپ فرماتی ہین
ماکانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بها هذہ الامۃ ولو لا نہی عمر عنها ما زنی الا شقی یعنی ابن عباس نے فرمایا
کہ نہ تہا متعہ مگر رحمت کہ رحم فرمایا حق سبحانہ و تعالی نی ساتہہ متعہ کی اس امت پر اور اگر عمر اوس سے منع نہ کرتا تو نہ
زنا کرتا مگر شقی انتہی معناہ اس حدیث کو ملاحظہ فرمائی کہ صاف اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ناسخ اسکی حضرت عمر
ہین جناب باری نی اس متعہ کو نسخ نہین فرمایا سوا اسکی اور بہی بہت سی حدیثین ہین کہ بعد اسکی ذکر

کرونگا اور آپ کو بہت الزام دونگا آمدم برسر مطلب اور یہہ جو آپ نی اپنی ساختہ کہدیا کہ ممنوعہ زوجہ نہین ہو سکتی
اسواسطیکہ لوازم زوجیت مثل ایلا وغیرہ اسمین یکقلم نہین سو یہہ فرمانا آپکا آپ کی ذات بابرکات سی بہت
بعید ہی اسلئی کہ یہہ احکام لوازم زوجیت من حیث ہی کی نہین ہین بلکہ تابع ہین اون صفات کی کہ زاید ہین اوپر
زوجیت کی مثل اسکی کہ زوجہ اپنی زوج کو مضرت ندی اور اپنی زوج کی حکم کی مخالفت نہ کری اسی جہت سی
زوجہ قاتلہ زوج اور زوجہ ناشزہ مستحق نفقہ اور کسوت اور میراث کی نہین ہے اور مرتدہ باین ہوجاتی ہے طلاق
کی احتیاج نہین پس اگر یہہ سب امور لوازم زوجیت سی ہوتے اسطرح کہ یہہ امور اگر نہون تو زوجہ صادق نہ آوی
تو چاہئی کہ ناشزہ کو زوجہ ناشزہ نہ کہین اور قاتلہ کو زوجہ قاتلہ نہ کہین اور مرتدہ کو زوجہ مرتدہ نہ کہین اور یہہ
بالبدیہہ باطل ہی اس سے زیادہ تفصیل اگر مطلوب ہو تو کتب مبسوطہ کو ملاحظہ فرمائی اس خاکسار نی بطور انموذج
یہان پر ذکر کیا **قول الناصب اللئیم** اور احادیث آیۃ **اقول بفضل اللہ العلیم** اسکا جواب بہی ہین بیان ہوگا
قول الناصب اللئیم اور ارشاد عمر کہ واللہ لا احل شیئا حرمت علیہم الخ **اقول بفضل اللہ العلیم**
یہہ ارشاد آپکے مرشد کا ہم پر حجت نہین ہی صرف آپکے واسطے کافی ہے اسلئی ضرور ہی کہ وہ دلیل لائی جسکو خصم
قبول کری اور لطیفہ یہہ ہی کہ اس کلام مین آپکے مرشد قسم شرعی سے یاد کرتی ہین کہ واللہ مین حلال کو حرام نہین
کرتا پہر یہہ بہی کہتی ہین کہ دو متعہ پیغمبر خدا کی وقت مین حلال تہی مین انکو حرام کرتا ہون اون دونو امرون
مین صاف مناقضت پائی جاتی ہے اگر اس قول کو اونکی معتبر کہئی تو متعتان الخ کی نامعتبری ثابت ہوتی ہے
اور اگر اوسکو معتبر کہئی تو اسکی بے اعتباری ثابت ہوتی ہے اب مین کہتا ہون کہ آپ کی فاروق اعظم نے
بیشک حلال کو حرام کردیا فاعتبروا یا اولی الابصار اب دلائل حلت کی ملاحظہ کیجئی کہ جناب قدس الہی سورۂ نساء
مین حکم فرماتا ہی فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ
یعنی جن لوگون نی تمتع اور بہرہ لیا ہی عورتونسی پس دو اجرت اونہون کی اور یہہ دینا واجب ہے اور تمہارے
اور کچہہ باک نہین اوپر تمہاری اوس چیز مین کہ راضی ہوئی تم ساتہہ اوسکی بعد فریضہ کی اور یہہ آیہ حقیقہ متعہ
مین ہے جیسا کہ عاقل لبیب پر مخفی نہین اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہے کہ آیہ فما استمتعتم بہ
منہن مصحف ابن عباس مین اسطرح سی تہا فما استمتعتم بہ منہن الی اجل مسمی پس چاہئی کہ لفظ شرعی کو حمل
کرین اوپر حقیقۃ شرعیہ کی جیسا کہ اصول فقہ مین یہہ امر مقرر اور ثابت ہو چکا ہی اور یہی شہادت دیتا ہی صحت
پر منع ہب پر وہ آیہ کہ حق تعالی نی سورۂ نسا مین قبل تہوڑی آیتونکی فرمایا ہی واوتوا النساء صدقاتہن

اس آیہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مہر زنان منکوحہ کا دینا واجب ہی اور حکم وجوب کا صادر ہوا پس اگر اس آیۃ مین بہی صدقات
منکوحات دایمی مقصود ہو تو تکرار بلا فایدہ لازم آجاوی اور یہہ خلاف فصاحت کی ہے اور بہی تغییر اسلوب کے وہان
پر صدقات ارشاد ہوا اور اس مقام پر اجرت شاہد قوی ہے اختلاف مقام پر اور کالتصریح فی رابعۃ النہار معلوم
ہوتا ہی کہ آیہ فما استمتعتم الخ مین نکاح متعہ مراد ہی اسلئی کہ علماء مہر زوجہ دایمی کو صداق کہتی ہین اور جو متعہ مین
دیتی ہین اوسی اجرت کہتی ہین پس کیا وجہ ہی کہ خلیفہ ثانی نے حلال کو حرام کر دیا اب معلوم ہوا کہ یہہ قول
اونکا تحریم متعہ بناوٹ اور ابداع ہی دفع دخل اگر آپ کہین کہ یہہ آیت منسوخ ہو گئی جیسا کہ فاضل فرہہاری
وغیرہ نی کہا ہی تو یہہ کئی وجہ سی مردود ہی اول یہہ کہ دعوی نسخ کا بی دلیل کے جائز نہین ہے پس جبتک کہ کوئی
نص دوسری ناسخ وارد نہو تب تک وہ حکم باقی ہے اور اوسی پر عمل کیا جائیگا اور کوئی نص وارد نہین ہوئی ہے
کہ اس حکم کو رد کری دوسری یہہ کہ نسخ کی مبطل بہت سی روایات کتب معتمدہ اہلسنت مین مذکور ہین منجملہ
البخاری ومسلم فی صحیحہما عن ابن مسعود قال کنا نغزو مع رسول اللہ لیس معنا نساء فقلنا الا نستخصی
فنہانا عن ذلک ثم رخص لنا بعد ذلک ان تنکح المرأۃ بالثوب الی اجل ثم قرء عبد اللہ یا ایہا الذین امنوا
لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم روایت کی ہے بخاری ومسلم نی اپنی صحیحین مین عبد اللہ بن مسعود سے
کہ کہا اوسنی کہ تہی ہم جنگ کرتی ساتہہ رسولخدا صلعم کی اور ہمارے پاس کوئی عورت نہ تہی تب ہمنی استفہام کیا
کہ آیا ہم استمنا کرین پس منع فرمایا رسولخدا صلعم نی ہمکو اس فعل سی بعد اوسکی رخصت دی ہمکو کہ نکاح کرین ہم
عورت سی ساتہہ رخت وغیرہ کی ایک مدت معین تک بعد نقل کرنی اس روایت کے عبد اللہ نی آیہ یا ایہا الذین
امنوا الخ پڑہا انتہت ترجمتہ مخفی نرہی کہ پڑہنا عبد اللہ کا اس آیہ کو بعد اخبار حلت متعہ کی صریح ہی کہ اونے
انکار نسخ کا کیا اور گویا تعریض اور طعن کیا خلیفہ ثانی پر کہ اوسنی حلال خدا کو حرام کیا تیسری یہہ کہ ثعلبی نے
اپنی تفسیر مین عمران بن حصین سے روایت کے ہی قال نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ عز وجل ولم تنزل
آیۃ بعدہا تنسخہا فامرنا بہا رسول اللہ صلعم فتمتعنا مع رسول اللہ صلعم ولم ینہ عنہا فقال رجل برأیہ ما شاء
قال البخاری فی صحیحہ یقال انہ عمر ای الرجل المذکور عمر قال مسلم فی المجلد الثانی من ثلث
مجلدات ما ہذا لفظہ یعنی عمر ولم یقل یقال انہ عمر یعنی تفسیر ثعلبی مین عمران بن حصین سے
روایت کے ہی کہ اوسنی کہا نازل ہوئی آیہ متعہ قران مجید مین اور کوئی آیت اسطرحکی نازل نہین ہوئی کہ
اسکو نسخ کر دی پس حکم دیا ہمکو رسولخدا صلعم نی واسطی متعہ کی پس متعہ کیا ہمنی ہمراہ رسولخدا صلعم کی اور نہین

منع فرمایا ہے رسولخدا نے اس میں لکہا ایک مرد نے اپنی رای سی جو کچہہ چاہا بخاری نے اپنی صحیح میں لکہا
ہی کہ وہ کہتی ہیں وہ مرد عمر ہی اور مسلم نے اپنی دوسری جلد میں کہا ہی تین جلد ونمیں سی کہ وہ عمر ہی اور یہہ بہتیر
کہا کہ کہتی ہیں اسیطرحسی بہت سی روایتیں ہیں کہ انشاء اللہ تعالی بعد اسکی ذکر کرونگا اب ان روایتوں سے
صاف معلوم ہوتا ہی کہ متعہ ہرگز منسوخ نہیں ہوا ناسخ اسکی محض آپکے پیر و مرشد حضرت عمر ہیں قال الناصب
اللئیم اور حدیث استبصار اور تہذیب کے کہ حرم رسول اللہ صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ و نکاح المتعۃ ہی اقول بفضل اللہ
العلیم یہہ حدیث محمول تقیہ پر ہی اور یہہ حدیث آپکے کتابوں میں اسطرح مذکور ہی سو وافق الصحیحین
عن علی ان رسول اللہ نہی عن نکاح المتعۃ و عن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبر اور معلوم ہوتا ہی کہ بلا ملاحظہ
کتاب استبصار اور تہذیب کے اسمعنی فی یہہ حدیث لکہی ہے ورنہ علماء امامیہ پر طعن کرنا خلاف عقل ہے تمام عبارت
استبصار اور تہذیب کی ذکر کرتا ہوں کہ اوسکی معنی کی قلعی کہل جائیگی عبارت استبصار کی اسطرحسی ہے فاما ما رواہ
محمد بن احمد بن یحیی عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی ع
قال حرم رسول اللہ صلعم لحوم الحمر الاہلیۃ و نکاح المتعۃ فالوجہ فی ہذہ الروایۃ ان نحملہا علی التقیۃ
لانہا موافقۃ لمذہب العامۃ والاخبار الدالۃ علی اباحتہا موافقۃ لظاہر الکتاب و اجماع الفرقۃ
المحقۃ علی موجبہا فیجب ان یکون العمل بہا دون ہذہ الروایۃ الشاذۃ انتہی اور عبارت تہذیب کی
اسطورسی ہی واما ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی المکنی بابی جعفر عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان
عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائہ عن علی ع قال حرم رسول اللہ صلعم یوم خیبر لحوم الحمر الاہلیۃ
و نکاح المتعۃ فان ہذہ الروایۃ وردت مورد التقیۃ و علی ما یذہب الیہ مخالفوا الشیعۃ والعلم
حاصل لکل من سمع الاخبار ان من دین ائمتنا اباحۃ المتعۃ فلا یحتاج الی الاطناب انتہی اہل انصاف
سی کہتا ہوں کہ ان دونو کتابوں کی عبارتوں کو ملاحظہ فرمائیں کہ مصنف طعن السنان نی مثل بعض
فقرا آزاد شرع کے لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرکی و انتم سکاری کو چہوڑ دیا ہی اپنی مدعا کی موافق جسقدر عبارت
تہی اوسکو تو ذکر کیا اور جو عبارت اوسکی بعد دلیل اطراح ماسبق ہی اوسکو چہوڑ دیا سچ ہی کہ سنت تحریف
سنت کی اہلسنت کے اسلاف سے جاری ہوئی ہی سچ ہی آپکا قصور نہیں مگر بمصداق اہلبیت الہا علیہم السلام
حب الشی یعمی و یصم کی آپکے ہیچ پیش رفت نجائیگی سب طرفسی پردہ آپکا فاش ہوتا ہی اور یہ بہی کہتا ہوں کہ
بعض رواۃ اس حدیث کی ضعفا سی روایت کرتی ہیں اور بعض سنی ہیں چنانچہ محمد بن احمد بن یحیی مجاہیل

مراسیل سی روایت کرتا ہی فہرس طوسی مین ہے قال وکان یروی عن الضعفاء ویعتمد المراسیل ولا یبالی عمن اخذہ

یعنی روایت کیا کرتا ہی اور مبالات نہین کرتا کہ کس سے لیا حدیث کو اور نقد الایضاح مین ہی محمد بن احمد بن یحیی بن عمران

بن عبد اللہ بن سعد بن مالک الاشعری یروی عن الضعفاء ویعتمد المراسیل اور شیخ امام محمد بن طاہر بن علی الہندی

الفتنی الحنفی نے قانون موضوعات مین حسین بن علوان کو ضعیف کذاب لکھا ہی اور یہی اسی کتاب مین لکھا ہے

کہ عمرو بن خالد متہم بالوضع ہی اور عمرو بن خالد بتصریح صاحب رجال کی سنی ہے اور شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نی کتاب فہرست

مین ابو الجوزا کو سنی لکھا ہی اب معلوم ہوتا ہی کہ یہہ دونوں حدیثین موضوع اہل سنت و منقول عن الضعفا ہین احتجاج

اس سے صحیح نہین خصوص ایسی حالت مین کہ احادیث بی شمار و روایات بسیار مخالف اوسکی کتب معتبرہ مین موجود ہین

چنانچہ حدیث لولا نہی ابن الخطاب عنہا ما زنی الا شقی جناب ولایت مآب سی کتب معتمدہ اہل سنت مین مثل تفسیر

ثعلبی و در منثور کی مذکور ہے الحاصل یہہ حدیث جو آپنی ذکر فرمایا مطروح و غیر معمول بہ ہی بالفرض اگر صحیح الصدور ہو تو

محمول بر تقیہ ہی کما یدل علیہ تسنن الرواۃ **قول الناصب اللئیم** اور متعۃ الحج کہ جسمین سعی بین الصفا والمروہ کیجے

طواف قدوم کی اور پہلی طواف زیارت کی کرتی ہین یا وہ کہ اشہر حج مین عمرہ بجالا کر اوسی سفر مین حج ادا کرتی

ہین یہہ دونوں ابتک مشروع ہین کسی نے انکو حرام نہین کیا لیکن وہ متعۃ الحج کہ طواف کی بعد اگر ہدیہ میسر نہوا تو

افعال عمرہ کی بجالا کر حجکو فسخ کرین البتہ یہہ حرام ہی اور دلیل اسکی حرمت کی واتموا الحج والعمرۃ للہ اور امر نبوی

کما اخرجہ النوی ہی کیونکہ یہہ مخصوص حجۃ الوداع مین تہا واسطی مٹانی رسم جاہلیت کی کہ کفار نا بکار تمتع کو اشہر

حج مین افجر فجور جانتی تہی جیسا بخاری مین مذکور ہی پس اب حلت دونوں متعون کی مفہوم مخالف ارشاد فاروق

اعظم سی کہان ثابت ہی اور وحی الہی نے کسکی تائید کی تہی **اقول بفضل اللہ العلیم** حق تو یہہ ہی کہ

آپ نی اسمقام پر بڑا دہوکہا کہایا اور کتابونکو آپنی ملاحظہ نہ فرمایا ورنہ ان کلمات کو ارشاد نہ فرماتی اور چاہ

ضلالت مین نہ پڑتی بیان اسکا یہہ ہی کہ شرح مختصر الاصول ابن حاجب مین قاضی عضد نی ذکر کیا ہی وفی الصحیح

ان عمر کان یمنع عن المتعۃ ای متعۃ الحج الی العمرۃ **قال النووی** ثم صار اجماعا ای جوازہ مجمعا علیہ انتہی

یعنی حدیث مین وارد ہوا ہے کہ عمر منع کرتا تہا متعۃ الحج سی اور کہا نووی نی کہ بعد اوسکی اجماع ہوگیا اوسکے

جواز کا اب آپکے خدمت سراپا برکت مین یہہ خاکسار عرض کرتا ہی کہ حضرت عمر کون متعۃ الحج کو منع پہلی دو معنے

جو متعۃ الحج کی ہین اوسکو منع فرماتی تہی یا دوسرا اور نووی نی جو کہا کہ بعد اسکی اجماع ہوگیا اوسکی جواز کا تو کون

سی متعۃ الحج کا جواز ہوگیا ظاہر ہی کہ آپ کی قول سی دو معنی پہلی مراد نہ ہونگی اس لئی کہ عمر نی اسسے

متعة الحج کو حرام نہین کیا جیسا کہ آپ نے خود کہا کہ یہہ دو تو اب تک مشروع ہین کسی نے انکو حرام نہین کیا پس ضرور ہوا
کہ دوسری معنی جو متعة الحج کی آپنے ذکر فرمائی اوسیکو حضرت عمر نے منع کیا اور لوگون نے خلیفہ صاحب کے کہنی
پر عمل نہ کیا بلکہ اجماع اوسکی جواز کا ہوگیا اور یہہ بھی باطل ہی اسلئی کہ اجماع اوسکی جواز پر اب تک منعقد نہین ہوا کیونکہ
اور علماء اہل بیت اوسکو جائز نہین رکہتی جیسا قول العبدی اساعاقل خبیر پر پوشیدہ نہ رہی کہ معنی حقیقی متعة الحج
کی یہہ ہین کہ احرام عمرہ کا اشہر حج مین بجالائین اور بعد اوسکی اوسی سال مین حج کرین اور معنی مجازی یہہ ہین کہ فسخ
حج بعمرہ یعنی طواف کی بعد اگر ہدی ساتھ نہ ہو تو افعال عمرہ کی بجالا کر حج کو فسخ کرین پس قول مجیب سے معلوم
ہوتا ہی کہ خلیفہ ثانی نے دوسرے معنے جو متعة الحج کی ہین اوسکو حرام فرمایا اور بہت سی علماء اہل سنت مثل فاضل
رشید وغیرہ کی بھی یہی کہتی ہین مگر یہہ بھی افادہ فرماتی ہین کہ خلیفہ ثانی نے اول معنی کے نہی کیے مگر نہی از راہ
افضلیت کی کے یعنی حج تمتع افضل نہین ہی اور اقسام حج سی اور یہہ خاکسار کہتا ہی کہ مطلب شیعہ رضوان اللہ
علیہم کا بہر صورت حاصل ہے خواہ پہلی معنی مراد لین خواہ دوسرے اسلئی کہ جو تمتع کہ عہد جناب رسول اکرم مین
حلال اور مباح تہا خلیفہ صاحب نے اوسکو منہی عنہ قرار دیا اور صاف صاف کہدیا متعتان کانتا الخ اور بہی مین
کہتا ہون کہ خلیفہ صاحب نے اول معنی کی نہی کی ہے اسلئی کہ شرح مختصر ابن حاجب مین مذکور ہو چکا فانی الصحیح ان
عمر منع عن المتعة ای متعة الحج الی العمرة وقال النووی ثم صار اجماعا علیہ ای جوازه مجمعا علیہ اور متبادر
متعة الحج الی العمرة سی معنی اول یعنی احرام عمرہ کا اشہر حج مین بجالائین اور بعد اوسکی اوسی سال مین حج کرین پس واضح
ہی کہ خلیفہ صاحب نے اوسکو منع فرمایا ہی اور اونکی کہنی پر عمل کسی نی نہ کیا بلکہ اجماع اوسکی جواز کا ہوگیا اگر یہہ کہو
کہ نہی کہ ہین باعتبار اولویت کی ہے جیسا کہ فاضل رشید الدین نی امام نووی سی نقل کیا ہی انہ قال والمختار ان عمر
وعثمان انما نہیا عن المتعة التی ہی الاعتمار فی اشہر الحج من عامه ومرادہم نہی اولویة للترغیب فی الافراد لکونه
افضل وقد انعقد الاجماع بعد ہذا علی جواز الافراد والتمتع والقران من غیر کراہة ہم کہتی ہین کہ امام
نووی نے اپنی خلیفہ کی تفضیح کی ہے اسلئے کہ منع عن المتعة اور انما نہیا سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ خلیفہ ثانی نے اوسکو
حرام کیا اور پہر بہی ہمارا مطلب کہین نہین جاتا ہمارا اشارہ کا سہ نووی نے خود کہدیا کہ اجماع عدم کراہیت پر منعقد
ہوگیا اب صاحبان انصاف سے طالب انصاف ہون کہ جو فعل عہد رسول مختار مین مکروہ نہ رہا ہو اور عہد عمر مین مکروہ ہو اور
بعد اوسکی پہر اجماع اوسکی عدم کراہیت پر منعقد ہو جاتا آیا حکم وسط بدعت ہی یا نہین اور بہی صحیح ترمذی وغیرہ
مین ہی باسناد حسن عن محمد بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل [illegible] سعد بن ابی وقاص والضحاک بن

قلیو لا یصنع ذلک الا من جهل امر اللہ فقال سعد بئس ما قلت یا ابن اخی فقال ضحاک فان عمر بن الخطاب
نهی عن ذلک فقال سعد قد صنعها رسول اللہ وصنعناها معہ هذا حدیث صحیح انتهی اس حدیث سی
بہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمر نی متعہ حقیقی کو حرام کیا اسلئی کہ تمتع بالعمرہ الی الحج شاہد ہی حج تمتع پر اور نہی عمر سی مراد تحریم
ہی اسواسطی کہ ضحاک نے کہا کہ نہیں کرتا اسکو مگر وہ شخص کہ جاہل ہے حکم خدا سی پس ضحاک کی کہنی سے معلوم ہوتا ہی
کہ جو شخص اسکو عمل میں لاتا ہی تو وہ مرتکب فعل حرام کا ہوتا ہی اسلئی کہ مگر وہ میں اسقدر شور و شغب کیا احتیاج
ہی اور یہی نہی عمر کو اس مقام پر حمل فسخ حج پر نہیں کر سکتی کہ لفظ قد صنعہا رسول اللہ منافی اس حمل کہ ہی
اسواسطی کہ اون حضرت سی فسخ حج کا بالاجماع نہیں ہوا تہا اور فاضل روزبہان نی ابطال الباطل میں لکہا ہی
کہ کوئی روایت صحیح اسطرح کی وارد نہیں ہوئی کہ عمر نی متعۃ الحج کو منع کیا ہو تو یہہ انکار بدیہیات سی ہے اسواسطی کہ
حدیث متعتان کانتا الخ نہ اسقدر مشہور ہی جسکا کوئی انکار کر سکے عقل عاقل حیران ہی بلکہ قابل سمجھنے کہ فراوان ہی
کہ عمر نی دونو متعوں کو ایک قول میں اور ایک زمانی میں اپنی زبان فیض بنیان سے حرام ٹہرایا تہا اسکی متعۃ الحج
کی تحریم کو لوگون نی نہ مانا اونکی کہنی کو برا جانا اور متعۃ النسا کی حرمت کو مان لیا اس تجربہ تبعیض کی کیا وجہ ہے
اور فاضل روزبہان کا قول بعد کلام سابق کے یہہ ممکن ہے کہ اوسنی رسولخدا سی سنا ہو تو اسکا جواب یہ ہی سن لیجی
کہ اگر عمر نی اوسکی تحریم کو عیاذا باللہ رسولخدا سی سنا ہوتا تو اپنی طرف نسبت تحریم کی نہ دیتا مناسب یہ تہا کہ
یون کہتا کہ رسولخدا نی اسکو منع فرمایا ہی کوئی اسکا اگر مرتکب ہوگا تو میں اوسپر عقاب کرونگا تا لوگون کے
دلمیں اثر کرتی اگر پیغمبر اوسکو منع فرماتی تو پہر اجماع اوسکے جواز کا کیونکر ہوتا اور یہی میں کہتا ہون کہ اگر
خلیفہ ثانی تحریم متعۃ الحج یا متعۃ النسا کو رسولخدا سے سنتی تو ظاہر ہے کہ زمانہ رسول الثقلین علیہ الصلوۃ والتحیۃ
سی تا زمانہ خلیفہ ثانی تک عرصہ دراز ہوا اس مدت ممتد میں ساکت کیوں رہے اس زمانہ تک دونو متعہ اصحاب میں
رایج تہی کیوں نہ منع کیا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیوں باز رہا اور یہی مسلم الاصول یعنی زمانہ کہ کتب معتبرہ
سی ہی ملا محب اللہ بہاری نی لکہا ہی مسئلۃ اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی الاول ممتنع
عن الاشعری واحمد الغزالی والامام والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ لنا اجماع التابعین
علی جواز متعۃ العمرۃ وقد کان عمر وعثمان نہی عنہ انتہی اس کلام سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ متعۃ الحج کو عمر نی
حرام کیا اسلئی کہ لفظ جواز سی معلوم ہوتا ہی کہ قبل اجماع جواز کی حرام تہا اسواسطی کہ غالب استعمال میں جواز
مقابلہ حرمت کے ہوتا ہی پس فاضل رشید نے شوکت عمریہ میں لکہا ہی کہ نہی عمر سی مراد تنزیہی ہے قبیل رمی

فی الظلام سی ہے اور بعد تسلیم اسبابات کی کہ نہی سے مراد کراہت ہی ہو نہ بدعت تو بہی اگر جیان خلیفہ ثانی کو بکڑ کہا ہی
ہو واسطی کہ تصریح تمتع کی قرآن اور احادیث سابقہ اور آیۃ سی ثابت ہی اور اجماع بہی عدم کراہت پر منعقد ہو گیا پس
خلیفہ ثانی کون تہی کہ اوسکی ممانعت فرمائی اور بہی جامع الاصول مین عبد اللہ بن شقیق سی نقل ہے قال کان
نہی عن المتعۃ وکان علی یامر بہا فقال عثمان بعلی کلمۃ فقال علی لقد علمت انا تمتعنا مع رسول اللہ
فقال اجل ولکنا کنا خائفین ہذہ روایۃ مسلم حاصل یہہ ہی کہ عثمان منع کرتا تہا متعہ سی اور جناب ولایتمآب
حکم فرماتی تہی ساتہہ اوسکی پس کہا عثمان نی جناب امیر علیہ السلام سی ایک کلمہ پس کہا علی نی ہمنی تمتع کیا ساتہہ رسول خدا
کی کہا عثمان نے ہان لیکن تہی ہم اوسوقت مین ترسان انتہی معناہ نووی نی کہا ہی کہ مراد خوف سی خوف مشرکین
ہی اور ابن حجر نی توجیہہ نووی کو پسند نہین کیا اور لکہا وقال ہذہ روایۃ شاذۃ اور حقیقت تو یہہ ہی کہ حجۃ الوداع
مین خوف مشرکین کا نہ تہا اور تمتع حجۃ الوداع مین تہا اور قرطبی نے کہا ہی کہ مراد خوف سے یہہ ہی کہ عثمان خائف
تہی اس امر سی کہ ثواب افراد کا اعظم ہو جائی اجر تمتع سی قال القرطبی قولہ خائفین ای من ان یکون اجر من افرد اعظم من اجر
من تمتع پس خلاصہ کلام یہہ ہی کہ فرمایش داری رسول الثقلین علیہ الصلوۃ فی الکونین کے مصاحب جیا وقت حیات آنحضرت
مین بہی جفا اور غیبت سی بچا نہین لاتی تہی ایسا ہرگز نہ کہا قول ہے لو استقبلت ما استدبرت لا حللت کما حلوا کہ صحاح
اہلسنت مین مذکور ہی دال ہے تمتع پر اور افضلیت تمتع پر بہی اس سے زیادہ کوئی قول نبوی نہین پس خائف ہونا
حضرت عثمان اور اونکی اخوان کا زیادتی ثواب افراد سی اوپر تمتع کی خالی تعصب سی نہین ہی باوجود اس بات کے
ہر بہی مطلوب ہمارا حاصل ہے لان من انکر حکم النبی ص واعتذر بخوف نقصان الثواب فہو من الہالکین
یعنی جو شخص کہ انکار کری فرمان واجب الاذعان حضرت رسول اکرم علیہ التحیۃ سید عالم سی اور عذر لاوی خوف نقصان
ثواب کا پس وہ ہالک ہونی والون سی ہی انتہی المقصود و ثبوت متعۃ الحج اور جامع الاصول مین ہی نافع سی عن الموطا و
الترمذی قال جمع رسول اللہ ص بین حجۃ وعمرۃ ثم توفی قبل ان ینہی عنہا وقبل ان ینزل القرآن بتحریمہ
وفی اخری جمع بین حجۃ وعمرۃ ثم لم ینزل فیہا کتاب ولم ینہ عنہا النبی ص قال فیہا رجل برایہ ما شاء وفی
اخری ان رسول اللہ ص تمتع وتمتعنا معہ قال فیہا قائل برایہ اور محصل ان سب روایتون کا یہہ ہی کہ رسول خدا نے حج
تمتع کو عمل مین لائے اور قرآن مجید اوسکی حرمت مین نازل نہین ہوا بعد اوسکی انہین ای سے ایک مرد نی تشریع
اختیار کی اور اوسکو حرام کیا جیسا کہ سیاق عبارت سے صاف حرمت ثابت ہوتی ہے اور صحیح مسلم مین تو بہت سے
روایتین ہین کہ اون سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ عمر نی متعۃ الحج کو حرام کیا بعد اسکی کہ حضرت نی حکم فرمایا چنانچہ جناب

جناب غفرانمآب نے عماد الاسلام مین بہت سی روایتین اوسی کتاب کے ثبوت متعة الحج مین جیسے قم فرمائین ہین من شاء
فلیرجع الیہ اب غور فرمائی کہ عمر نی اپنی رای مبارک سی کس متعہ کو حرام کیا پہلے متعہ کو یا دوسری کو اگر پہلے کو حرام کیا اور اپنے
رای سے تشریع اختیار کی تو پھر عجیب کیا ہے فرمانا کہ یہ دونو ابتک شروع ہین کسی نے انکو حرام نہین کیا کسطرح صحیح ہوگا
اور اگر دوسری کو حرام کیا باوجود اسکی کہ پیغمبر خدا ص اسکو عمل مین لائی تہے اور نہ اوسکی حرمت کی نہی کی تہی تو یہ بہی
تشریع اور بدعت ہی اور مخفی نہ رہی کہ احادیث مین نہی عمر سی نہی ساتھ کراہیت کی بعض فضلای اہل سنت نی
اعتراف کیا وہ مال انکی یہ زعم اونکا باطل ہے کیونکہ قال قائل برایہ ماشاء اسسے صاف ظاہر ہوتا ہی کی عمر نی اوسکو حرام
کیا حتی تو یہ ہی کہ اہل سنت اسمقام پر دست پا گم کردہ ہین کبہی یہ کہتی ہین کہ نہی عمر سی مراد نہی ساتھ کراہت
کی ہے یعنی پہلی متعہ کو عمر نی مکروہ معلوم کیا پہر جب علمای شیعہ ان کی گریبان کو پکڑتے ہین کہ انا احرمہما سی صاف
حرمت پائی جاتی ہے تو کہتی ہین کہ حرمت اس قول مین باعتبار متعہ نساء کی ہے اسلئی کہ تثنیہ سی کبہی واحد کا بہی
ارادہ ہوتا ہی اور جب علمای شیعہ کہتی ہین کہ سرخسی وغیرہ نی مبحث حج مین تصریح کی ہے کہ متعتان کانتا سی مراد دو متعہ
نساء اور متعة الحج ہی جیسا کہ یون کہا ہی قد صح ان عمر نہی الناس عن المتعة فقال متعتان کانتا علی عہد
رسول اللہ ص انا انہا عنہما متعة النساء ومتعة الحج تو پہر سوای عاجزی اور شرمندگی کے کچھ جواب نہین دی سکتے
هذا ما حصل لی فی هذا المقام بفضل الملک العلام اور تحقیق مقام کی تتبع سیر اور اخبار پر مخفی نہین
ہی کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوة مین لکہا ہی کہ حاصل مضمون اوسکا یہ ہی کہ پیغمبر خدا ص بعد
اسکی کہ مکہ معظمہ مین پہونچی اور عمرہ کو ادا فرمایا حکم کیا اصحاب کو کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی نہ لایا ہو عمرہ
تمام کر کی اپنی احرام سی باہر آئی اور فسخ حج بعمرہ کری اور مین نہین جانتا تہا کہ حکم الہی اسطرح صادر ہوگا اور اگر
جانتا مین کہ باہر ہو جانا احرام سی تم لوگون کو شاق اور گران ہوگا تو مین بہی قربانی نہ لاتا اور اپنی احرام سے
باہر ہو جاتا اور فسخ حج بعمرہ کرتا اور شارح صحیح مسلم یعنی نووی نے بہی لکہا ہی کہ نبی ص فرماتی تہے انی امرت
الناس بامر فاذا ہم یترددون پس صاحبان انصاف و تارکان راہ اعتساف ملاحظہ فرمائین کہ حکم خدا و رسول مین
متردد ہونا صریحا اسلام سی خارج کرتا ہی جو لوگ متردد ہوئی تہی اونکی شان مین کیا کہنا چاہئی اور صحیح بخاری اور
مسلم اور ترمذی اور نسائی وغیرہ مین جابر انصاری سے اور ابن عباس و حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
روایت طولانی منقول ہے کہ خلاصہ مضمون اوسکی یہ ہی کہ جب حضرت رسول خدا ص متوجہ حج وداع کی ہوئے
تو ہدی اپنی ساتھ لے لیا اور سوا رسول خدا ص اور طلحہ کی کوئی اپنی ساتھ شتر نہین لایا تہا اور حضرت امیر المؤمنین

حدیث بی سوی کی اطرحسی لکہا ہی بان سنتہ رسول اللہ ایضا دالہ علی ذلک لانہ لم یحل حتی بلغ الہدی محلہ
لکن الجواب عن ذلک کما اجاب بہ ہو حیث قال فلولا ان معی الہدی لاحللت فدل علی جواز الاحلال
لمن لم یکن معہ ہدی قال الناصب الغوی اللئیم پہر باوجود اسکی اگر فرمائی کہ احرم معنی اجر کی مجاز ہے حقیقت
کی ہوتی ہم مجاز کو نہین مانتی پس اس تقدیر پر اگر یہہ معنی لیجیئی گا تو ارشاد ائمہ ہین کہ نحن المحللون حلالہ والمحرمون
حرامہ ہی کیا کیجیئی گا اگر معنی حقیقی پر رکہیگا تو ممنوع ہی الا اسصورت مین جو جناب فاروق پر وارد ہوتا ہی وہ بعینہ حضرت
ائمہ پر وارد ہی اور اگر معنی مجازی پر رکہیگا تو مسلم لیکن ما نحن فیہ مین اسمین اوسکا کون مانع ہی اور مسند ابہی والد بزرگوار
کیا جواب سمجہی گا کہ وہ اسی قول ائمہ کی تفسیر اپنی کتاب حسام مین باین عبارت افادہ فرماتی ہین یعنی در عہدہ جناب ائمہ منسوب
اطہار آن اخبار فرمایند بڑی افسوس کا مقام ہی کہ ملا زبان والا اپنی گہر کی بہی خبر نہین لیتی اور تگا ذکرا قول بفضل اللہ العلیم
ہم اس امر کا انکار نہین کرتی کہ احرم کی معنی اجر کی کہین ہوتی ہی نہین بلکہ مین انکار اس امر کا کرتا ہون کہ متعتان
کانتا علی عہد رسول اللہ وانا احرمہما مین معنے اجر کی نہین ہو سکتی کئی وجہہ سی اول یہہ کہ آپ نی فرمایا کہ
حضرت عمر نی خبر نسخ کی دی ہی حالانکہ یہہ متعہ منسوخ نہین ہوا جیسا کہ سابق مین بہت سی حدیثین ذکر کر چکا ہون
اور واسطی الزام آپکے ایک حدیث اور بہی ذکر کرتا ہون کہ اوس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ متعہ منسوخ نہین ہوا حمیدی
اور مسلم نی اپنی صحیحین اور بخاری نے بہی کئی طریقہ سی جواز متعہ نسا کی روایت کی ہے ان عمر ہو الذی
ابطلہا بعد ان فعلہا جمیع المسلمین بامر النبی الی حین وفاتہ وایام ابی بکر اس حدیث سی آشکار ہوتا ہے
کہ زمانہ رسول خدا اور ایام ابی بکر مین بحکم پیغمبر خدا لوگ متعہ کرتی تہی اور ہرگز منسوخ نہین ہوا بلکہ روایت عمران
بن حصین کے کہ سابق مین ذکر کر چکا ہون شاہد قوی ہماری مدعا پر ہی اب فرمائی کہ معنی احرمہما کی اجبر عنہما
کیونکر ہو سکتی ہین اور بمفاد اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اگر شیعیان آل طہ علیہم السلام پیروی عمران بن حصین
وعبد اللہ بن مسعود وغیرہم کی کہ یہہ اصحاب متعہ کرتی تہی کرین تو ضرور ہی کہ ہدایت ہونگی دوسری یہہ کہ معنی احرمہما
کی اگر اجبر عن حرمتہما کی ہوتی تو چاہیئی کہ اس معنے کو عرب عربا سمجہہ لیتی سلطی کہ وہ اہل زبان اور محاورہ دان تہے
حالانکہ خلیفہ مامون ابن ہارون الرشید کہ بتصریح ابن کثیر شامی کے ہمہ علوم فقہ وکلام وفرایض ونحو وعربیت وشعر
وعلم نجوم وسایر اقسام ریاضی کا تہا اور تاریخ مامونی ہی اوسکی طرف منسوب ہے اور فضیلت جناب امیر کے اثبات مین بہت
اشعار تصنیف کئی چنانچہ یہہ شعر بہی اوسکا ہی ؎ خلیفۃ خیر الخلق والاول الذی + اعان علی رسول اللہ
فی السر والعلن + اس معنے کو نہ سمجہا حضرت عمر کی طرف اشارہ کیا کہ من انت یا جعل حتی تنہی ما فعلہ رسول اللہ

وابی بکر اور یہی خلیفہ زادہ سفیان اور مردشامی کہ عارف بمحاورہ عرب تہے وہ بہی اس معنی کو قول خلیفہ ثانی مین
نہ سمجہی پس معلوم ہوا کہ قول خلیفہ ثانی مین معنی حقیقی مراد ہین نہ یہہ کہ اخر یہاکی معنی اخبر عن حرمتہاکی اوسوقت
مین ہوسکتی ہین کہ حسب سیاق وسباق اوس سے ابا کری اور ظاہر ہی کہ قول خلیفہ ثانی مین عبارت انا تقدم اعنی کانتا
علی عہد رسول اللہ مانع ہی اس معنے کی ارادہ کی اور نحن المحللون حلالہ والمحرمون حرامہ مین عبارت ما بعد محللون اور
محرمون کے کہ حلالہ اور حرامہ ہی تائید کرتی ہے ارادہ معنی اخبار کی یعنی ہم خبر دینی والی ہین حلت اوس چیز کی کہ حلال کیا
خدانی اوسکو اور خبر دینی والی ہین حرمت اوس چیز کی جسکو حرام کیا خدانی انتہی جیسی خدانی اندک ما یعقل کا دیا ہی وہ سمجہتا
کہ یہان محللا نسبی بمخبرون بالحلالہ اور محرمون بسبی بمخبرون بالحرمہ دوسر معنی مراد نہین ہوسکتی ومن ادعی فعلیہ البیان
پس ظاہر ہوا کہ قول حضرات ائمہ علیہم السلام کو قول حضرت عمر فاروق پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور فارق ان
دونون مین یہہ ہی کہ ہماری ائمہ ہدی علیہم السلام کی قول مین تحلیل حلال و تحریم حرام ہی اور تمہاری امام کی کلام مین تحریم حلال
ہی مجمل اس بیان کا یہہ ہی کہ باب تفعیل کے کئی خواص ہین از انجملہ ایک نسبت باخذ ہی یعنے خبر دینا کسی شئے کی نسبت
ہونی سے ساتہہ ماخذ کی مثل فسقتہ کہ مراد اس سے خبر دینا اور بیان کرنا ہی اوس فسق کا اور دوسرا خاصہ اسکا تحویل ہے
یعنی کسی چیز کو ماخذ کر دینا مثل نصرتہ کہ مراد اس سے نصرانی بنا دینا ہی اوس شخص کا جو نصرانی نہ تہا اور سخن شناس و
زبان دان پر مخفی نہین کہ حلال کی تحلیل مصداق ہے خاصہ نسبت کا جیسا کلام ائمہ مین ہے اگر اسکو تحویل لین تو تحصیل
حاصل لازم آتی ہے کہ وہ محال اور حلال کے تحریم مصداق تحویل ہے جیسا کلام خلیفہ مین ہے اگر اسکو نسبت فرض کرین
تو معنی مختل اور یہہ کلام کاذب ٹہرتا ہی کیونکہ حلت پر باقی رہنا متعہ کا زمان رسولخدا سے تا زمان خلافت خلیفہ ثانی
روایات متظافرہ اہل سنت سے ثابت ہو چکا فثبت الفارق وبطل القیاس والحمد للہ علی ذلک اور کیونکر فارق نہو گا
کجا مصداق علی خیر البشر کجا قایل لولا علی لہلک عمر این القران الناطق واین من ہو لیقران سارق این من عطاہ اللہ
الولایۃ والامامۃ این المتخلفون عن جیش اسامۃ این الثریا من الثری این النعامۃ من الکری سہ ببین تفاوت رہ
از کجا است تا بکجا **قال الناصب الغوی اللئیم** گر یہی مخبری حضرت والا ہوگی ٭ تا رو پود بدن سب
تہ و بالا ہوگی ٭ **اقول بفضل اللہ العلیم** اگر نظم و شاعری اور پہکڑ کے طرف طبیعت آپکے بہت مایل ہے
تو رسالہ برق لامع مرزا فصیح اور دو چار سے میان شیر کی دیکہہ لیجیی کہ اوسکی دیکہنی سے آپکی تسکین بخوبی
ہوگی اگر کوئی پہکڑ باز ہوتا تو حسب نسب آپکے بزرگوں کا بیان کرتا **قال مولانا المجتہد المحری بالتکریم**
اور صحیح ترمذی مین روایت ہے کہ ایک شخص نے کہ اہل شام سے تہا ابن عمر سے حال متعہ کا پوچہا ابن عمر نے

۳ تحصیل حاصل لازم

عمر نے کہا کہ وہ حلال ہے اوس شخص نے کہا کہ تمہارے باپ نے تو اسکو منع کیا ہے ابن عمر نے کہا کہ تو مجھکو بتا اگر میرے
باپ نے اوس میں ممانعت کی اور کیا اوسکو پیغمبر خدا نے آیا میں ترک کروں سنت پیغمبر کو اور تابع ہوں اپنے باپ کے
قول کا قال الناصب الغوی اللئیم خدا جانے تمہاری آب کی دیانت سے بہت دور ہے کہ اسقدر نقل لفظ
اور معنی میں خیانت کریں صحیح ترمذی میں حدیث صریح کی البتہ ابن عباس سے یوں موجود ہے کہ قال انما کانت
المتعة فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدة لیس له بها معرفة فیتزوج المرأة بقدر ما یری
انه یقیم فتحفظ له متاعه وتصلح له شیئه حتی اذا نزلت الآیة الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم الآیة قال
ابن عباس فکل فرج سواهما فهو حرام اور جس حدیث کو ملا زمان والا نے نقل کیا ہے ہرگز کتاب مذکور کے ابواب النکاح
کیا باب متعة النساء میں بھی نہیں ان ابواب الحج کے باب ما جاء فی التمتع میں بتصریح متعة الحج البتہ باین عبارت موجود
ہے کہ عن ابن شہاب ان سالم بن عبد الله حدثه انه سمع رجلا من اهل الشام وهو یسئل عبد الله ابن عمر
عن التمتع بالعمرة الی الحج فقال عبد الله ابن عمر هی حلال الی آخر ما نقلتم پس یہہ حدیث متعة النساء میں کہاں
ٹھہری شاید اسی مواخذہ کی ڈر سے ترجمہ لفظ عن التمتع بالعمرة الی الحج کو حذف کیا اور مغالطہ دیکر حرف لفظ متعہ کا
لیا سبحان الله جب یہہ حال مجتہد و ملا ہو کہ دیدہ و دانستہ حدیثوں میں دخل کریں تو مقلد کس گنتی میں ہاری گھٹنا
پھوٹی آنکھ کہاں کی بات کہاں بہائی ہے چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و
ناولها انتہی اقول بفضل الله العلیم کتب احادیث کی تتبع پر مخفی نہیں کہ اکثر احادیث میں مسائل متعددہ
مذکور ہوتے ہیں مگر محدثین نے ہر مسئلہ کے باب میں اوسے ذکر نہیں کیا بلکہ جس ایک مسئلہ کے باب میں چاہا ذکر کر دیا
اور استخراج و استدلال کرنیوالے اون مسائل کے البتہ جدا جدا ہر ایک مسئلہ کو باب میں اوس حدیث کو ذکر کیا
کرتے ہیں پس کیا استبعاد ہے کہ اوس روایت کو اگرچہ ترمذی نے باب ما جاء فی التمتع میں نقل کیا ہو مگر حقیقت میں اوس میں
دو مسئلہ کا ذکر پایا ہو اسطور پر کہ یسئل عبد الله بن عمر عن التمتع بالنساء و بالعمرة الی الحج کسی کاتب نے
سہواً بالنساء کا لفظ ساقط کر دیا اور بالعمرة الی الحج کو لکھا اور کسی نے اسکا عکس کیا اور بعد چندے اوسی نسخہ کا شیوع
ہوا جسمیں بالنساء کا لفظ نہیں ہے اور رفتہ رفتہ وہ نسخے مفقود ہو گئے جنمیں بالنساء کا لفظ مذکور تھا اس جہت سے
تمہارے فضلا کو یہہ کہنے کی جگہ ملی کہ یہہ روایت محرفہ ہے ورنہ تحریف کی گنجایش یہاں اصلا نہیں ہے کیونکہ بجز
اس روایت کی کوئی دوسری روایت دلیل اثبات حلت متعة النساء کتب اہل سنت میں مذکور ہوتی تو البتہ
اشتباہ تحریف کا ہو سکتا تھا ہرگاہ تمہاری کتابیں بطرق مختلفہ ان روایات سے اسقدر مملو ہیں کہ اون کی

الغرض تم کو بھی اور تمہارے علماء کو ہر دو کی بین الطریقین اول اس حدیث کی صحت و ثبوت اور تحقیقات ضرور ہے
اور نسخ صحاح ستہ کی مختلف ہیں جیسا کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں تصریح اسکی کی ہے لکھا ہی روایت نقل کیا ہے
الاحادیث کثیرۃ لما جاء فی الاصول التی قرأتھا وسمعتھا ونقلت منھا فی الاختلاف والنسخ
والطرق اور بہی جامع الاصول میں ہے سألت ابن عباس عن المتعۃ متعۃ الحج فرخص فیھا وکان ابن الزبیر
ینھی عنھا فقال ھذہ ام ابن الزبیر تحدث ان رسول اللہ صلعم رخص فیھا وفی روایۃ عن المتعۃ ولم یقل
عن متعۃ الحج فلا ادری متعۃ الحج او متعۃ النساء اخرجہ مسلم پس نظر اسکی کہ نسخ صحاح کی بہت مختلف
ہیں اور اکثر احادیث ما نحن فیہ میں بھی اختلاف ہے اگر نسخ صحاح قدیمہ میں یہ حدیث در باب متعۃ النساء کی روایت
تو مقام عجب نہیں ہے جیسا کہ فاضل روزبہان کا انکار نکرنا اس کلام پر شاہد قوی ہے اور در اثنین بخاری کی بہہ تحریفات
سی مملو ہیں جیسا کہ تفسیر بہہ نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم میں نافع سی ابن عمر سی منقول ہے
ان اللذی فیم انزلت قلت لا قال انزلت فی کذا وکذا ثم مضی وعن عبد الصمد قال حدثنی
ایوب عن نافع عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیھا فی اور حمیدی کہ جامع صحیحین ہے لکھا ہی قال
ابن الحجر فی روایۃ الجمع بین الصحیحین یاتیھا فی الفرج وھو من عندہ بحسب فھمہ ثم وقفت
علی سلفہ فیہ وھو البرقانی فرأیت فی نسخۃ الصغانی زاد البرقانی فی فرج ولیس مطابقا لما فی
نفس الروایۃ عن ابن عمر لما ساذکرہ وقد قال ابو بکر ابن العربی فی سراج المریدین اورد البخاری
ھذا الحدیث فی التفسیر فقال یاتیھا فی وقطع ما بعدہ فیما فی المسئلۃ مشھورۃ صنف فیھا محمد
بن شعبان جزءا وصنف فیھا محمد بن سحنون کتابا وبین ان حدیث ابن عمر فی اتیان المرأۃ فی دبرھا
انتھی الغرض اختلافات اور نقص اور تحریفات آپکے کتابوں میں بہت ہی اور خصوصا نسخ صحاح کی نقاص اور خطایا
کی انتہا نہیں ہے پس بعض نسخہ میں یہ حدیث در باب حلت متعہ کی ہو تو یہ لازم نہیں آتا کہ سب نسخہ میں ہو اور یہ جو
آپنے فرمایا کہ صحیح ترمذی میں حدیث حرمت متعہ کی البتہ ابن عباس سے یوں موجود ہے کہ قال انما کانت المتعۃ الخ
تو یہ آپکے چالاکی پیش رفت نہ جائیگی اسلیے کہ اس حدیث کو صحیح جاننا اور نسبت دینا طرف ابن عباس کی دو وجہ سے
باطل ہے اول یہہ کہ روایت ترمذی کی تمہیں حجت ہی ہمپر نہیں دوسری یہہ کہ اوپر ثابت ہوچکا ہی کہ تمتع سوا ازواج
از ازدواج ہی جیسا کہ صاحب کشاف نے تصریح اسکی کی ہی اور بہی بہت سی احادیث سی ثابت ہوچکا کہ متعہ
منسوخ نہیں ہوا اور یہی ثابت ہوچکا کہ نہایہ جزری اور جامع الاصول اور تفسیر محمد بن جریر طبری سی ابن عباس

نکاح متعہ سی جو ساقط ہو تمہین مذہب ابن عباس کو نظیر کیون قرار دیتا علاوہ ان سبکے کہتا ہون کہ کون سا
امر اس آیہ مین حرمت پر دلالت کرتا ہی اگر یہہ کہیئی کہ الا علی ازواجہم سی معلوم ہوتا ہی تو مین کہونگا کہ لفظ
فیتزوج المرءۃ بقدر ما یری سی کہ خود کہ اس شیخ نی ترمذی سے بروایت ابن عباس نقل کیا ثابت ہوتا ہے
کہ متمتع بہا زوجہ مین داخل ہے بس معلوم ہوا کہ قبل نزول آیہ الا علی ازواجہم کی لفظ زوجہ کا اطلاق متمتع بہا پر کلام
عرب مین شایع تہا ایسی حالت مین متعہ کا نسخ الا علی ازواجہم سی کیونکر ہو سکتا ہی لاجرم موضوعیہ نسخ ثابت ہوئے
ثابت ہوئی ہذا ما حصل لی فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام وسیجئ غیر ذلک انشاء اللہ تعالی **قولہ** خوش
گفت است سعدی در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا * **اقول** ز قول باطل خود شرم کن آخر نمی بینی
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا **قال الناصب الغوی اللئیم** اتنا بھی نہین جانتی کہ عبد اللہ
ابن عمر سی تو متعہ کی حرمت مین احادیث متعددہ مشہور ہین اور کتب معتدہ مین مذکور ہی منہا ما اخرجہ الامام احمد
فی مسندہ عن عبد الرحمن بن نعیم الاعرجی قال سأل رجل ابن عمر عن متعۃ النساء فغضب قال واللہ ما
کنا علی عہد رسول اللہ صلعم زانین ولا مسافحین قال منہا ما اخرج ابن ابی شیبہ عن نافع ان ابن
عمر سئل عن المتعۃ فقال حرام ومنہا ما اخرج البیہقی عنہ انہ قال لا یحل لرجل ان ینکح امرءۃ الا
بنکاح الاسلام ویمہرہا ویرثہا ہہر اباحت اوسکی اونسی کیونکر مروی ہوا **اقول بفضل اللہ العلیم**
خر عیسی اگر بمکہ رود * چون بیاید ہنوز خر باشد * عجب طرح کی بات ہی اپنی مونہہ میان مٹھو اپنی کتابون سے
احادیث وضعیہ بنا کی آپ سند لاتی ہین کہ یہہ خصم کی نزدیک سب دروغ ہین کیا روایات مختلفہ مین تفصیل بین
معمول بہ ہو سکتی ہین اگر ترمذی نے حضرت عمر کی حمایت کی لیئے انکی بیٹے سے اس طرح کی روایتین بہی
نقل کر دین تو اس سے کیا ہوتا ہی اور یہہ بہی محتمل ہے کہ انکی قتین خلیفہ زادہ سفیان کلمہ انصاف بانہہ
لایا ہو بعد اوسکے جادہ انصاف سے باہر ہو گیا ہو علاوہ یہہ بہی کہ پہلی روایت جو آپنے ذکر کی ہے آپکے مدعا
کی موافق نہین اسلیئے کہ حلت متعہ کی عہد جناب رسالتمآب مین کتاب سے بہ سنت اور قول فاروق متعتان کانتا
علی عہد رسول اللہ سی ثابت ہی اطلاق زنا اور سفاح کا اوسکی اوپر حرام تہا ساتہہ اسکی اگر ابن الخلیفہ نی
خلاف اسکی کہا تو تشریع کی ایسے مشرع کی کلام کا کیا اعتبار اسکی سوا اوس روایت اولی سی یہہ بہی مراد ہو سکتے
ہی کہ ہم سب زمان نبوی مین متعہ کیا کرتی تہی تو اگر جایز نہوتا تو زانی ہونا ہمارا لازم آتا اور ہم زانی نہ تہے
لامحالہ حلت متعہ ثابت ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** یہہ آپکے مطلے قدما ئی ہین بلکہ ہمت کہہ دیجئے

آباؤ شیخ حلی نے کتاب نہج الحق مین لکہا ہی کہ شافعی کے نزدیک نماز سفر مین قصر کرنا معصیت ہی اور
والد بزرگوار جناب کے کتاب صوارم مین شیخین کیطرف نسبت کر کر یہ عبارت افادہ فرماتی ہین کہ ابن عمر ابن
عاص شخصیست کہ بخاری و مسلم ہر دو در صحیحین خود از و روایت نمودہ اند کہ گفت سمعت رسول اللہ یقول
ان آل ابیطالب لیسوا باولیآء حالانکہ کتب شافعی مین نہ معصیت کا نام ہی نہ ان دو نو کتابو نمین نام ابیطالب
کا نشان خدا آپکے تقصیر معاف کری **اقول بفضل اللہ العلیم** اگرچہ آپ کی آبائی روحانی اخلاق
مین بے نظیر و لا ثانی تہے مگر آپ بہی اونسے اس فن مین کم نہین ہین بلکہ آپنے فدا کی قدم بقدم حلی جانے
ہین کیون نہو اوت کا پوت اوت نسل مشہور ہی دیکہئے یہان آپنے کیا خوب نئی بات اپنے دلسے پیدا کی
ہی اور کیا اچہا مضمون باندہا ہی اگر آپکا شعر آپ کی شان مین یون پڑہا جائی تو زیبا ہی ؎ جہوٹہ تو کبہو نہ کہی
نہ کہی جہوٹہ تیری ساتہہ رہا اللہ الحمد کہ یہہ سعر کہ پہرتا تہہ رہا **قولہ** شیخ حلی نے کتاب نہج الحق مین لکہا ہے
کہ شافعی کی نزدیک نماز سفر مین قصر کرنا معصیت ہی انتہی **اقول** اس قول مین پہلی کذابی یہہ ہے
کہ علامہ حلی کا لقب شیخ قرار دیا مگر اسمین آپ مقلد ہین منتہی الکلام والی کے چنانچہ ابن حجر کی نقاط کی شرح مین
یہہ نکتہ حاشیہ منہیہ مین پیشتر مذکور ہو چکا ہی دوسرے جہوٹہ مین سچ یہہ ہی کہ آپنے بڑا کام کیا ہی کہ اپنے
اقدمین کی سر پر ہی تقدم کا قدم رکہا بیان اوسکا یہہ ہے کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اصلا اس کتاب مین یا کہین
کسی کتاب مین نہین لکہا کہ شافعی کے نزدیک نماز سفر مین قصر کرنا معصیت ہی در اپنی صاف و صریح یہہ افترا باندہ
کر اسقدر تہمت سی اونکو متہم کر دیا واہ واہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند اصل منشاء اس دروغگوئی کا آپکے استفادہ
ہی کہ کتاب مذکور مین جواز قصر نماز سفر مین معصیت کے مذہب ابیحنیفہ کا ہی اسکی بیان مین سہو ناسخ سی نام
بدل گیا کہ شافعی کا نام ابی حنیفہ کی نام کی جگہہ مرقوم ہوا صاحب ابطال الباطل نے اوسپر ارتکاب کذب کا
اعتراض کیا تہا سید نور اللہ شوستری نے اوسکا جواب لکہا مگر صاحب شوکت عمریہ نے اوس جواب
معقول کو ناشنیدہ قرار دیکر اسی اعتراض کا یون اعادہ کیا و از آن جملہ است آنچہ علامہ حلی قصر صلوۃ را در سفر
معصیت در کتاب نہج الحق بطرف شافعی نسبت کردہ الی آخرہ آپ اوسی سمجہنے کی دوسری طرح سی افادہ کیا
کیا خوب فہم آپکا ہی کہ مقید اور مطلق مین فرق نکرسکے کہ کلام سفر معصیت مین تہا اوسکو سفر مطلق مین
سمجہکر قصر کو معصیت ٹہرا دیا یعنی مادہ کو بحال رکہکر ترتیب کو بدل کے اپنا کام نکال لیا ایسی ہے اولٹی سمجہہ
اہل فہم العربیۃ الصبیان اذا شبوا کالثکلان کہتی ہین اب ہمنی معلوم کیا کہ حق بجانب آپ کی ہی کہ شوکت عمریہ

عمرتیا اور منتہی الکلام دیکھکر سمجھی یا نہ سمجھی سلطان العلماء سی بحث کرنیکا حوصلہ کیا ایسی سمجھ والی جو کچھ ارادہ کرین کر سکتی

ہین ؎ تا مباحث فہم گشتم روزگارم تیرہ شد ٭ دل خوشی گو یا کہ از چیزی نفہمیدن بود ٭ باقی رہا جواب فاضل

روزبہان صاحب کے اعتراض کا سو احقاق الحق مین سید مرحوم خوب لکھ گئی ہین اسکا خلاصہ یہ ہی کہ یہہ کذب نہین

بلکہ سہو یا سبق ہی کیونکہ اگر معاذ اللہ کذب ہوتا تو آگی چلکے اسی کتاب مین علامہ کیون لکھتی ذہبت الامامیۃ الی

ان العاصی بسفرہ کالخارج لقطع الطریق او السعایۃ علی قتل المسلم او الطلب فجور وشبہہ لا یجوز لہ التقصیر فی الصلوۃ ولا فی الصوم

وقال ابو حنیفۃ واصحابہ الثوری والاوزاعی لا فرق بین الطاعۃ والمعصیۃ اب اس عبارت سی صاف ظاہر ہوا کہ اس

بیشتر کی عبارت مین سبقت قلم و سہو یا سبق سی شافعی کا نام ابو حنیفہ کی نام کے جگہ لکھا گیا بلکہ کلام صاحب

ابطال الباطل بھی اسیطرف مشیر ہی کہ اوسنی کہا قد ذہب بیان ہذہ المسئلۃ قد نسب الی الشافعی فیما مضی

ونسبناہ الی الکذب انتہی اور صاحبان فہم و دانش خوب جانتی ہین کہ ہر فعل کے غایت و غرض ہوتی ہے اگر

علامہ علیہ الرحمہ خاص شافعی کے رد کی در پی ہوتی تو البتہ گنجایش اس مظنہ کی ہو سکتی تھی کہ دوسری کا قول

شافعی پر باندھکر اوسکو ملزم کرنیکے واسطی ارتکاب کذب کیا وحال آنکہ ظاہر ہی کہ علامہ کو جمیع اہلسنت کے

اقوال کا رد کرنا مطلوب ہے تو ایسی حالت مین اسکی نام کی جگہ اوسکا نام اور بالعکس لکھنے سی

بجز اسکی کہ سبقت قلم سی سہو ایسا ہو گیا ہرگز احتمال ارتکاب کذب کا

نہین ہی علاوہ اسکی جب اونکی کتاب منتہی المطلب مین اور تذکرۃ الفقہا مین صاف و صریح اس حکم کو مذہب

ابو حنیفہ لکھا ہی تو کسی طرح بجز سہو یا سبق کی احتمال دوسرا نہین ہو سکتا ہذا عبارتہ فی المنتہی وابو حنیفہ یجوز للعاصی

فی سفرہ القصر انتہی ہان یہہ البتہ علامہ علیہ الرحمۃ والغفران فی کتاب کشف الحق و نہج الصدق مین افادہ فرمایا

کہ ذہبت الامامیۃ الی وجوب القصر فی سفر الطاعۃ وقال الشافعی ہو بالخیار بین القصر والاتمام

وقد خالف قولہ تعالی فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر واوجب الامام الحی صوم الصلوۃ

وکل من اوجب القصر فی الصوم اوجبہ فی الصلوۃ انتہی موضع الحاجۃ معلوم ہوتا ہی کہ شافعی کے عیب بیان کرنیکے

واسطی کہ اوسنی خلاف قران کی خیار بین القصر والاتمام کو کیا اور مرتکب گناہ کا ہوا آپنی یہہ چند کلمات بیہودہ

زبان سی ارشاد فرمائی ف پوشیدہ نہ رہی کہ قصر رباعیات کا سفر مین واجب ہے کتاب سنت سی اجماع سے

لیکن چونکہ صاحب عبادت مین بہت رغبت رکھتی تہی اسلئی خلاف خدا و رسول کی رکعات نماز کو سفر مین

بحال رکہا شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح مشکوۃ مین لکھا ہی ان عثمان صلی فی ایام الحج فی منی اربع رکعات

من الصحابة الذين معه ايضا صلوا اربعا وكانت عائشة ايضا اتمت وجاء عن رسول الله ص انه لم يتم
في السفر اصلا۔ اور صحیح بخاری میں ابن عمر سے منقول ہے انه قال صليت مع النبي ص بمنى ركعتين ومع ابي بكر
وعمر ومع عثمان في صدر من خلافته ثم كان يتم اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عثمان کی پاس کوئی عذر اتمام
صلوٰۃ کا سفر میں نہ تھا مگر شارح دہلوی نے بپاس خاطر اپنے خلیفہ کی توجیہات سخیفہ و تاویلات ضعیفہ ذکر کیا ہے
اور بعد ان توجیہات کی خود اون سبکو رد کیا وهكذا عبارته قد اختلف في وجه اتمام عثمان فقيل لانه كان
تاهل بمكة او لانه كان امير المؤمنين فكل موضع له دار او لانه عزم على الاقامة بمكة ورد هذه الوجوه
اما الاول فبان النبي ص كان يسافر بزوجاته وقصر والثاني بان النبي ص كان اولى بذلك والثالث
بان الاقامة بمكة على المهاجرين حرام ولان هذه الوجوه لا تجري في صلوة عائشة على انها ظنون
لا دليل عليها انتهى كلامه آفتاب اوج سروری جناب مفتی سید عباس شوشتری جواہر عبقریہ فی رد تحفہ اثنا عشریہ
میں بایں عبارت افادہ فرماتے ہیں کہ پیروان اصحاب ثلثہ را آفرین کہ این وجوہ ثلثہ اگرچہ بدولت اقبال عثمانی ہمگی
خالی از لطف نیست اما وجہ دوم بسیار لطیف واقع شدہ و از آن کمال محبت و اعتقاد گویندہ اش نسبت بخلیفہ می تراود
چہ این قائل حضرت عثمان را بسبب اینکہ امیر مؤمنان بود مالک تمام روی زمین و جمیع اقطار ارضین گردانیدہ است و ہر
شہر و منزل را منزل و شہر وی ساختہ و بزعم این سنی سرور امم و رسول اکرم و علت غائیہ ایجاد عالم ایں مرتبہ رفیعہ را شایستہ
نابشتجنین جلیلین ہم رسد و سببش ظاہر این است کہ امارت بحسب لغة و عرف دولت و مال را میخواہد و جاہ و
جلال و دقبالیکہ اہل حضرت کیلون منزلت جناب خلیفہ ثالث داشتند نہ بدست پیغمبر اطہر آمدہ و نہ نصیب کسی از صحابہ
کبار شدہ بود پس حقیقت امیر المؤمنین ایشانند نہ دیگری انتہی کلامہ الشریف پس اگر شافعی نے شاید بپاس خاطر
خلیفہ ثالث کی قصر کو معصیت جانا ہو تو مضایقہ نہوگا اب میں کہتا ہوں کہ اپنی جمیع کتابوں کو اہل سنت کی
ملاحظہ کیجیے کہ احادیث موضوعہ بہت سے موجود ہیں جیسا کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اعتراف اسکا
کیا ہے اور کہا وضعت البكرية لصاحبها احاديث نحو لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر
فانه وضعوه في مقابلة حديث الاخاء ونحو سد الابواب فانه كان لعلي ع فقلبته البكرية الى
ابي بكر ونحو ائتوني بدواة وبياض اكتب لابي بكر كتابا لا يختلف عليه اثنان فانهم وضعوه في مقابلة
الحديث المروي عنه في مرضه ائتوني بدواة وبياض اكتب لكم كتابا لا تضلون بعده ابدا فاختلفوا عنده
وقال قوم منهم لقد غلبه الوجع حسبنا كتاب الله ونحو حديث انا راض عنك فهل انت راض عني

یعنی وضع کیا ہی فرقہ بکریہ نی واسطی صاحب اپنی کی بہت سی احادیث مثل حدیث لوکنت متخذا الخ کی کہ اس فرقہ نی
وضع کیا ہی مقابلہ حدیث مواخات کی یعنی برادر کرنا حضرت رسولخدا کا حضرت علی علیہ السلام کی تئین اور مانند سدالابواب
کی کہ یہہ مخصوص واسطی حضرت علی علیہ السلام کی تہا اور بکریہ نی واسطی ابوبکر کی وضع کیا ہی اور مانند ائتونی بدوات
وبیاض اکتب لابی بکر کتابا الخ کی کہ وضع کیا ہی اونہون نی مقابلہ اوس حدیث کی کہ مروی آنحضرت سی ہی کہ اپنی مرض
مین فرماتی تہی لاؤ دوات وبیاض تا نامہ لکہو نین واسطی تمہاری کہ گمراہ ہو بعد اوسکی اور مانند حدیث انا راض فمنک
الحدیث انتہت ترجمہ اسیطرحسی بہت سی حدیثین اہل سنت وجماعت نی فضیلت اصحاب ثلثہ مین ذکر کی ہین اور اپنے
محل مین مذکور ہین اب علمآء امامیہ رضوان اللہ علیہم پر یہہ طعن کرنا کہ خلاف واقع کی مسائل مین غلطی کرتی ہین
سراسر بیجا ہی اور اسکی تمہاری مرشد ہین کہ احادیث کو فضایل اصحاب ثلثہ مین وضع کرکی ذکر کرتی ہین اور یہہ جو آپنے
فرمایا کہ ان دونو کتابونمین نام ابیطالب کا نشان نہین پس یہہ فرمانا آپ کا واسطی چہپانی رسوائی بخاری ومسلم کی
ہی کیونکہ یہہ دونو راویان کفرہ فجرہ سی روایت کیا کرتی ہین حیرت ہی کہ آپ ان دونو کتابونکو ملاحظہ نہین فرماسکے
نشان ان دونو کتابونمین نام ابیطالب کا ہی مگر چونکہ علمآء محدثین اہلسنت حذف اور اسقاط اور تحریفات احادیث
مین کیا کرتی ہین اس جہت سی روایت موضوعہ مین ان آل ابیطالب لیسوا باولیآء کی کہ راوی اسکا عمرو بن عاص
ہی لفظ ابیطالب کو حذف کیا ہی اور بعض شراح نی ابی البیاض اور بعض نے ابی العاص اور بعض مصنفین نے ابیطالب
ذکر کیا ہی پس حکم کرنا آپ کا کہ نام ابیطالب کا واسطی نہین ہے غیر مسلم ہی ابن ابی الحدید نی کہا ہی اما عمرو ابن العاص
فہو ہی عند الحدیث الذی اخرجہ البخاری والمسلم فی صحیحہما مسندا متصلا بعمرو بن العاص قال سمعت
رسول اللہ یقول ان آل ابیطالب لیسوا باولیاء انما ولی اللہ وصالح المؤمنین انتہی کلامہ اسی طرحسے
ابن حجر نی بہی اس روایت کو ذکر کیا ہی حیث قال قال ابوبکر بن العربی فی سراج المریدین کان فی اصل
حدیث عمرو بن العاص ان آل ابیطالب فغیر الی فلان انتہی اور مخفی نہ رہی کہ عمرو بن العاص عداوت جناب امیر المؤمنین
علی علیہ السلام سی بہت رکہتا تہا اسلئی یہہ روایت اوسنی وضع کی اگر آپ سند ثابت کی چاہتی ہون کہ
بخاری اور مسلم راویان ملاحدہ سی روایت کیا کرتی ہین اور بنای اعتقاد اور اعمال اپنی کو اوسی پر چہوڑتی ہین
تو گوش ہوش سی سنئی کہ ابن ابی الحدید نی ذیل خطبہ حضرت علی کی کہا ہی فنظرت فاذا لیس لی معین الا اہل او سکا
یہہ ہی کہ شیخ ہماری ابو القاسم بلخی نے فرمایا کہ عمرو بن العاص ہمیشہ ملحد رہا اور ہرگز الحاد اور زندقہ مین تردد نہین
کرتا تہا اور معاویہ مثل اوسکی تہا بس ہم ایسی پوچہتی ہین کہ بخاری کو کیا ضرورت تہی کہ ایسی راوی سی روایت

کری اور اپنی اعتقاد کو اوسپر چھوڑی اور یہی بخاری عمران بن حطان سے روایت کیا کرتا ہی حالانکہ وہ رئیس خوارج
کا تھا ابن ملجم لعین کے مدح کیا کرتا تھا چنانچہ صاحب عینی شارح صحیح بخاری نی ملجم [illegible] اور اوسکی مدح میں کئی بیت
لکھا ہی کہ عمران بن حطان کان رئیس الخوارج وشاعرهم وهو الذی مدح ابن ملجم قاتل علی بن ابیطالب
بالابیات المشهورة اور مطابق حدیث خیر الانام الخوارج کلاب النار بخاری کو کیا ضرورت دامنگیر ہوئی کہ اس خارجی
بی باک اور سگ ناپاک سے روایت کری اور اوراق کتاب کو ایسی لعین خبیث کی روایت سے آلایش دی البتہ شارح
عینی نے انصاف کیا حیث قال فی الفصل المذکور لیس للبخاری حجة فی تخریج احادیثه ومسلم لم یخرج
حدیثه وای وقار لصدق اللهجة فقد افحش فی الکذب فی مدح ابن ملجم اللعین والمتعبد کیف یفرح
بقتل مثل علی بن ابیطالب حتی یمدح قاتله اور بخاری نی معاویه علیه ما علیه سے بھی روایت کیا ہی حالانکہ قباحت
اعمال معاویہ کی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے ربیع الابرار میں ہی [illegible] معاویه علی المنبر فقال یا ایها الناس
ان الله خلق [illegible] فما تلک الناس [illegible] فقام صعصعة بن صوحان فقال
اما بعد فان خروج [illegible] فی [illegible] علی المنبر بدعة انتہی مختصر مضمون یہہ ہی کہ ایک روز منبر پر معاویہ
[illegible] کو عظیم معاویہ سے سرزد ہوا نہایت بیحیائی سے شرم نکیا عذر بدتر از گناہ دیکھلایا کہا ایہا الناس حق سبحانہ تعالی
نی ارواح کی تعیین [illegible] پیدا کیا ہی پس قدرت ضبط کی نہیں رکھتی ہیں پس صعصعہ نے اوٹھ کر کہا کہ خروج ریح کا
بیت الخلا میں طریق جاری ہے اور منبر پر بدعت ہی اور طرفہ یہہ ہی کہ حافظ شمس الدین کتاب مغنی میں روایت کی
ہی فی الضعفاء والمجاهیل واصحاب اللین هکذا جعفر بن محمد بن علی بن الحسین الهاشمی ابو عبد الله
ثقة لم یخرج له البخاری یعنی بخاری نی حضرت سے روایت نہیں کرتا اور ذہبی نے کتاب میزان میں بیان
جعفر بن محمد بن علی بن الحسین الهاشمی کی لکھا ہی ابو عبد الله احد الائمة الاعلام بر صادق کبیر الشان لم یحتج
به البخاری ای مسلمان صاحب انصاف روح پاک [illegible] کی انصاف فرمائیں کہ بخاری امام برحق ناطق جناب
جعفر صادق علیہ السلام سے احتجاج نکیا اور عمران بن حطان مادح قاتل امام الانس والجان سے روایت کی آیا اوسکے
زعم میں امام ابن امام ابن امام ابن امام ابن امام کذاب تہی معاذ الله اور قاتل امیر المومنین صادق اللہجہ تہا تاآنکہ جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام کو اصحاب ثلثہ کا محب تہا اور عمران بن حطان کو دشمن حضرت امیر المومنین اور دو
ہر سہ خلفاء راشدین کا پایا تو اسکی کیونکر روایت نکرتا اور اونسے نقل کرنے میں کسطرح مطمئن رہتا کر
سب قبول کرینگی اور کتاب [illegible] مجلسی میں کہ [illegible] مشہور ہی اسطرح سے ہے کہ بخاری فی صحیح بخاری میں

مین ایک ہزار دو سو خوارج سی روایت کیا ہی بالجملہ یہہ قصہ روایت کا بہت دور و دراز ہی محتاج تفصیل کا ہی
معقول مطولات ہی اور ظاہر ہی کہ آپ سی عیب پوشی بخاری کے نہو سکیگی مگر آپنے علمأ امامیہ پر جو اتہام باندہا اسکی
بازپرس سے غافل نہ رہئی خدا اسکی سزا آپکو دیگا اور ہرگز آپکے گناہ نبخشیگا ٭ جزاہ اللہ عنی عدی بن حاتم
جزآء الکلاب العاویات وقد فعل ٭ **قال الناصب الغوی اللئیم** ہی یہہ بات کہ یہہ حدیث متعۃ الحج کی
مین ہی لیکن عبد اللہ نی کیون اپنی باپکے حق مین بیہودہ اعتنائے کی جواب اسکا یہہ ہی کہ وہ شامی عامی تہا تفصیل
تمتع کی نہ جانتا تہا سمجہا کہ مطلق تمتع حرام ہی اور محرم اوسکی حضرت عمر ہین اسواسطی جب عبد اللہ نی بیجے اوسکی
جواب مین مطلقا فرمایا کہ یہہ حلال ہے اوسنی بطریق اعتراض کی کہا کہ ان اباک قد نہی عنہا تب عبد اللہ نی اوسکے
ساکت کرنیکو کہا کہ ارایت ان کان ابی نہی عنہا وصنعہا رسول اللہ صلعم امر ابی تتبع ام امر رسول اللہ صلعم تب کہا
اوسنی بل امر رسول اللہ پس کہا عبد اللہ نی لقد صنعہا رسول اللہ صلعم گویا اوسکو الزام دیا کہ جس تمتع کو رسول اللہ صلعم
کرتی تہے وہ تو اسکا شامی ہی ہے میری باپنے کیونکر حرام کیا پس معلوم ہوا کہ یہہ ارشاد عبد اللہ کا اوسکی اسکات
کو تہا کچہہ بے اعتنائی کی طور پر نہ تہا اب جیسے متعۃ النسا کی تحریم کی طعن سی حضرت عمر بری الذمہ ہی ایسی متعۃ الحج
کی طعن سے بری الذمہ ہین ہ حق پر کیونکر ہون یہان حق ہے میری ساتہہ رہا ٭ فللہ الحمد کہ یہہ معرکہ بہی ہاتہہ آیا
اقول بفضل اللہ العلیم ہی ثابت ہو چکا کتب احادیث سنیہ مین روایت حلت متعہ کی عبد اللہ بن
عمر سے منقول ہے پس بیہودہ سرائی آپکی بیجا ہی بڑی حیرت کی بات ہی کہ اوس خلف رشید نے یہہ نہو کہی بار
اس مقام پر کی خلیفہ زادہ سنیان کو لازم تہا کہ تفصیل اسکی اوس شامی کو بتلا دیتی نہ یہہ کہ دونو معنیونکو
متعۃ الحج کی خلط کرکی اوسکو دہوکہا دیتی اور آپکو لازم ہی کہ دلیل اثبات اس امر کی لائی کہ وہ سائل شامی
عامی تہا تفصیل تمتع کی نہ جانتا تہا اور نہین تو آپکی خامی ہے کہ اوس شامی کو عامی قرار دیتی ہین اور حقیقت
تو یہہ ہی کہ آپ اپنی کتابونکو ملاحظہ نہین فرما سکتی بسبب قصور عدم ملاحظہ کتب معتمدہ اہل سنت کی دہوکہا
کہاتی ہین فاضل رشید نے شوکۃ عمریہ مین کہ جواب بارقۂ ضیغمیہ ہے اسطرحسی لکہا ہی کہ این اختلاف ابن عمر با حضرت
عمر از قبیل اختلاف مجتہدین فیما بینہم در مسایل اجتہادیہ است انتہی پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ درمیان
بیٹی اور باپکے اختلاف تہا پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ اوس مرد شامی کو ابن عمر نی الزام دیا ہو اور صاحب ضربت
حیدریہ نی صاحب شوکۃ عمریہ کو اسطرحسی مجحوج کیا ہی اما ارباب انصاف بمقابلہ پیغمبر خدا صلعم اجتہاد را مطلقا روا
نمیدارند بلکہ آنرا کفر می انگارند انتہی کلامہ الشریف چونکہ یہہ مقام تفصیل کو چاہتا ہی اور یہہ مختصر لایق اسکی نہین

کہ اس مقال کی تفصیل ہو اسکی محل ہے کہ کتاب احقاق الحق اور عماد الاسلام وغیرہ مین دیکھہ لیجیی پس خلیفہ ثانی متعۃ النساء

اور متعۃ الحج کی تحریم سی قیامت تک بری الذمہ نہونگی کہ رنگی نشستن نگرد و سفید **قال مولانا المجتہد البحری**

بالتکریم اور صحیح مسلم وغیرہ مین لکھاہی کہ جابر بن عبد اللہ نی فرمایا کہ ہم متعہ کرتی تہی مدت تک عہد پیغمبر خدا مین اور

عہد ابو بکر مین بعوض ایک مشت خرمی کی یا آٹی کی تاوقتیکہ منع کیا اوس سی عمر نی بیچ مقدمہ عمرو بن حریث کی اس

روایت سی معلوم ہوتا ہی کہ اصحاب میں متعہ کرنا زمانہ آنحضرت مین تہا اور تمام عہد ابو بکر اور اوائل عہد عمر مین قبل

منع کرنی کی جاری تہا پس صاحب انصاف کو اسیقدر کافی ہے اور بحث و جدال کا کچھہ ٹھکانا نہین فقط و ہو العالم انتہی

کلامہ الشریف **قال الناصب الغوی اللئیم** جابر بن عبد اللہ نی جواز متعہ کی روایت کی فتوی جواز کا نہین

دیا خود علامہ زمان والا بار قصیمی مین باین عبارت افادہ فرما چکی ہین کہ روایت کردن چیزی مستلزم فتوی

راوی بمضمون آن نیست انتہی کلامہ السخیف **اقول بفضل اللہ العلیم** اس مقام پر مضامین آپ کی عبارت

کی بالکل پوچ اور واہی ہین اسواسطیکہ جب جابر نی کہا کہ ہم متعہ کرتی تہی رسول خدا کی وقت مین اور

ابی بکر کی وقت مین یہانتک کہ عمر نی اوسی منع کیا تو مقصود ہمارا کہ اثبات حلت اس عمل کی اوس زمانہ مین

تہی ان بزرگ کی خبر سی ثابت ہوا اسمقام مین اونکی فتوی کی ضرورت نہین خبر و حکایت اونکی باعتبار

صدق لہجہ و ایمان و عدالت کی کافی ہے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نی کتاب شرح مشکوۃ کی کتاب الصید

والذبائح مین لکھاہی مذہب اصح آنست کہ اگر صحابی گوید کہ ما میکردیم چنین در زمان شریف آنحضرت این در حکم

رفع است زیرا کہ ظاہر اطلاع آنحضرت و تقریر اوست بر آن انتہی پس معلوم ہوا کہ یہہ متعۃ النساء تمام عہد ابو بکر

اور عہد خلیفہ ثانی مین ماجرای عمر بن حریث تک جائز تہا محرم اسکی حضرت عمر ہین اور جناب سلطان العلماء نی

جو حدیث جابر بن عبد اللہ کی زیب قسم فرمائی ہی تو وہ فقط ثبوت اس امر کی لئی ہے کہ متعۃ النساء عہد پیغمبر خدا

اور عہد خلیفہ اول اور عہد خلیفہ ثانی مین ماجرای عمر بن حریث تک جائز تہا بعد اسکی عمر نی منع کیا انہی عنہا انتہی

انیکون ذلک فرعا ای فساد ابراہیم سی روز خلیفہ ثانی نی متعۃ النساسی ممانعت کی سو الحمد للہ کہ ثبوت دعوی

کا بخوبی ہو گیا حقیقت حال یہہ ہی کہ عینی شارح صحیح بخاری نی باب غزوہ خیبر مین ابو سعید خدری اور جابر سے

روایت کی ہے کہ انا تمتعنا الی نصف من خلافۃ عمر حتی نہی عمر الناس فی شان عمر بن الحریث ضداد بدالی

سی انکا مطلب ہی کہ ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ انصاری تو اصحاب جلیل سے تہی اور بمقولہ عبد الحق

دہلوی اون دو صحابیونکو حلت متعہ سی اطلاع تہی اور رواج اوسکا زمانہ شیخین مین ثابت ہوا اور حرام

حرام کرنا خلیفہ ثانی کا بھی بروایت انہیں اصحابون کی معلوم ہوا اور بمقتضای کلہم عدول اجماع اونکی عدالت پر ہوا لہذا
با اتفاق اونکو فاسق اور مرتکب زنا نہیں کہہ سکتے پس ظاہر ہوا کہ خلیفہ جی نے خود حرمت متعہ کو اختراع کیا اور پہلے لوگوں
کی وقت مین اسکا رواج بخوبی تھا ہذا ماحصل ما فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام فابصروا بعین الانصاف و تجنبوا
عن الاعتساف **قال الناصب الغبی اللئیم** سچ ہی یہہ کیونکر ہو سکتا ہی حالانکہ روایات تجسیم
تشبیہ جو خلاف ضروریات دینیہ کتب شیعہ مین حد سی زیادہ موجود ہین چنانچہ کلینی نی ابی عمارہ سے
روایت کی ہی کہ اوسنی کہا سمعت امیر المؤمنین یقول انا ید اللہ جنب اللہ اور اوسی کتاب مین اسود بن
سعید نی ابی جعفر علیہ السلام سی روایت کی کہ نحن لسان اللہ نحن وجہ اللہ نحن عین اللہ وعلی ہذا القیاس پس
معلوم ہوا کہ روایت کی مستلزم فتوی کو نہین ہوتی ہے چو کار بفضولی می برآید ہ مراد روی سخن گفتن نشاید
انتہی ملخصا **اقول بفضل اللہ العلیم** یہہ بیہودہ گوئی اور افترا پردازی آپکی فریب عوام کی واسطے
ہی اسلئے کہ ان روایات سی تجسیم ثابت نہین ہوتا ید اللہ فوق ایدیہم تو آیہ قرانی ہے اور حضرت امیر المؤمنین امام المتقین
ید اللہ اور اسد اللہ مشہور ہین کہ علماء فریقین اسکا انکار نہین کر سکتے معلوم ہوتا ہی کہ مجاز اور حقیقت مین آپ کو
تمیز حقیقت مین نہین ہوا جیسا کہ کہتی ہین کہ قران مجید خدا کی زبان ہے تو کیا حقیقت مین اللہ کی زبان ہے
بلکہ مراد اوس سی یہہ ہی کہ اوس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سی قران مجید کو پیغمبر کی پاس بھیجا حقیقت حال یہہ ہے
کہ چونکہ کینہ دیرینہ خاندان رسالت سی وراثۃ عن الغادرین الخائنین آپکی دلمین ہے آپ چاہتی ہین کہ فضائل
اور مناقب ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا کی بالکل صحائف اور سفائن سی محو و ملغی ہو جائین لیکن واللہ متم
نورہ ولو کرہ المشرکون ہان آپکے مذہب کے کتابون مین البتہ روایتین تجسیم کی بتصریح موجود ہین جیسا کہ
غنیۃ الطالبین مین لکھا ہی کہ اہل سنت اعتقاد کرتے ہین کہ حقتعالی نے اپنی پیغمبر کو کہ برگزیدہ ہین سب
پیغمبرون سی ساتھ لیکر اپنی عرش پر روز قیامت مین بیٹھیگا الماوردی عن عبد اللہ بن عمر عن النبی فی
قولہ عز و جل عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا قال یجلسہ معہ علی السریر اور صحاح نی لکھا ہی ایک
حدیث مین اذا کان یوم القیمۃ نزل الجبار علی عرشہ وقدماہ علی الکرسی ویوتی بکم فیقعد بین یدیہ
علی الکرسی ہی اسی طرح سی صدہا روایتین تجسیم اور تشبیہ کی کتب معتمدہ اہل سنت مین مذکور ہین انشاء اللہ تعالی
اگر زمانہ فرصت دیتا ہی تو ایک کتاب علیحدہ اس باب مین تالیف کرونگا اور آپکے خدمت مین بطور تحفہ بھیجونگا اگر
آپکو بہت شوق ہو تو صوارم الالہیات اور حدیقہ سلطانیہ و تقلیب المکاید وغیرہ مین ملاحظہ فرمائے

ارشاد فرماتی ہیں بعد از آن احتمال رجوع بعد از ماجرای ابن الزبیر نقل نمودہ و عقل ہیچ عاقل باور نمیکند کہ با وصف
کمال اختصاص و تلمذ و صحبت آنحضرت از نہی جناب رجوع از حل متعہ نکردہ تا زمان ابن زبیر و آن اصرار و رزد
و بعض خود راجع و تائب از آن شود ان ہذا مما یستحیلہ العقول انتہی کلام شریف علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ یہ قول
باطل آپکے زمانہ ہی پیغمبر سے زمانہ نصف خلافت عمر تک عرصہ بہت ہوا کم سے کم دس گیارہ برس تو ہی ہونگی اتنی مدت
دراز تک مطلع ہونا اصحاب کا متعذر ہی ہاں یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ بعض خلیفہ ثانی کی کوئی صحابی جو نکو اطلاع نہ رہی تھی
مگر قول فخر الدین رازی کا تفسیر کبیر میں ثم قال رجل برأیہ ما شاء خلیفہ جی کے اطلاع کو وہم ہم کر رہا ہی اور یہی اگر
پیغمبر خدا نے متعہ کو حرام فرمایا ہوتا اور اصحاب کی اس مدت دراز تک اطلاع نہوتی تو ارشاد فیض بنیاد جناب ولایت مآب
لولا نہی ابن الخطاب عنہا ما زنی الا شقی یعنی اگر عمر متعہ کو منع نکرتا تو زنا نہ کرتا مگر شقی اور بدبخت کہ تفسیر در منثور سیوطی
اور تفسیر ثعلبی وغیرہ میں موجود ہی بلا معنی و مہمل ہو جاتا اور رجوع حضرت ابن عباس کا جو آپنے فن حدیث میں صحیح
اپنی کتاب سے نکالکے استدلال لائے ہیں باطل و بے بنیاد ہیں کئی دلیلیں اس بات کی کہ حضرت ابن عباس تا دم مرگ
متعہ کو حرام جانتی تھے اور رجوع وہ نہیں فرمایا سابق میں ذکر کر چکا ہوں عاقل منصف کے لیئے ہی کافی ہیں مگر
بمقام کل جدید لذیذ دو ایک دلائل یہاں بھی ذکر کرتا ہوں اول یہ کہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں تفسیر آیہ
فما استمتعتم میں دو قول نقل کئے ہیں بعد قول اول کے سطر چہار لکھا ہی القول الثانی ان المراد بہذہ الآیۃ
حکم المتعۃ وہی عبارۃ عن ان یستاجر الرجل المرأۃ بمال معلوم الی اجل معین فیجامعہا واتفقوا علی انہا
کانت مباحۃ فی ابتداء الاسلام روی ان النبی لما قدم مکۃ فی عمرتہ تزین نساء اہل مکۃ فشکا اصحاب الرسول
طول العزوبۃ فقال استمتعوا من ہذہ النساء واختلفوا فی انہا نسخت ام لا فذہب السواد الاعظم
من الامۃ الی انہا صارت منسوخۃ وقال السواد منہم انہا بقیت مباحۃ کما کانت وہذا القول
مروی عن ابن عباس وعمران بن الحصین انتہی اور سابق میں جو حدیث ابن عباس کی سطر چہار مذکور ہو چکی
ہی ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ہذہ الامۃ ولولا نہی عمر عنہا ما زنی الا شقی اور عمران بن حصین کے
روایت جو ذکر کی گئی ہے کہ لم ینہ عنہا حتی مات تو یہ مؤید قول فخر رازی ہے اور حاصل مضمون عبارت فخر رازی
یہی کہ قول دوسرا یہ ہے کہ مراد اس آیہ سے حکم متعہ ہے اور متعہ عبارت ہی اس سے کہ اجارہ میں لے مرد عورت کو ساتھ
مال کے مدت معین تک پس جماع کرے ساتھ اس عورت کے اور اتفاق تمام امت کا اس امر پر ہی کہ متعہ مباح تہا
ابتداء اسلام میں چنانچہ روایت ہی تحقیق کہ پیغمبر خدا جبکہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے واسطے عمرہ کی تو زنان مکہ

عالم کے دعا فرمائے تھے اگر نسخ متعہ کا ہوتا تو اونکو کیونکر معلوم نہوتا اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے جو
روایت ذکر کیا ہے سوا اسکے کہ محمول بر تقیہ ہو عقل عاقل کیونکر قبول کر سکتی ہے کہ جناب لا یتماب سطر سے ارشاد فرماتے
ہین لولا نہی ابن الخطاب عن المتعۃ ما زنی الا شقی جیسا کہ در منثور سیوطی وغیرہ مین مذکور ہے اور جناب امام سجاد ناطق کلام
جد امجد اپنے کی کیونکر فرماتے کہ ہی لنا بسنہ هذا بهتان عظیم لا یتقبلہ عقل سلیم و طبع مستقیم و بعد التسلیم
والتنزل فالمعنی هی لنا عند اهله کذا فی الضربۃ الحیدریۃ تہ انتہاے حیرت ہے کہ دل آپ کا تعصب اور عناد سے مانند
پتھر کے سخت ہو گیا ہے کہ باوجود ان دلائل ظاہرہ اور براہین باہرہ کے کچھہ خیال مین نہین لاتی سہ موم سمجھے تھے تیرے دل کو
سو پتھر نکلا ٭ وہ موم ہے ابن حجر کے تو برابر نکلا ٭ قال مولانا المجتہد العصری بالتکریم بعد لکھنے جواب استفتا
کے اضافہ کرنا بعض مضامین کا مناسب معلوم ہوا سیوطی بطور خاتمہ کے لکھا گیا کہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا
مین بیچ فصل اولیات عمر کے لکھا ہے کہ عمر پہلا وہ شخص ہے کہ جسنے پڑھنا تراویح کا ماہ رمضان مین مقرر کیا اور پہلا
وہ شخص ہے کہ جسنے متعہ کو حرام کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آخر عہد ابو بکر تک تراویح نہ تھی اور متعہ حلال اور جاری
تھا کسواسطے کہ اگر متعہ عہد جناب رسالتماب ؐ مین حرام ہو گیا تھا تو عمر پہلے حرام کرنیوالے نہ ٹھہرتے اور تمام عہد ابو بکر
اور بعض عہد عمر مین جاری کیونکر رہتا اور اکثر صحابہ مانند جابر ابن عبد اللہ انصاری وغیرہ کے کیوں متعہ کرتے
قال الناصب الغوی اللئیم یہہ عجب نا انصافی کی بات ہے کہ جواب پائی جاتی پھر بات بنائی جاتی با تفاق
اہل سنت اور بتصریح ابی والد بزرگوار کی کتاب حسام سے معنی تحریم اور تحلیل کے ملاحظہ کر چکے کہ مراد اوس سے اخبار
یا اظہار ہے پھر استدلال بما بنا فی القائل او تجشم بیحاصل کے کیا معنی مقصود سیوطی کا اولیات سے اول من اخبر بحرمۃ المتعۃ
یعنی عمر اول وہ شخص ہے کہ جسنے حرمت متعہ کی خبر دی اور اسیطرح معنی اول من سن قیام شہر رمضان ہے یعنی عمر
اول وہ شخص ہے کہ جسنے سنت تراویح کو ظاہر کیا اسواسطے کہ کتب احادیث اہل سنت مین بتواتر ثابت ہے کہ اصل
تراویح کی پیغمبر سے ہے کہ خلاف اون نفلوں کی تین شب آپنے اوسکو بجماعت ادا فرمائی اور ترک مواظبت کی یہہ علت
بیان کی کہ انی خشیت ان یفرض علیکم پھر جب آفتاب نبوت نے غروب کیا تو یہہ عذر جاتا رہا حضرت عمر نے
بحکم قاعدہ اصولیہ شیعیہ سنیہ الحکم المعلل بعلۃ یزول اذا زالت علتہ اس سنت کا احیا فرمایا اسمین کیا گناہ لازم آیا
شیعون نے تو وہ چیزین نکالین کہ جنکے شرع مین کچھہ اصل نہین انتہی کلامہ السخیف اقول الفضل للہ العلیم
باطل ہے انتجہ دعوی گو یہہ عجب طرحکے ہٹ دھرمی ہے کہ منہ کی کھائی جائے اور پھر بھی باز نہ آئے دلائل
اور براہین سے ثابت ہو چکا کہ قول خلیفہ ثانی مین تحریم سے مراد اخبار نہین ہو سکتی اور قیاس خلیفہ جی کے قول کا

قول کا ائمہ کی قول پر قیاس مع الفارق ہی کما مر شرحا اور اسی جگہہ ہے دو ایک دلیل بطور جدید بیان کرتا ہون
کہ خلیفہ ثانی کے قول مین معنی تحریم کی از روی خاصہ باب تفعیل کے کہ تحویل ہے حقیقۃ بمعنی جعل الشئ حراما کے
ہین جیسا ابواب بہو دانہ و میزانہ مین ہے اور جو خاصہ اس باب کا نسبت بماخذ ہی جیسا اخبار کی معنی مستنبط ہوتے
ہین مثل فسقتہ کی یہان مراد نہین ہو سکتی اور قول ائمہ جو حسام مین منقول ہے نحن المحللون حلاله والمحرمون حرامه
اوسمین اصلا معنی تحویل مراد نہین ہو سکتی وہان نسبت بماخذ کی معنی مراد ہین دلیل اول یہہ ہی کہ اگر معنی تحریم کی خلیفہ
ثانی کی قول مین اظہار اور اخبار کی ہوتے تو اہل بصرہ کہ اہل لسان اور واقف محاورہ عرب ہے اسکی خلاف کیون سمجھتے
چنانچہ محاضرات راغب اصفہانی مین مذکور ہی کہ یحیی بن اکثم نی ایک شیخ بصرہ سے کہا تو متعہ کو حلال جانتا ہی مین کس
شخص کا پیرو ہی شیخ بولی کہ مین حضرت عمر کا پیرو ہون تب یحیی بن اکثم نے تعجب سے کہا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہی حال
آنکہ عمر تو اوسکے حرام کرنے مین بہت سخت تہا شیخ بصری نی کہا روایت صحیح مجہکو پہونچی ہے کہ عمر نی منبر پر
چڑہ کر کہا ہی متعتان کانتا الخ پس مین گواہی عمر کی اوسکی حلت پر قبول کی اور اوسکی حرام کرنیکو نہین مانتا
ہون انتہی اہلسنت کی خدمت سراپا شوکت مین عرض ہی کہ انصاف سی غور کیجئے نہ کرین تحکم کو چہوڑین اور دیکہین
کہ شیخ بصری اہل زبان عارف لغت عرب نے خلیفہ جی کو حرام کرنیوالا متعہ کا ٹہرایا نہ خبر دینی والا اور یحیی بن
اکثم کی سکوت سی بہی ثابت ہوتا ہی کہ اوسنی بہی اس لفظ سی دوسری معنی کے سمجہنے کی گنجایش نہ دیکہکر سکوت کیا
اب آپ کی مثل آپکے مرشد و پیر اور آپ پر صادق آتی ہے کہ جواب بانی بہائی بات بنائی جائے ہم بات نہین
بناتے تم ہی بات کو بگاڑتے ہو اسلیے کلوکجروی سے روکتی ہین اور یہہ حدیث بہت مشابہت رکہتی ہے اوس
حدیث سی کہ جو صحیح ترمذی مین درباب قصہ مرد شامی و خلیفہ زادہ سفیان کی مذکور ہو چکی مجہکو اسکا ڈر نہین ہے
کہ آپ اپنی عادت موروثی پر آکی کہین گے کہ یہہ حدیث متعۃ النسا دین محاضرات راغب اصفہانی مین نہین ہے
کیونکہ اگر آپ اس سے منکر ہونگی تو اور کتابین آپکے بہت موجود ہین جس سے ہمارا ادعا ثابت ہی والمنۃ لقد المنان
وہو المستعان دوسری دلیل یہہ کہ اگر معنی اول من حرم المتعۃ کی یہہ ہون کہ اول من اخبر بحرمۃ المتعۃ اور معنی اول من
سن قیام شہر رمضان کی یہہ ہون کہ عمر اول اوس شخص کا ہی جسنی سنت تراویح کی خبر دی تو ظاہر ہی کہ وہ اول
خبر دینی والی اور اظہار کرنیوالی آپکے مذہب کے موافق نہین ہین اسلیئے کہ پہلی ظاہر کرنیوالی اور اول خبر دینے والے
تو اہلسنت کی نزدیک خود پیغمبر خدا ہین اور جبکہ رسول خدا اول خبر دینی والی اوسکی حرمت کے ٹہری تو خلیفہ
جی کیونکر اول ٹہرینگے اب فرمائیے کہ مقصود سیدہو کا اولیات سی کیا ٹہرا اسلیے حقیقی مراد ٹہری یا مجازی

جواب اسطرحسی لکھا ہی کہ ہرگاہ خلیفہ ثانی کا ارشاد ہی بنا بر ایسی ہی مصرحتی ہوا اکو سا اور بیان میں واقع ہوا بسبب
سہو اجتہاد او نکا شب گردی پر متنبہ ہو گیا میں کہتا ہوں کہ وہ اہل اجتہاد سی نہ تہی بالفرض اگر اہل اجتہاد سی بہی ہون
تو اجتہاد فعل حرام میں خلاف کتاب اللہ اور سنت رسول صلعم کی کہان جائز ہی ہان اگر آپ یہہ کہیں گی کہ تینون
آیتیں مثل متعہ کی منسوخ ہیں تو یہہ آپکا حیلہ قدیمی اور بہت کہنہ ہی بات یہان نہیں چل سکتا کیونکہ حضرت فاروق
نی بہی ان تینون آیتونکو منسوخ نہیں کیا ہی اور نہ قرآن واحادیث ان کی ناسخ ہیں ہذا ما ینبغی فی ہذا المقام بفضل
العقل الملہم والحب خلص الخالدون من اہل الایمان ان ینظر بعین الامعان ویجتنبوا عن مکابرات
ذوی الاذناب من اہل الاضغان قولہ سوم یہہ کہ کتب اہل سنت میں بتواتر ثابت ہی اقول عاقل غیر متعصب
سے مخفی نہین کہ تراویح بدعت محرمہ ہی کما سال اہل الکوفۃ من امیر المؤمنین علی علیہ السلام ان ینصب لہم اماما یصلی
بہم نافلۃ شہر رمضان لما اجتمعوا فزجرہم وعرفہم ان ذلک خلاف السنۃ فترکوہ واجتمعوا لانفسہم
وقدموا بعضہم فبعث بہم ابنہ الحسن فدخل علیہم المسجد ومعہ الدرۃ فلما راوہ تبادروا الابواب
وصاحوا واعمراہ اب ہوش کی آنکہیں کہولی انصاف سی ملاحظہ فرمائی تعصب بیجا کو بر طرف کیجئے کہ رسولخدا نی جس کام کا
حکم نہ فرمایا ہو اور جناب امیر علیہ السلام نی اوسکو خلاف سنت فرمایا ہو تو اوسکا عمل میں لانا باطل ہے یا نہیں اور طرفہ
یہہ ہی کہ فاضل روزبہان نی اسکی جواب میں اسطرح بیموقع وبیمحل لکھا ہی کہ اگر یہہ صحیح ہو تو جایز ہی کہ اجتہاد حضرت
امیر المؤمنین علیہ السلام کا منع کی طرف ہو گیا ہو سو اسلیئے کہ مقام اجتہاد کا ہی اور اعتراض مجتہد پر جسوقت کہ خلاف مجتہد کے
کری نہیں ہی اہل انصاف سے کہتا ہون کہ کیا وجہ ہی کہ معاندین اہل سنت ارشاد امیر المؤمنین علیہ السلام پر عمل نہیں
کرتی ہیں اور اجتہاد خلیفہ ثانی کو مانتی ہیں حالانکہ پیغمبر خدا صلعم نی ارشاد فرمایا ہی اقضاکم علی اور یہ ظاہر ہی کہ قاضی کو
اقضی پر فاضل ترجیح نہیں دی سکتا چہ جائیکہ قاضی ہونا نہ ہو یا ہی تیمم کی مسئلہ سی اور کلالہ کی تفسیر سے ظاہر ہی علاوہ
اسکی حدیث صحیح مقبول فریقین ہی کہ آنحضرت صلعم نی فرمایا کہ میں دو چیزیں گران درمیان امت کی چہوڑی ہیں ایک
کتاب خدا دوسری عترت طاہرہ اگر دونون پر عمل کروگی تو ہرگز گمراہ نہوگی میری بعد پس معلوم ہوا کہ متمسک ثقلین
شیعہ اثنا عشریہ ہیں کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی قول کو مانتی ہیں اور اونکی خلاف کو نسبت تخلید نار جہنم
جانتی ہیں جامع الاصول میں کہ ناقل صحاح ستہ سی ہی انس سے روایت کی ہی کہ حاصل مضمون اوسکا یہہ ہی وہ کہتا
ہی تحقیق کہ رسولخدا نماز پڑہتی تہی رمضان مبارک میں اور میں اونحضرت کے عقب قیام کیا بعد اوسکی ایک مرد آیا
اور سنی بہی قیام کیا یہانتک کہ ہم ایک گروہ ہو گئی پس ہرگاہ کہ معلوم ہوا رسولخدا صلعم کو کہ میں اونکی عقب کہڑا

اور بالِ الائمة الهداة الهام الکرام اور اثبات بدعت تراویح میں خود فاروق کا قول بدعة نعمت البدعة جیسا کتب معتمدہ اہل
سنت احیاء العلوم للغزالی اور اختلاف الفقہاء للطحاوی و المسند لاحمد بن حنبل و کتاب الکبری لابی طیب الطبری الشافعی وغیرہا
لا یخفی میں مذکور ہے کافی اور وافی ہے اور ابن ابی الحدید المعتزلی نے تفسیر بدعت میں توجیہ بارد کی ہے ابطال میں اوسکے
دو چار سطریں تحریر کرنا اور اہل سنت کی خدمت میں بطور ہدیہ گذراننا مناسب ہے قال ابن الحدید وانہ لو کان صحیحا
لکنہ فی العربیة موافق بالاشعریة اما کون صلوة التراویح بدعة واطلاق عمر علیہا ہذا اللفظ فان لفظ
البدعة تطلق علی مفہومین احدہما ما خولف بہ الکتاب والسنة مثل صوم یوم النحر و ایام التشریق
فانہ وان کان مطلوبا الا انہ منہی عنہ والثانی ما لم یرد فیہ نص بل سکت عنہ ففعلہ المسلمون
بعد وفاة رسول اللہ فاذا ارید بکون صلوة التراویح بدعة المفہوم الاول فلا نسلم انہا بدعة
بہذا التفسیر والخبر الذی رواہ المرتضی غیر معروف لا یمکنہ ان یسندہ الی کتاب من کتب المحدثین
ولم یتعد علی ذلک لاسناد ولعلہ من اخبار اصحابہ من محدثی الامامیة والاخباریین منہم والالفاظ
التی فی آخر الحدیث وہی کل بدعة ضلالة وکل ضلالة سبیلہا الی النار مرویة مشہورة ولکن علی تفسیر
البدعة بالمفہوم الاول وقول عمر انہا البدعة مروی مشہور ولکنہ اراد بہ البدعة بالتفسیر الثانی انتہی کلامہ
ملخص میں بیان اسکا یہہ ہی کہ بدعت کی دو معنی ہیں ایک تو یہہ کہ کتاب و سنت کی مخالفت ہے دوسری یہہ کہ کتاب کے خلاف
نہو اور اوسمیں نہی بھی وارد نہو بلکہ اوسکی حلت و حرمت سے سکوت کیا گیا ہو پس بعد وفات سرور کائنات کی مسلمانون
نے اوسکو اختیار کر لیا ہو پس تراویح بدعت ہے مگر مطلب خلیفہ ثانی کا یہہ ہی کہ بدعت بالمعنی الثانی ہے کہ اوسمین کچھ قباحت
لازم نہین آتی اقول تزئیف کلام ابن ابی الحدید معتمدا علی اللہ الوحید اولا باختیار شق اول کے کہتا ہون کہ حسب صحاح
اہل سنت سے ثابت ہو چکا کہ حضرت نے اوس سے نہی فرمائی اور غضبناک ہوئی اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی اپنے
گھرون میں نماز پڑھا کرو کہ اس حکم سے مفہوم ہوتا ہی کہ جماعت سے پڑھنا خلاف سنت ہی یعنی بدعت معنی اول ہے ثانیا
باختیار شق ثانی کے کہتا ہون کہ کیفیت عبادات کی توقیفی یعنے منقول شارع علیہ السلام سے ہے اختراع اپنی عقل
اوسمین جائز نہین اگر ایسا ہی ہو تو لازم آتا ہی کہ اعداد رکعات نماز مسنونہ میں بہی زیادتی جائز ہو اور روزانہ
اپنی دل سے نماز کو بنا کی پڑہا کرین فاللازم باطل فالملزوم مثلہ علاوہ اسکی عدد رکعات اور کیفیت صلوة تراویح کے
کہین منقول آنحضرت صلعم سے نہین ہے پس اقتضای مرام اور انتہای کلام یہہ ہی کہ اولا اہل سنت ثابت کرین کہ صحابہ
نے باجازت حضرت کی نماز پڑہی اور ثانیا یہہ کہ فی زماننا جس طور سے نماز پڑہی جاتی ہے اوسی طور سے یہہ منقول

ہی اور نیز یہہ کہ ہر گاہ حکم فرماتا حضرت کا کہ تم لوگ نماز کو گھر وںمیں پڑہو اور غضبناک ہونا حضرت کا کتب اہلسنت سے ثابت ہوچکا تو اب اوسکی منافات اجتماع جماعت کی ساتھ بہت صریحا ثابت ہی دفع نہیں ہوسکتی فثبت البدعۃ و ہو المقصود

قال الناصب الغوی اللئیم شیعون نی تو وہ چیزیں نکالیں ہیں کہ جنکے شرع میں کچہہ اصل نہیں جیسی عید مباہلہ عید غدیر عید شجاع عید نوروز وغیرہ یہہ کیا انصاف ہے کہ آپ کو ہب ہٹ اور کو اخ تہو جو حرام ہوسنی بجائے عبادت کیطرف بلادی وہ ملعون اور مذموم ٹہری اور جو حرام سی لگادی اور عبادت سی ہٹادی وہ مستحسن اور معصوم بنی

اقول بفضل اللہ العلیم الحمد للہ کہ بعد مدت مدیدہ و عرصہ بعید کی وہ فقرہ کہ جس فقرہ کا یہہ ذرہ بیمقدار مشتاق تہا نسل اسکی کہ تشنہ مشتاق ہوتا ہی زلال کا اور مہجور مشتاق ہوتا ہی وصال کا زبان مبارک سے ارشاد ہوا مگر عید غدیر اور عید نوروز کو کیوں آپنی ذکر فرمایا فقط عید شجاع کو ذکر کیا ہوتا کہ اسی سے آپ بہت جلتی ہیں اور اسی پر آپ ہب ہٹ کر رہی ہیں اور اسپر آخ تہو ہی لاجرم آپ کو لازم تہا کہ کتب امامیہ کو ملاحظہ فرماتی تو ظاہر ہوتا کہ یہہ اعیاد جو شیعیان حیدر کرار عمل میں لاتی ہیں بدعت نہیں ہیں بلکہ از روی احادیث اہل بیت عصمت و طہارت کی ثابت ہیں اور احادیث انکی سب بعینہا احادیث نبوی ہیں اب کہئی عید مباہلہ وہ دن ہے کہ برکت خمسہ آل عبا سی نصارای نجران مغلوب محجوج ہوی مباہلہ کیا علی ولی پر نفس نبی کا اطلاق نص قرآنی سے ثابت ہوا اس سے زیادہ کیا خوشی کی بات ہوگی جس اہل اسلام اظہار فرح و سرور کرینگی اور عید غدیر وہ دن ہے جس دن پیغمبر نی لوگوں کو جمع کر کی حجۃ الوداع میں جناب امیر علیہ السلام کو اپنا جانشین کیا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آپکے خلیفہ ثانی نے تہنیت میں بخ بخ لک یا علی کہا اور آیہ اکملت لکم دینکم اسی دن نازل ہوا اور عید شجاع وہ دن ہے کہ جس سے اثر استجابت دعای مظلومہ معصومہ فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء علیہا و علی ابیہا و بعلہا و بنیہا اکمل الصلوۃ و التحیات ظاہر ہوا اور عید نوروز وہ دن ہے کہ جس میں آپکے خلیفہ چہارم اور ہماری پیغمبر کی وصی جانشین برحق و خلیفہ اول مسند خلافت ظاہری پر متمکن ہوئی اب آپ ہی فرما دیں کہ یہہ سب اعیاد ایام سعیدہ لایق فرح و سرور کی کیونکر نہیں ہیں اور ہم ان دنوں میں سوا اظہار شادی و مصافحہ و معانقہ مومنین کے کون سا امر کرتے ہیں جسکو آپ بدعت ٹہراتی ہیں اور فرمائیے کہ یہہ سب وجوہ جو بیان کی گئی سبب انشراح و خوشنودی خاطر اہل ایمان ہوسکتے ہیں یا نہیں اور پہر یہہ ہے تو دیکہئی کہ آپکے خلفا اور جمیع علیہم جو ہنی ہمیاس ہے وہ کیا کچہہ بدعتیں اور فسق و فجور اور ظلم و قتل نفس و زنا و شرب خمر و امثال ذلک کس اعلان سے کر گئی ہیں اور آپکے علماء اونکی اطاعت میں کیسی بدعات و وضع احادیث کی مرتکب ہوئی ہیں اور یہہ قاعدہ قرار دیا

دیا ہی کہ لا ینعزل الامام بالفسق اس سی بڑہ کی کونسی بدعت ہوگی کہ خدا فی قرآن میں لا ینال عہدی الظالمین فرمایا ہی
اور آپ لکہتی ہیں کہ امام فاسق کو معزول نہ کرو سبحان اللہ خدا پرستی اور جہاد فی سبیل اللہ اسکو کہتی ہیں جو آپ کی
علماء و ائمہ تو فی بغداد میں بعصر عباسیہ کیا اب اونکی سب ہیں اور آخر نہ ہو دونو پر تو ہو کئی دیکہئی ایک فی امر ہی
کہ ابن کثیر شامی نی کہ اکابر محدثین اور مورخین اہل سنت سی تہا اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہی یہ عبارت ان فضل السنۃ
ارکبوا امراۃ جملا وسموہ عایشۃ وسمی بعضہم طلحۃ وبعضہم بالزبیر وقالوا نقاتل شیعۃ علی بن ابیطالب فیقتل من الفریقین
خلق کثیر انتہی موضع الحاجۃ یعنی سنیوں نے سوار کیا ایک عورت کو اوپر ایک اونٹ کی اوس عورت کا نام
عایشہ رکہا اور بعض کا اونمیں سے طلحہ اور زبیر نام رکہا اور کہا سنیوں نے کہ ہم مقاتلہ کرینگی ساتہہ شیعیان علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کی پس دونو فریق میں سے بہت لوگ قتل ہوئی انتہی اب فرمائی یہہ سنت ہی یا بدعت یہہ کام کیسے
کیا یا تمنی اور یہہ سب صحیح ہی یا آخر تہو سے بڑی بدعت جسکو ام البدعات کہنا چاہئی خلافت کا مدار
رکہا ہی اجماع پر اہل حل و عقد کی اگرچہ دو نفر ہوں دوسری بدعت معزول نہونا امام کا فسق سے انہی دو اصل کے
بنا پر بنی امیہ بنی عباس جو کچہہ فسق و فجور و قتل نفوس نے کیا اور تخریب دین عمل میں لائی اس سب کا ذرہ وبال
ان دونو اصلوں کو قایم نہیں کیا مگر تمہاری علما نے کہ بطمع مال و زخارف دنیوی خلفای جور کی راضی کرنیکو ا
طرح بطرح کی دلیلیں قایم کر کے اور حدیثیں وضع کرکی خلافت اونکی سفہا کی نظر میں ثابت کی اور اونسی بانفس
الآف الوف متمتع ہوتی آئی خلاصہ یہہ ہی کہ ؎ بد کردن عمر ہم زید کردن اوست ✤ خون شہدا تمام بر
گردن اوست ✤ اگر اپنی علما کی بدعتوں پر آپکو اطلاع نہو تو کتب مبسوطہ کلامیہ امامیہ کو ملاحظہ کیجئی اور
یہ مقام میں اس سی زیادہ بسط دینا مناسب نہیں دیکہتا قال الناصب الغوی اللئیم پہر کیا
بہی چاہتا ہی کہ کسی پردہ میں لذات نفسانی اور جسمانی حاصل ہو گیا حضرت عمر کا جی نہ چاہتا تہا کہ اس تکلیف شرعی سے
راحت لیتی بالطف متعہ سے جسکو لذت دیتی اور بموجب روایات شیعہ کے درجہ حسنین اور علی یا مرتبہ
سید المرسلین ختم النبیین کا حاصل کرتی معلوم ہوا کہ ہماری پیشوا کہ خلفاء راشدین اور ائمہ طاہرین ہیں بڑی
زاہد و ابرار تہی شہوت پرستی سے دور اور عبادت خدا کی حضور رہتی تہی اور باشون نی اپنی عیاشی کی لئے
یہہ باتیں بنائیں ہیں بیچاری معصوموں پر تہمتیں لگائیں ہیں خدا انسے سمجہی گا پر انتقام لینی والا ہی ✤
اقول بفضل اللہ العلیم بار بار آپ ہو کہا کہاتی ہیں پہر سامہنی آتی اسوقت خدمت عالی میں
گستاخانہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی کتابوں کی سیر نہیں کرتی بلا ملاحظہ کتب اہل سنت کی پیچہ شیعیان

لکھا ہی وفی الزمخشری فی ربیع الابرار ومن هنبه فی الاعتزال ونصرة اصحابنا معلوم وکذلک فی انحرافه
عن الشیعة لسخیفة مقالاتهم یعنی زمخشری معتزلی مذہب تھا اور شیعوں سی انحراف کہتا تھا اسلئی کہ مقالات شیعوں کے
بیہودہ ہین اگر کوئی توہم کری کہ ابن ابی الحدید بہی معتزلی تھا معتزلی کا استدلال معتزلی سے لانا درست نہین ہی تو
ہم کہینگی کہ وہ معتزلی علمآء اہل سنت سے تھا اسلئی کہ فاضل روزبہان نی اوسکو زمرہ علمآء اپنی سے ذکر کیا ہی جیسا کہ
جواب مطاعن معاویہ مین کہ جناب علامہ حلی علیہ الرحمہ نی کتاب کشف الحق و نہج الصدق مین ذکر فرمایا ہی یون
ذکر کیا ہی و اما ما ذکر ان معاویة ادعی اخوة زیاد فتفصیل هذه الروایة علی ما ذکره المورخون وذکر ابن
ابی الحدید فی شرح نہج البلاغة وذکره ابن الجوزی فی تاریخه ان زیادا ولد علی فراش الخ انتہی اور یہی
فاضل روزبہان نی بیچ مقام اثبات محبت حافظ کی ساتہہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی لکھا ہی و کل من یکون
فضائل احد من السلف فنحن نستدل من ذلک کثرة وفور محبته ایاه انتہی اور شک نہین ہی کہ ابن الحدید
اور زمخشری وغیرہ اپنی کتابونمین فضائل اصحاب ثلثہ کی ذکر کرتی ہین پس محبت انکی اصحاب ثلثہ سی کافی ہے کہ یہہ خارج
تشیع سی ہین اور داخل اہل التسنن ہین اور یہی شروح صحیح بخاری کو ملاحظہ فرمائی کہ استدلال کلام زمخشری سے
ملو ہی اور یہی شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح خاتمہ مشکوۃ سفر السعادۃ مین بیچ بیان فضائل قرآۃ سورہ قران
کہ موضوعات ہین اسطرحسی لکھا ہی بسیاری از مفسرین در ابداع آن احادیث در تفاسیر خود خطا کردہ اند مثل ثعلبی
وواقدی گفتہ کہ از اینہا عجب نیست زیرا کہ ایشان محدث نبودہ اند عجب از صاحب کشاف است کہ نسبتی باین علم شریف
داشتہ ومثل فائق کتاب در غریب حدیث تصنیف کردہ واز قاضی بیضاوی عجیب تر است کہ در ایراد آنہا در
تفسیر خود تبعیت صاحب کشاف نمودہ است باتخالف وتغایری کہ بوی وارد انتہی کلام شیخ اسمقام پر صریح ہے
کہ زمخشری محدثین اہلسنت سی تھا اور علامہ ابن اثیر صاحب جامع الاصول نی تفسیر ثعلبی اور تفسیر کشاف زمخشری کو
ایک کتاب مین جمع کیا اور نام اوسکا انصاف فی الجمع بین الکشف والکشاف کہا آپ ان سب روایات سی معلوم
ہوتا ہی کہ صاحب کشاف داخل علمآء اہل سنت سی تہا اور روایات اوسکی آپکے کتابونمین مذکور ہین جیسا کہ
آپ خود اوپر ذکر کرچکی ہین کہ صاحب کشاف وغیرہ مفسرین نی لکھا ہی کہ وہ یعنی ابن عباس عند الموت فرماتی تھے
اللهم انی اتقرب الیک الخ آپ تو خود اوسکی قول سے استدلال پکڑتے ہین اور دوسرون پر طعن و تشنیع کی کلمات
ارشاد فرماتی ہین ان هذا الشئ عجاب لا یلیق بذی الالباب اور یہہ جو ارشاد ہوا کہ ممتوعہ زوجہ نہین
اسواسطیکہ تعقید علامت مجاز کی ہی لہذا حدیثونمین الخ تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس خاکسار نی احادیث سی

نقل اسی حیثیت کی لکھتا ہی فقد بان ان المستمتع بها لیست من المنکوحات ولا المتعة نکاح **اقول**
واہ واہ کیا خوب چوری آپکے پکڑی گئی ہے معلوم ہوا کہ آپنی تحفہ اثنا عشریہ اور اوسکا حاشیہ سند تو دیکھا نہیں فاضل
رشید کے کتاب شوکت عمریہ بھی نہیں دیکھی اور کنز العرفان کا دیکھنا تو بہت دور ہی اگر ان کتابوں میں سی کوئی کتاب
دیکھی ہوتی تو ایسا کلام بیہودہ نہ لکھتی دیکھیے آپکے لکھی ہوئی مثل یہاں بعینہ صادق آتی ہی خوش گفتہ است سعدی
در زلیخا * الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا * تم تو سمجھے ہی کہ استعداد کہاں ہی مگر ناظرین کے اطلاع کیواسطے لکھتا
ہوں کہ فاضل مقداد کی کنز العرفان کے عبارت جسکا محصل اجماع امامیہ ہی متمتع بہا میں عدد نہونی پر تمہاری استاد الکل
مترجم صواعق موبقہ صاحب تحفہ سمرقندی اپنی حاشیہ منہیہ باب المتعہ میں نقل کرنی منبع البنیان سے کہ کسی سنی کے کتاب ہے
رد عبارت فاضل مقداد ذکر کرتی ہیں اوسی میں فقد بان سے لا المتعة نکاح تک قول اسی کا ہی چنانچہ فاضل
رشید نے شوکت عمریہ میں اسکی تصریح کی ہے مگر آپنے کسی فضول کہ مثل فقرای آزاد کی جو چاہتا ہوگا بکتا ہوگا یہ
مضمون باطل کہانی کے طور پر سنکر بی تکلف لکھ دیا اور معرکہ میں خم ٹھونک کر شیر نیستان بنے بلا دیا سبحان اللہ یہ کلام
آپکا ہی دوسری سے نہیں ہو سکتا کہ ایسے جاہلانہ اور عامیانہ باتیں بمقابلہ شہسوار عرصہ ارشاد معالم دینیہ یکتاء میدان
اشاعۂ علوم عقلیہ و نقلیہ کے بلا تحاشا زبان پر لاکر طعن و تشنیع کی الفاظ ایسے لکھی کہ گویا آپ بھی کسی حساب میں ہیں صد
حیف کہ آپکے نافہمی و جہل مرکب نے آپکو اتنی اطالت ہوئی اب لو یہی روم کا شعر آپکے شان میں پڑہکر اس گفتگو
لا طائل کو ختم کرتا ہوں **ع** نہ فرومت محکم آمد نہ اصول * شرم بادت از خدا و از رسول * **قال الناصب**
الغوی اللئیم کیا یہ بھی نہیں جانتی کہ اگر ممتوعہ زوجہ ہوتی تو چار سے باہر ہوتی اور لوازم زوجیت کی مثل ارث
اور نفقہ و طلاق و لعان و ظہار ایلا سب اسمیں متحقق ہوتی حالانکہ یہ ساری چیزیں بشہادت کتب شیعہ کی ممتوعہ
میں مفقود ہیں اور انکی انتفا کی دلیلیں موجود چنانچہ صاحب منہاج الہدایہ فی بیان خمسمائة الآیہ نی اگرچہ بتقلید
صاحب کشاف معتزلی کی مستمتع بہا کو زوجہ ٹھہرایا مگر ان چیزوں کو متخلف عنہا بتایا حیث قال فالمستمتع بہا زوجة
وان تخلفت عنہا بعض الصفات کاستحقاق الارث والنفقة ووقوع الطلاق واللعان والظہار علی
قول والایلاء علی الاقوی اور اشہاد کا تو نام نہیں جیسا تہذیب الاحکام میں ہے ولیس فی المتعة اشہاد ولا اعلان
ہی عدت وہ بھی مثل عدت زوجہ کی نہیں کیونکہ مطلقہ کی عدت تین مہینے ہیں اور متوفی عنہا الزوج کے
چار مہینے دس دن قال اللہ تعالی والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثة قروء وقال الذین یتوفون
منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسہن اربعة اشہر وعشرا بالکم ہے جیسا شہید ثانی متعی میں بتفصیل

تفصیل کرتا ہی عدتہا حیضتان ولو استبرئت بخمسۃ واربعون یوما وتعتد من الوفات بشہرین وخمسۃ ایام انتہا ونصفہا ان کانت حرۃ ولو کانت حاملا فبابعد الاجلین اور احصان تو اصلا نہین جیساکہ گذر چکا پہر اب ممتوعہ کیونکر زوجہ مین داخل ہوئی اقول بفضل اللہ العلیم تمہاری ہای وا ویلا نہ سنی جائیگی کیونکہ خوب ثابت ہو چکا کہ یہہ سب صفات لوازم زوجیت کی نہین ہین بلکہ صفات زایدہ او پر ذات زوجیت کی مثل اسکی کہ اپنی شوہر کے نافرمانی نہ کری اور اوسکو گالیان نہ دے اگر یہہ سب لوازم زوجیت کے ہوتی اسطرح پر کہ اگر یہہ سب نہون تو زوجہ نہ کہلائے تو لازم آیا کہ زوجہ ناشزہ اور قاتلہ اور رابعہ متزوجہ کہ وارث اور مورث نہین ہوتی اور زن ملاعنہ کہ بغیر طلاق کے باین ہو جاتی ہے زوجہ نہ کہلائی کہ یہہ سب بعض ان صفات سی متخلف ہین جیساکہ پہلے بتصریح ذکر کر چکا ہون اور انحصار عدد کا چار مین یہہ بہی شرایط اور لوازم نکاح من حیث ہو ہو کی نہین کیونکہ غلام کے لئی اکثر دو حرہ یا دو لونڈی سے نکاح کرنا شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد کی نزدیک جایز نہین اگر انحصار فی الاربع لوازم زوجیہ سے ہوتا تو یہان انحصار دو مین کیون ہوتا علاوہ اسکی ازواج نبی صمین آپ کیا فرمائینگی کہ باتفاق فریقین چار سے زیادہ تہین اب معلوم ہوا کہ یہہ لوازم ماہیت نکاح کی نہین ہوسکتے اور استشہاد کا جواب سابق مین ذکر ہو چکا ہی فلا نعید اور حرہ منکوحہ دائمہ اور منقطعہ دونوکیواسطی عدہ وفات چار مہینی دس دن ہین جیساکہ شیخ شہید علیہ الرحمہ کے عبارت لمعہ سے نقل کے ونصفہا ان کانت حرۃ وصاحب ضربت حیدریہ فرماتی ہین طرفہ آنکہ عدہ امہ نصف عدت حرہ میباشد وہو شہران وخمسۃ ایام ودر کریمہ مذکورہ ضعف مذکور است دون النصف پس امہ متزوجہ منکوحہ خارج از نکاح و مرتکب سفاح بودہ باشد انتہی کلامہ الشریف اور آیہ کریمہ المطلقات یتربصن الخ سی مستفاد ہوتا ہی کہ یہہ عدہ لوازم طلاق سے ہی اور متعہ مین تو طلاق ہوتا ہی نہین پس انتفاء اس عدہ خاصہ سی یہہ لازم نہین آتا کہ نفی زوجیت اور مناکحت کی ممتوعہ سی ہو جائی اذ العدۃ الکذائیۃ لا تختص للطلاق لا افتراق بعد النکاح مطلقا فان توقف علیہ ہذا القدر من الجواب کاف لذوی الانصاف اور یہی جب دو قسم کی نکاح ٹہری ایک نکاح دائم دوسری نکاح منقطع تو دونو کی احکام جدی جدی ہونگے اسمین کون قباحت لازم آئی اور احصان نہیہ متعہ مین ہوتا ہی جیساکہ گذر چکا قال مولانا المجتہد البحری بالتکریم اور ثانیا تمہاری نزدیک جب آیہ مذکورہ ناسخ متعہ ٹہیری تو معلوم ہوا کہ کوئی آیت حلت متعہ مین وارد ہوئی ہے اور وہ منسوخ ہوئی کسواسطیکہ ناسخ کو کوئی منسوخ ضرور چاہیئی اور آیہ فما استمتعتم الایہ کو تم بیان

متعہ مین نہین کہتی تو بتا اوس آیہ متعہ کا جو منسوخ ہی بتاؤ **قال الناصب الغوی اللئیم** جن
لوگون کے حق مین مفسرین معتبرین نی صیغہ تمریض کا استعمال کیا کہ وہ آیہ فما استمتعتم کو متعہ مین کہتی تھی اور
پھر منسوخیت کی قایل ہوئی تو اون لوگون کی مذہب پر یہہ آیہ منسوخ ہی اور آیہ الا علی ازواجہم اوسکی ناسخ بلکہ
ابوداؤد مین ابن عباس سے مذکور ہی کہ فما استمتعتم کا ناسخ یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن
والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء واللائی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتم فعدتہن
ثلثۃ اشہر ہی ہی لیکن بنا بر مذہب جمہور چونکہ نسخ عبارت ہی موقوف ہونا حکم شرعی کا دوسری حکم شرعی
تو اس صورت مین یہہ سب آیتین محرم متعہ کی ٹہرینگے اسواسطیکہ متعہ کرنا لوگونکا ابتدای اسلام مین بحکم شرع
تھا بلکہ بطریق تعامل کے تھا اسیواسطے ترمذی مین مضمون تعامل کا مذکور ہے کہ [illegible] حرمت [illegible]
اب کیا اندیشہ رہا جو دہوم دہرکی سے اس شق کو حضور نی بیان فرمایا ہے یکدم کہ خشم نقشہ نخوت [illegible] نہار
بیدار باش تا نرود عمر بر فسوس ۔ انتہی کلامہ السخیف **اقول بفضل اللہ العلیم** حقیقت تو یہہ ہی کہ [illegible]
وجماعت اسمقام پر ایسا عاجز ہوئی ہین کہ مہلت پہلو [illegible] یہہ کہ [illegible] اپنی تفسیر مین لکھا ہے
اما عمران بن حصین فانہ قال نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ تعالیٰ ولم ینزل بعدہا آیۃ تنسخہا الخ اب اس
روایت سے صیغہ تمریض نہین معلوم ہوتا بلکہ لفظ قال علی سبیل الجزم ہی اور بہی امام رازی تفسیر آیہ مین لکہا ہی ہذا
ہو الحجۃ التی احتج بہا عمران بن الحصین حیث قال ان اللہ انزل فی المتعۃ آیۃ وما نسخہا بآیۃ اخری الخ اور باقی
مین صحیح بخاری وغیرہ سے یہہ ثابت ہو چکا کہ عمران بن حصین قایل تھی کہ کوئی آیہ نسخ متعہ مین نازل نہین ہوا اب
فرمائی کہ کون صیغہ اسمین تمریض پر دلالت کرتا ہی پس واضح ہوا کہ آیہ متعہ بیشک قران مین نازل ہوا اور کوئی
آیت نسخ مین اوسکی نازل نہین ہوئی جیسا کہ عمران بن حصین کے قول سے ثابت ہوا دوسری یہہ کہ خود حضرات
سنیہ قایل ہین کہ نبیؐ نی فرمایا تہا استمتعوا من ہذہ النساء کما فی التفسیر الکبیر اور قول سبرہ بن معبد اذن لنا رسول اللہ
فی متعۃ النساء اور قول سلمہ رخص رسول اللہ [illegible] المتعۃ صریح دلالت کرتا ہی کہ نبیؐ نی اباحت متعہ کا حکم فرمایا تہا پس بعد
شرع اسکی شرعیت کا انکار نہین کرسکتا البتہ اسکی مشروع ہو چکا اور مضمون تعامل کو لکھنا خلاف اجماع ہی اور
یہہ کہنا کہ ابتدای اسلام مین بحکم شرع نہ تہا باطل ہے اسلئی کہ تفسیر کبیر مین صاف بلفظ مشروع مذکور ہی جیسا کہ
اوسی کتاب مین ہے روی ان عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی عہد رسول اللہ وانا انہی
عنہما متعۃ الحج ومتعۃ النکاح تیسری یہہ کہ شاہ صاحب اپنی تحفہ مسروقہ مین بایں عبارت ارشاد فرماتی ہین کہ

آنچہ گویند کہ فما استمتعتم بہ منھن فآتوھن اجورھن فریضۃ درحق متعہ نازل شد محض افترا ست اگرچہ در تفاسیر
غیر معتبرہ اہل سنت نیز نقل کنند زیرا کہ خلاف نظم قرانیست و تفسیر خلاف نظم قرانی باشد گو روایت ازصحابی کنند مسموع
و مقبول نیست الی آخرہ کہ عبارت شاہ صاحب سی کالشمس فی رابعۃ النہار آشکارا ہے کہ آیہ مذکورہ باب متعہ مین نازل
نہین ہوا اور آپ اوسکی خلاف اس آیہ کو باب متعہ مین اگرچہ بصیغہ تمریض ہو قرار دیتی ہین یہہ کیسا تہافت صریح
ہی اور آپکو ابتک معلوم نہین کہ حکم شرع کسکو کہتی ہین انصاف سے کہیئی کہ جسکو نبی ؐ نی ارشاد فرمایا ہو اور
اوسکی عمل کے لئی حکم ارشاد ہوا ہی ہو تو اوسکو حکم شرع کہتی ہین یا نہین اور حکم شرع کہتی ہین یا نہین اور حکم فرمانا
نبی ؐ کا واسطی متعی کے اسکا آپ بہی انکار نہین کرتے بس اس بیان سے ثابت ہوا کہ نکاح متعہ بحکم شرع تہا اور
آیہ فما استمتعتم بموجب کہنی شاہ صاحب کے متعہ مین نازل نہین ہوا اور آیہ الا علی ازواجھم الآیہ بعض متاخرین کے
نزدیک بفرض محال ناسخ متعہ ہو گیا اور یہہ جو ارشاد ہوا کہ جو لوگ آیہ فما استمتعتم کو متعہ مین کہتی ہے اور پہر
منسوخیت کی قایل ہوئی تو اون لوگون کے مذہب پر یہہ آیہ منسوخ ہی اور آیہ الا علی ازواجھم اوسکی ناسخ
تو اسکا جواب یہہ ہی کہ سابق مین امام فخر الدین رازی کی دلائل کئی وجہ سے ثابت کیا کہ متعہ ہرگز منسوخ نہین ہوا
اور اس جگہہ بہی ایک دلیل عرض کرتا ہون کہ عجب غیر منصف کے مذہب مطابق تو متعہ ایام حجۃ الوداع
مین حرام ہوا کما ھو فی الصحیحین و روی ابو داؤد واحمد عن رسول اللہ ؐ نہی فی حجۃ الوداع اور آیت
الا علی ازواجھم قبل حجۃ الوداع کی نازل ہوئی جیسا کہ در منثور وغیرہ سی ثابت ہوتا ہی اسلئی کہ بعد نزول آیہ
اکملت لکم دینکم کہ حجۃ الوداع مین نازل ہوئی تہی کوئی آیت حلال و حرام مین نازل نہین ہوئی جیسا کہ کتب
سیر وغیرہ مین مذکور ہی اور آیہ الا علی ازواجھم کو آپ حرمت متعہ مین کہتی ہین پس نازل ہونا اس آیہ کا ناسخ
حکم متعہ مین کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اور انتہا کی عجب ہی کہ آپ ارشاد فرماتی ہین کہ ابو داؤد مین ابن عباس سے
مذکور ہے کہ فما استمتعتم کا ناسخ یا ایھا النبی الی آخرہ قال ہے اسلئی کہ اولا معلوم نہین کہ کونسا امر ہے کہ اس آیہ
حرمت پر دلالت کرتا ہی اور ثانیا یہہ کہ نسبت دینا اس روایت کا طرف ابن عباس کے افترا محض ہے اسواسطی کہ
ثابت ہو چکا کہ جناب ابن عباس تادم مرگ متعہ کی قائل تہے کبہی اس سے برگشتہ نہین ہوئی پس کیونکر عقل
قبول کرتی کہ اوسکی ناسخ کی قایل بہی ہونگی جیسا کہ سابق مین عبارت فخر الدین رازی سے معلوم ہو چکا اعادہ
اوسکا ضرور نہین [illegible] شرح الالفیۃ [illegible] تصریح کی ہے کہ ابن عباس تحلیل متعہ کی قائل تہی پس کیونکر تسلیم
ہو سکتا ہی کہ [illegible] آیت طلاق کو ناسخ متعہ ہونا کہتی کہ انصاف و متعہ کی جانب شاہ صاحب [illegible]

انتہت ترجمہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن عباس گو نسخ متعہ کے قائل نہیں اور یہہ بھی دلیل قوی ہے اس امر پر کہ
جناب ابن عباس نے رجوع فتوای متعہ سے نہیں فرمایا کہ ترمذی میں ہے کہ بعد نزول آیہ الا علی ازواجہم کے ابن
عباس نے رجوع فرمایا اسلئے کہ جناب ابن عباس بعد وفات جناب سرور کائنات کے اور بعد بھی عمر کے اہلسنت کے
نزدیک یہی فتوی جواز کا دیتے رہے اور خلافت عبد اللہ ابن زبیر تک اس پر اصرار کرتے رہے جیسا کہ سابق میں معلوم ہو چکا
لیس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے عقیدہ میں شاید آیت الا علی ازواجہم بعد وفات حضرت سرور کائنات
کے نازل ہوئی ہو اور حضرت ابن عباس نے اسکو دیکھتے ہی رجوع فرمایا ہو الا فریہ باطل ہے اور صاحب شوکت عمریہ
اور بعض علمای اہل سنت جو یہہ کہتے ہیں کہ بعد وفات جناب رسول کے جو ابن عباس فتوی جواز کا دیتے تھے اسکی
وجہ یہہ ہے کہ حضرت کو علم اسکی ناسخ کا نہ تھا اور اسطرح کا شبہ اکثر صحابہ کو ہوا ہے تو یہہ کہنا انکا باطل ہے
اسلئے کہ ترمذی میں صاف موجود ہے کہ حتی اذا نزلت الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اور اس سے
کالشمس فی رابعۃ النہار آشکار ہے کہ بعد نزول آیہ کریمہ کی حلت متعہ کی ابن عباس کے نزدیک باقی نہ رہی پھر یہہ کہنا
کہ حضرت کو علم اسکی ناسخ کا نہ تھا بیجا ہے حقیقت تو یہہ ہے کہ اہل سنت جب کہیں مفر نہیں پاتے تو ایسے
تاویلات علیلہ کی جہاں ہے اوسکو جائز رکھتے ہیں متشبث ہوتے ہیں کبھی یہہ کہتے ہیں کہ جب آیہ کریمہ الا علی ازواجہم
نازل ہوا تو حضرت ابن عباس نے رجوع فتوای متعہ سے فرمایا جیسا کہ ترمذی میں ہے اور کبھی یہہ کہتے ہیں کہ عند الموت
اپنے رجوع فرمایا جیسا کہ بیضاوی میں ہے اور کبھی یہہ کہتے ہیں کہ بعد اعتراض ابن زبیر کی رجوع کیا جیسا کہ فتح القدیر
میں ہے اور کبھی یہہ کہتے ہیں کہ بعد فرمانے جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے آپ نے رجوع فرمایا جیسا کہ منتہی اپنے
رسالہ میں کہا کہ پہلے حضرت ابن عباس کو اطلاع نہ تھی جب حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ انک رجل تائہ الخ تب آنحضرت
نے رجوع کیا اور کبھی آیہ اذا طلقتم النساء کو ناسخ قرار دیتے ہیں جیسا کہ ابو داؤد میں ہے اور کبھی حرمت علیکم امہاتکم
کو ناسخ قرار دیتے ہیں غرض کہ روایات مضطربہ رجوع اور نسخ کی بہت ہیں اور روایتیں علمای امامیہ رضوان اللہ
علیہم کی سب مستقیم ہیں قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اور مستفتی نے جو پوچھا کہ کونسے پیغمبر یا امام سے
یہہ مسئلہ جاری ہوا جواب اسکا یہہ ہے کہ متعہ بحکم جناب رسالتماب کہ خاتم النبیین تھے اور دین انکا قویم اور شریعت
انکی ناسخ شرایع سابقہ ہے مشروع اور جاری ہوا تھا اور احادیث آنحضرت کی صحاح ستہ میں بحکم مشروعیت
متعہ موجود ہیں اور جاری رہنا اوسکا تا بعض عہد خلافت خلیفہ ثانی کے صحاح مذکورہ سے ثابت ہے
قال الناصب الغوی اللئیم فی الحقیقت ابتدای اسلام میں بسبب ضرورت بطور تعامل نہ بطریق

تحلیل او تحریم متعہ کی دو مرتبہ ہوئی غلط محض ہے و قال النیشاپوری فی تفسیرہ اکثر الروایات انہ اباح المتعۃ
فی حجۃ الوداع وفی یوم الفتح وقول من قال انہ حصل التحلیل مرارا والنسخ مرارا ضعیف لم یقل
بہ احد من المعتبرین الا الذین ارادوا ازالۃ التناقض عن الروایات فاضل نیشاپوری کہ اعاظم علماء اہل سنت
سے تھا اپنی تفسیر میں لکھتا ہی کہ اکثر روایات دلالت کرتی ہیں اوپر اس امر کی کہ مباح ہوا متعہ حجۃ الوداع میں اور
روز فتح مکہ میں اور جن لوگوں نی کہا ہی کہ چند مرتبہ حلال ہوا اور چند مرتبہ حرام ہوا ضعیف ہے کسی معتبرین نے
اوسکو نہیں کہا ہی مگر اون لوگوں نی کہ ارادہ کیا رفع تناقض کا درمیان اخبار کی پس امام نووی کے قول سے معلوم
ہوتا ہی کہ متعہ مباح ہوا جنگ اوطاس میں اور پہلی چند دنوں حلال تھا اور فاضل نیشاپوری کی قول سے معلوم
ہوتا ہی کہ متعہ مباح ہوا حجۃ الوداع میں اور فتح مکہ میں اور ابو داؤد اور احمد نی جو ذکر کیا ہی اوس سے ثابت
ہوتا ہی کہ متعہ حجۃ الوداع میں حرام ہوا جیسا کہ سابق میں ذکر ہو چکا ہی اور میں کہتا ہوں کہ گویا مقدمہ تحلیل
دو مرتبہ بھی واسطے اسکے ہی کہ جمع بین الاخبار فی الجملہ ہو جائی الحفیظ الحفیظ علاوہ وضعی ہونی ان احادیث کے
تعارض و اضطراب انمیں ایسا ہی کہ قابل زبان پر لانیکی نہیں اور عمدہ دلیل بطلان نسخ پر یہہ ہی کہ اگر نسخ متعہ حق ہوتا
تو ہر آئینہ اصحاب سید الخدام پر از زمانہ خلافت ابی بکر اور اوائل زمانہ عمر تک مخفی نہ رہتا اس کلام سی معلوم ہوا کہ
احادیث نسخ کو حضرات مریدین نے وضع کیا ہی مگر الحمد للہ کہ شیعیان علی بن ابیطالب نے واضح کر دیا کہ یہہ سب
باتیں سنیوں کی بنائی نہیں بن سکتیں اور عبارت فخر الدین کے جو سابق میں ذکر ہوئی ہے اگر اوسکو آپ بغور
و امعان نظر سی ملاحظہ فرمائی تو ممکن ہے کہ اوس سے شبہ آپکی دل کا بخوبی رفع ہو گا خلاصہ کلام اور انتہائی
مرام یہہ ہی کہ جواز متعہ کا کتاب سے سنت سی اجماع امت سی بالیقین ثابت ہی اور یقین زائل نہیں ہوتا بغیر یقین
دوسری کی کہ رسوخ و ثبوت میں مثل اولی ہو و اذ لیس فلیس ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی فلم یرخص فی نکاح
المتعۃ الا عمران بن حصین و عبد اللہ بن عباس و بعض اصحابہ وطائفۃ من اہل البیت انتہی یعنے
رخصت دیا اور جائز کیا عمران بن حصین اور عبد اللہ بن عباس نے اور بعض اصحاب اونکی نے اور گروہ اہلبیت نے
متعہ کو اس حدیث سی یہہ بات آشکار ہوتی ہے کہ اصحاب جلیل القدر اور اہل بیت علیہم السلام متعہ کو جائزہ رکھتے
آئی ہیں اور کتب اہل سنہ سی ثابت ہی کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام اللہم ہؤلاء اہل بیتی میں داخل ہیں کیونکہ
جو لوگ مشار الیہ ہؤلاء کی تھے اونمیں موجود ہونا حضرت کا متفق علیہ ہی اور عدم نسخ متعہ بھی اسی سی سمجھا
جاتا ہی مسلمی کہ اگر متعہ منسوخ ہوتا تو یہہ اصحاب جلیل القدر اور اہلبیت علیہم السلام کیونکر تجویز فرماتی اور نہ

معلوم ہوا اخیر نسخ کی اونحضرت کو عقل سے مراحل دور ہی علاوہ اسکی کہتا ہوں کہ جب ثعلبی نے کلمہ حصر کا ارشاد
کیا کہ فلم یرخص نے نکاح المتعۃ الا عمران الخ تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لوگ نسخ متعہ کی ہرگز قائل نہ تہی اسلیئے
کہ اگر یہہ لوگ بہی اوسکی نسخ کی قائل ہوتی تو کلمہ الّا کا لغو ہوجاتا کیونکہ قائل نسخ کی تمامی اہل سنت ہین پہر عمر ان
وغیرہ اصحاب جلیل القدر و اہل بیت علیہم السلام کی کیا تخصیص ہے اسی سی معلوم ہوا کہ وہ لوگ قول نسخ متعہ سے
مستثنے ہین ؎ میری مطلوب سب ہوی حاصل * آپکی قول سب ہوئی باطل * سایۂ فضل ذو الجلال رہا *
لطف یزدان لایزال رہا * از عنایات خالق معبود * قول سب آپ کی ہوئی مردود **قال مولانا**
المجتہد الحری بالتکریم اور پیغمبر ہماری تو ایک ہے ہین یہہ سوال کرنا کہ کون سی پیغمبر یا امام سی یہہ مسئلہ
جاری ہوا ویسا ہی ہے کہ کوئی پوچہی کہ یہہ مسئلہ کونسی خدا نی فرمایا ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** اگر
اس سوال مین غلطی ہے ہوتی تو اوسکا پکڑنا بیجا تہا شاید قضیۂ مسئلہ المواخذات اللفظیۃ لیست من داب
المحصلین فرا یاد خاطر اقدس سے متظاہر فرمانا آپکا قصور نہین تقاضای سن ہے ع ایک پیری و صد عیب چنین گفتہ اند
تامل سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ سوال حق ہے کیونکہ اکثر باتین عبادات اور عادات اور محرمات اور مباحات اور وہ جو پہلے
امتون مین باقی ہین بعضی بعینہ اور بعضی کچہہ شرط اور قیود سی چنانچہ بجای خود مقرر ہی اسلئی سایل نے
پوچہا کہ متعہ کون سے پیغمبر یا امام سی جاری ہوا آیا ہماری حضرت اور ائمہ سی جاری ہوا یا آگی سے کسی پیغمبر یا اونکی
خلفاء کیوقت مین تہا اسمین کیا قباحت لازم آئی کہ جناب نے یون شد و مد سی بیکار بات بنائی کہ ہماری پیغمبر تو
ایک ہے ہین اوسنی اپنی پیغمبر کی ایک ہونیکا کب انکار کیا ع سمجہہ کا پہیر کا ہی ورنہ سوال سیدہا ہی **اقول**
بفضل اللہ العلیم ہرچند اس غبی نے اپنی دانست مین اسمقام پر بڑی تقریر کی اور بہت سا سر پٹکا
مگر پہر بہی جواب شافی نہوسکا اسواسطے کہ سائل بعد دو تین فقرونکی اسطرح کہتا ہی کہ سند اسکی ہم بحدیث
نبوی اور مطابق آیات کلام اللہ چاہتی ہین جب مفتی کا یہہ مطلب ہوا کہ سند حلت متعہ کی ہمکو احادیث نبوی
اور آیات قران سی چاہیئی تو پہر اوسکا یہہ کہنا کہ کون سے پیغمبر سی یہہ مسئلہ جاری ہوا محض بیجا ہی اسلئی کہ احادیث
نبوی سے مراد وہی احادیث ہوتی ہے کہ جسکو ہماری نبی صلی ارشاد فرمایا ہو اور آیات کلام اللہ سی بہی وہی
آیات مراد ہی کہ جو ہماری نبی کی لئی نازل ہوئی ہے اور اوسیکو سب کلام اللہ کہتی ہین پس ان دونونسی یہہ بات
ثابت کرنا کہ پیغمبران پیشین بہی متعہ کو جائز کہتی تہی لاحاصل محض ہے اسلئی کہ اونکی جائز کہنی یا نہ کہنی
سی کیا حاصل کیونکہ سایل کی اعتقاد مین بہی شریعت ہماری پیغمبر کی ناسخ شرایع سابقہ ہی پس معلوم ہوا

العلماء

معلوم ہوا کہ آپ نے سوال مستفتی کو اچھی طرح سی ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ایسی کلمات بیہودہ شان مین حضرت سلطان العلماء
کی ارشاد نہ فرماتی اور جواب اس اشکال کا مجتہد العصر والزمان سی طلب نہ کراتی اب معلوم ہوا کہ کلام اس شخص کا مصداق
توجیہ القول بما لا یرضی بہ قایلہ ہی اور یہہ جو فرمایا کہ قضیہ مسلمہ المواخذات اللفظیہ لیست من دأب المحصلین فرمایا جناب
قدسی بظاہر نہ رہا تو یہہ قضیہ کیا ہے جو بہول جائیگا ہم آپ سے پوچہتی ہین کہ وہ کون بزرگ تہی کہ جنہون نی بارہ
برس بقر کو یاد کیا پہر بہی خوب حفظ نہ کر سکی اونکی حافظہ کی خبر لیجئی اپنی کتابون مین دیکہی یقین ہے کہ اون
بزرگ کا نام سیمون آپ کو یاد ہوگا نام کی معلوم ہوتی ہے دل شاد ہوگا العاقل تکفیہ الاشارہ اور مواخذات
لفظیہ دأب محصلین سے بعید نہین ہے یہہ کلیہ مسلم نہین ورنہ شارحین ومحصلین عبارات شروح ومتون پر قدح
لفظی کیون کرتی علاوہ اسکی قدح حضرت کی لفظی نہین بلکہ معنوی ہے اسلئی کہ مضمون فقرہ سائل کا خبط ہے
جب تمہاری تاویل وہی ہے اسی امر پر شہادت دیتی ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** بلکہ اگر غور کیجئے
تو اس سوال مین ایک نوع کی انکار اور توبیخ یا تعبیر ہے یعنی شیعہ تو بارشاد پیغمبر خدا اور بامداد ائمہ ہدا
حرام ثابت ہوتا ہی پہر کونسی پیغمبر یا امام سی یہہ مسئلہ جاری ہوا پیغمبر اور امام تو ایک ہی ہین یہہ ڈہکوسلا
صلت کا بیچ مین کسنی نکالا جیسا عرف مین کوئی کچہہ کام خلاف عقل اور شرع کی کرتا ہو تو اوسکی توبیخ
یا تعبیر کی لئی کہتی ہین کہ یہہ بات کونسی خدانی فرمائی شاید جناب سی مضمون خبر کو سمجہکر خالی دی گئی آپ سے
بڑا تعجب ہے کہ یون فرمائین کہ یہہ ایسا ہی کہ کوئی پوچہی کہ یہہ مسئلہ کونسی خدانی فرمایا کیونکہ غایت الامر تو یہہ
ہی کہ تعدد خدا متوہم ہوتا ہی سو موافق مذہب پیشوایان جناب کے اسمین کچہہ برائی نہین کتب معتبر شیعہ
مین مانند تفسیر مجمع البیان وغیرہ کی لکہا ہی کہ خالق خیر کا خدا اور خالق شر کا شیطان حالانکہ واللہ خلقکم
وما تعملون ومن شئی ما خلق وغیرہ اس عقیدی کو جہٹلا رہا ہی پس بنا بر اس قاعدی کے اگر سائل نے استہزاء
یہہ بہی اشارہ خفیہ کیا ہو کہ معاذ اللہ جب خالق دو ہین تو پیغمبر اور امام بہی دو ہونگی ایک خیر والی کے ایک شر والے
پس کونسی پیغمبر اور کون سے امام نی اسکو جاری کیا آیا پیغمبر اور امام شر والی نی یا پیغمبر اور امام خیر والی نے
اقول بفضل اللہ العلیم آپ ان باتون کو کیا جانین کہ مجمع البیان کیا ہی اور کنز العرفان مین
کیا اور خالق شر کسکو کہتی ہین اور خالق شر کیا چیز ہے آپکے استعداد تو وہی ہے کہ کنز العرفان کی مطلب
مجمع البیان کی مدعا کو ایک کر دیا اور اتنا فرق نہ کر سکے کہ مستدل کا کلام ہی یا مانع کا جب تمسی دانشمند ایسی
باتین بڑہہ بڑہہ کی کہتی ہین تو حقیقۃ اپنی عیوب کو فاش کرتی ہین اپنی ادلہ قویہ و براہین قاطعہ سے

ثابت ہو چکا کہ متعہ بارشاد پیغمبر خدا و حضرات ائمہ ہدیٰ علیہم التحیۃ والثنا ابتک حلال ہے اور سوائی آپکی خلیفہ
ثانی کی کسیقے اسکو حرام نہین کیا اب مین کہتا ہون کہ متعہ تو بہ آیات محکمات و بارشاد ائمہ عالی درجات حلال
ٹہرتا ہی یہہ معاملہ حجیت کا بیچ مین کسنی نکالا اب جتنی عبارتین آپ نی اس ذیل مین ذکر کی ہین سب آپ پر عائد
ہو گئین اور یہہ جو ارشاد ہوا حالانکہ واللہ الخ اس عقیدہ کو جھٹلا رہا ہی اسکا جواب یہہ ہے کہ آپ نی سیاق قران کو
نہ دیکہا ناستی اپنی پیشواؤنکی کے ماقبل آیت کو اپنی مضر جانکی ملاحظہ نہ فرمایا اور تمام کلام معجز نظام اتعبدون
ما تنحتون واللہ خلقکم وما تعملون ہی اور سیاق اس آیہ کا مقتضی اسکی ہی کہ واللہ خلقکم وما تعملون
بیچ معنی حجت او ربرہان کی ہے اوپر استبعاد عبادت کرنی کفار نابکار کی بت کی تئین یعنی جناب باری فرماتا ہی
کہ تم لوگ کیونکر عبادت کرتے ہو بت کی تئین کہ خود اپنی ہاتہہ سی بناتی ہو حالانکہ تم ہی اور یہہ بت بہی مخلوق خدا
ہین پس ایک مخلوق کو دوسری مخلوق کی عبادت نہ چاہیئی علامہ زمخشری نی بہہ اپنی تفسیر مین یہی معنی ذکر
کیا ہی تفصیل اس بحث کی اگر چاہتی ہون تو صوارم الالہیات کو ملاحظہ فرمائی اور من شر ما خلق سی مراد اسباب
شر ہی یعنی ہرگاہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نی اسباب خیر و شر کو قوی اور شہوات اور قدرت عباد او رمثل اسکی خلق کیا
تو گویا خیر و شر کی تئین خلق کیا اور ہرگاہ کہ رفع موانع کیا تو گویا اوسکو جاری کیا بلکہ محاورات مین یہہ بہت
شایع ہی اور احادیث جو ہماری مذہب مین منقول ہین اور اونکی ظواہر سی معلوم ہوتا ہی کہ جناب حق سبحانہ وتعالیٰ
خالق شر کا ہی تو وہ سب ماؤل ہین اور احتمال تقیہ کا بہی اوسمین متطرق ہے اور آپکی مذہب کی عبارۃ مشکوۃ
کی جھٹلا رہی ہے کتاب مشکوۃ مین مسطور ہی کہ لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک والشر لیس الیک یعنی
حاضر ہو ہین ای خدا خدمت مین تیری اور خیر تیری ہاتہہ مین ہے اور شر تیری طرف منسوب نہین ہے اور جناب باری
فرماتا ہی وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یعنی نہین پیدا کیا ہمنی آسمان اور زمین کو اور
اوس چیز کو کہ درمیان مین اون دونون کی ہے مگر ساتہہ حق کے پس ثابت ہوا کہ کفر اور زنا اور قتل نفس محرمہ اور
امثال اسکی افعال عباد سی کہ سب شر ہین اور حق کے ساتہہ نہین ہین مخلوق عباد ہین نہ مخلوق اونکی خالق کے
یہانسی واضح ہوا کہ امامیہ رضوان اللہ علیہم خدا کی تعدد کی قایل نہین ہین اور خالق کے تعدد ماننی سے کفر و شرک
لازم نہین آتا والا جناب باری کو احسن الخالقین کہنا کیونکر صحیح ہوتا الحمد للہ علی احسانہ کہ اقوال آپکے سب مردود
ہوئی لایق پذیرائی کے نہ رہی وہو المطلوب و تفصیل اس مسئلہ کی کتاب عماد الاسلام اور حدیقہ سلطانیہ
وغیرہ مین دیکہہ لیجیئی کہ علمائ امامیہ رضوان اللہ علیہم ان مسائل کے شرح و بسط بیان کر چکے ہین قال

قال مولانا المجتهد الحری بالتکریم اب تم بتاؤ کہ جنہوں نے حرام کیا وہ کونسے پیغمبر تھے کہ ناسخ شریعت خاتم النبیین ہوئے خلیفہ اور امام کا تو مرتبہ یہ نہیں ہے کہ حکم پیغمبر کو نسخ کرے ہاں اس جہت سے کہ وحی اور کتاب موافق اونکی رای کی نازل ہوتے تھے دعوای ہمسری کا ہو سکتا ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** البتہ ہماری مذہب مین خلیفہ یا امام محرم یا محلل نہیں اسیواسطے ہمنے کہا کہ احرمہا بمعنی اخبر عن حرمتہا کے ہے پر عذر بلا زمان والا بدتر از گناہ ہے کیونکہ والد بزرگوار جناب کے کتاب حسام مین تحت ارشاد ائمہ فہم یحلون ما یشاؤن باقر مجلسی سے نقل فرماتے ہین کہ ظاہرہ تفویض الاحکام پس کیونکر فرمانا آپ کا کہ خلیفہ یا امام کا مرتبہ تو یہہ نہیں کہ حکم پیغمبر خدا کو نسخ کرے باور ہو اور جو افادہ ہوا کہ ہان اس جہت سے کہ وحی اور کتاب موافق اونکی رای کی نازل ہوتی تھی دعوای ہمسری پیغمبر ہو سکتا ہے الحمد للہ کہ حق بر زبان جاری ہوا فی الحقیقت اکثر وحی اور کتاب اونکی رای کی موافق اوترتی تھے مگر باوجود اسکی کبھی اہل سنت کے نزدیک ثابت نہین کہ اس جہت سے دعوی ہمسری پیغمبر کا کرتی تھی یہہ جناب کا ابداع اعتماد ہے یا خام خیال **اقول بتفضل اللہ العلیم** معلوم نہین کہ آپ خلیفہ ثانی کو اپنا امام جانتے ہین یا نہین اگر اپنا امام جانتے ہین تو بدلائل ثابت ہو چکا کہ اونہی متعہ کو حرام کیا اور احرم کی معنی اخبر کی نہین ہو سکتی اسلئی کہ جبرو زعم نے مقدمہ ابن حریث مین دو نو متعونکو حرام کیا کسی آیت یا احادیث پیغمبر خدا سے متمسک ہوا اگر متعہ بن عند اللہ وعند الرسول منسوخ یا حرام ہوتا تو عمر البتہ آیت ناسخہ یا کوئی حدیث کہ اوس سے حرمت متعہ کی ثابت ہو پیش لاتا واذلیس فلیس اور یہی مین کہتا ہون کہ اقوال اہل سنت کی اس مقام مین مضطرب ہین اگرچہ کوئی کہتا ہے کہ حرمت متعہ کی صحابہ کو خبر نتھی پہلے عمر نے اسکی خبر دے اور کہا احرم بمعنی اخبر عن الحرمۃ مگر شاہ صاحب تحفہ مسروقہ مین کہہ گئی ہین کہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا تھا امر منادی رسول اللہ ان انادی بتحریم المتعۃ ساتھہ اسکی یہہ بھی کہتی ہین کہ تحریم خلیفہ ثانی بمعنی اخبار عن الحرمۃ ہے درحال آنکہ اس تقدیر پر اصلا اخبار کی معنے کی گنجایش نہین رہی کیونکہ ہرگاہ پہلی سے خبر دینا جناب مرتضوی کا عہد نبوی مین مفروض ہوا تو اب اسناد اخبار کی خلیفہ کی طرف اور اس اخبار کا انکی اولیات سے شمار ہونا کہاں باقی رہا علاوہ اسکی نسبت ندای بالتحریم کی جناب ولایت مآب کی جانب اگر صحیح ہو تو عمران بن حصین وعبد اللہ بن عباس وجابر بن عبد اللہ الانصاری اور عبد اللہ بن مسعود کا مطلع نہونا اس حرمت سے جلیسا اہلسنت مقام اعتذار مین ان بزرگون کی اصرار علی الاباحۃ سے کہتی ہین بہت مستبعد معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہی سب صحابہ اسقدر حاضرباش بارگاہ رسالت تھے کہ ہرگز عقل باور نہین کرتی کہ جس امر کے

ہنا دی باب مدینۃ العلم باذن رسول اکرم ہوں وہ امر ایسے سفر بان درگاہ سی مخفی رہی لاجرم تحریم دونو قول پر بار
اور اباحت صحیح و ثابت ہی اور یہہ روایت جو شاہ صاحب نی ذکر کیا ہی مکذب اسکی وہ روایت ہی جو نہایہ جزری مین ابن
عباس سے مروی ہے کہ آپ فرماتی تہی ماکانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ہذہ الامۃ ولولا نہی عمر عنہا
ما زنی الا شقی اور تفسیر ثعلبی و در منثور کہ تفاسیر معتمدہ اہل سنت سی ہے اوسمین جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب
علیہ السلام سی مذکور ہی لولا نہی ابن الخطاب عنہا ما زنی الا شقی یعنی اگر منع نہ کرتا عمر متعہ نساء سی تو ہر گز نہ زنا
نہ کرتا مگر بدبخت اور شقی اور مستقصی امام غزالی کی جو روایت ذکر کرچکا ہوں وہ بہی صاف مکذب روایت شاہ صاحب
کی ہے اور حدیث فہم یحللون ما یشاؤن اسکی معنی آپ سمجہی نہین اور نہ کتاب حسام کو بخوبی ملاحظہ فرمایا ورنہ
آپ تفویض کی جو معنے سمجہی ہین کہ ائمہ ہدی علیہم السلام اپنی رای سے بغیر حکم خدا کی جو چاہتی ہین حلال کرتی ہین
زبان سی یوں نہ ارشاد فرماتی مین کہتا ہوں اس حدیث کی دو جواب ہین ایک تو یہہ کہ اس حدیث کو شاہ عبد العزیز
نی موضوع اور مفتری ٹہرایا ہی اور اپنی کتاب مین اسطرح سی لکہا ہی و این ہر دو روایت موضوع و مفتری اند زیرا کہ
حسین بن محمد از ضعفا روایت میکند و مراسیل بیشتر در کتاب خود می آرد قال النجاشی ذکرہ اصحابنا بذلک
و محمد بن حسن میثمی از مجسمہ است کہ ایمان ندارد و روایت او را چرا اعتبار باید کرد و اگر درین جا اعتبار کنند تجسیم
را بالکہ اکثر از ائمہ روایت میکند قبول باید داشت انتہی پس شاہ صاحب نے کمال عقل اور دانشمندی سے اپنے
مدعی مضر کو ذکر کیا اونکو مضر اور نافع مین تمیز نہوا اور جبکہ کتاب رجال شیعیان علی بن ابیطالب سی ضعف
رواۃ اس حدیث کا ثابت ہی تو کیونکر امامیہ رضوان اللہ علیہم پر مدلول اس حدیث سی اعتراض ہو سکتا ہی
دوسری یہہ کہ آپنے کل عبارت حسام کی نقل نفرمایا جو مضر تہی اوسکو چہوڑ دیا اور جسکو نافع سمجہی اوسکو ذکر
کیا دیکہئی کہ اب مین کل عبارت حسام کی جو موافق مدعا کی ہے ذکر کرتا ہوں کہ اوس سے آپکی لیاقت کہل جائیگی
جناب غفران مآب طاب ثراہ نی مولانا باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی اقوال اسطرح پر نقل فرمائی ہین کہ تفویض
در چند معنی مستعمل گردیدہ بعضے از آن معنے در حق ایشان ثابت است کہ از ائمہ منتفی گردد و بعضی ثابت پس بدانکہ
یکی از آن معنے تفویض در خلق نمودن و رزق دادن و پرورش کردن و زندہ کردن و میرانیدن است چنانکہ
قومی ہستند کہ میگویند ان اللہ خلقہم ثم فوض الیہم امر الخلق فہم یخلقون و یرزقون و یحیون و یمیتون و
این کلام محتمل دو وجہ است یکی آنکہ گفتہ شود کہ آنہا جمیع اینہا را بقدرت و اختیار خود واقع می سازند
و ہم الفاعلون حقیقۃ و این کفریست صریح کہ ادلہ نقلیہ و عقلیہ بر استحالہ آن دلالت تام دارد وجہ دوم

انکه فاعل در حقیقت حق سبحانه و تعالی است لیکن مقارن اراده جناب ائمه دین آنرا واقع میسازد کشق القمر
و احیاء الموتی و قلب العصا حیة و غیر ذلک من المعجزات چه بدرستیکه این امور بقدرت و اراده حقتعالی صادر شده
تا آنرا تصدیق نماید پیغمبران و ائمه خود را پس هر چند عقل از تفویض باین معنی ابا نمی نماید لیکن در احادیث بسیار منع
وارد شده از اینکه در ما عدای معجزات کسی بآن قایل شود و معنی دوم تفویض در امر دین است و این هم محتمل
دو وجه است یکی آنکه حقتعالی عموما تحلیل و تحریم اشیا را بجناب پیغمبر خدا و ائمه هدی مفوض فرموده باشد من
غیر وحی و الهام و یا اینکه احکام الهی که بطرف ایشان نازل شده آنرا بمجرد رای خود باطل سازند و این معنی باطل است
لا یقول به عاقل فان النبی ص کان ینتظر الوحی ایاما کثیرة لجواب سایل و لا یجیبه من عنده و قد قال الله تعالی
و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی و وجه دوم آنکه هرگاه جناب حقتعالی پیغمبر خدا را بجمیع وجوه کامل گردانیده
بحیثیکه اختیار نمیفرمود امری را مگر آنکه آن موافق حق و ثواب میبود و هرگز بخیال او نمی گذشت چیزی که
مخالف مشیت خدا باشد پس بنابرین تفویض تعیین بعضی امور به آنحضرت ص کرده باشند کالزیادة فی الصلوة
و تعیین النوافل فی الصلوة و الصوم و غیر ذلک لم یکن اصل التعیین الا بالوحی و لم یکن الاختیار الا بالالهام گو بعد ازان
بجهت مزید تاکید مطابق آن وحی نازل میشد و در تفویض باینمعنی نزد عقل هیچ فسادی نیست و نصوص
مستفیضه بران دلالت دارد و معنی سیوم تفویض آنست که حقتعالی مفوض نموده بجناب ائمه دین سیاست
خلق و تادیب آنها و تعلیم آنها و خلق را امر نموده که در جمیع امور اطاعت آنها کنند خواه دوست دارند خلق اطاعت
آنها را خواه نه و تفویض باینمعنی حق است کما لا یخفی قال الله تعالی ما آتاکم الرسول فخذوه و ما نهاکم عنه
فانتهوا و علیه یحمل قولهم ع نحن المحللون حلاله و المحرمون حرامه یعنی در عهده جناب ایشانست که آن احکام
فرمایند و بر خلق است که آنرا قبول نمایند و معنی چهارم آنکه مفوض شده باینمعنی آنکه بحسب رای خود در محل تقیه مطابق
تقیه بیان احکام فرمایند و در غیر محل آن بیان احکام نفس الامری و همچنین بحسب عقول مخاطبین هر قسم که مناسب
دانند تلقین فرمایند و لهم ان یبینوا و لهم ان یسکتوا چنانچه فرموده اند علیکم المسئلة و لیس علینا الجواب الا
کل ذلک بحسب ما یریهم الله تعالی من مصالح الوقت معنی پنجم آنست که حق تعالی بایشان تفویض فرموده
که هرگاه مصلحت دانند مطابق ظاهر شرع حکم فرمایند و هرگاه خواهند مطابق علم خود که حقتعالی ایشانرا الهام
میفرماید ششم تفویض بمعنی آنست که حقتعالی تمام زمین را برای ایشان خلق کرده بهر که خواهند ببخشند و از هر که
خواهند منع فرمایند انتهی کلامه الشریف اس عبارت سے صاف ثابت ہے کہ بالکل مندفع ہو گئی اور تفویض کے

جو معنی آپ سمجھی تھے کہ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام و اوصیا اپنی رای قدس سے بلی وحی و الہام کو جو چاہین سو کرین یہہ زعم
آپکا باطل ہوا اور یہہ بھی میری کلام کا یہہ ہی کہ ضروریات مذہب امامیہ سے ہے کہ حسن و قبح افعال اختیاریہ مکلف کی
عقلی ہین یعنی عقل حاکم ہے کہ کوئی افعال عباد کی خالی حسن یا قبح سے نہین ہین اور یہی ضروریات مذہب امامیہ رضوان اللہ
علیہم سے ہے کہ جناب حق سبحانہ و تعالی حرام نہین کرتا مگر قبیح کو اور واجب نہین کرتا مگر حسن کو ایسی اعتقاد والون پر کوئی جاہل
غبی فضلاء من العالم الزکی گمان نہین کر سکتا کہ یہہ فرقہ جناب پیغمبر خدا و اوصیاء رسول کبریا کو باب تحلیل و تحریم مین صاحب
عنان اختیار جانتی آپ اپنی مرشدونکی خبر لیجیی کہ جناب کتاب مسلم الاصول کہ فی زماننا مدار درس تدریس کا اوسپر ہی
اسطرحسی لکہہ ہی هل يصح التفويض وهو ان يقول للعالم او المجتهد احكم بما شئت فهو صواب وهو
المختار عند اكثر الشافعية والمالكية وتردد الامام الشافعي وعليه امام الحرمين وقيل يجوز لنبي
فقط وقال اكثر المعتزلة لا يجوز وعليه الامام الشيخ ابو بكر الجصاص الرازي ثم المختار عندنا عند
اصحاب الائمة الثلثة الباقية عدم وقوع للتفويض اس عبارت سے صاف و شستہ ہے کہ بعض
بزرگان نو صبے واسطے ہر عالم و مجتہد کی تجویز تفویض احکام کی فرمایا ہی گو کہ وہ عالم و مجتہد مدت مدید
انواع فسوق اور فجور مین گرفتار رہا ہو اور بعد اوسکے تائب ہوا ہو اب انصاف سے فرمائی کہ یہہ تشنیع جو اپنے
شیعون کی طرف لکہی ہے سزاوار اسکی اہل سنت ہین یا شیعہ اثنا عشریہ اور اگر آپ کل کتب امامیہ مین تفحص و تجسس
فرمائین یہہ معنی تفویض کے حق ائمہ اطہار علیہم السلام مین کہ امامیہ قایل اونکی عصمت و طہارت کی ہین نپاوینگے
اور طرفہ یہہ ہی کہ باوجود دعوے مسلمانی کی اہل سنت اعتقاد رکہتی ہین کہ پیغمبر خدا اجتہاد کرتی تھے اور اوسمین خطا
واقع ہوتی تہی خصوصا وسوقت مین کہ اجتہاد اونحضرت کا اجتہاد عمر کے مخالف ہوتا تہا کیونکر نہو حالانکہ کان
الوحي ينزل على لسان عمر شاہد اس مدعا کی ہے اور معلوم نہین کہ خداوند عالم کو کونسا امر مانع ہوا کہ زمان حیات
جناب رسالتمآب مین وحی زبان عمر پر نازل فرماتا تہا اور بعد رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس منصب
جلیل سے معزول کر دیا جیسا کہ قول عمر کا كل الناس افقه من عمر حتى المخدرات في الحجال و لولا علي لهلك عمر
بہی اس عزل پر دلیل قوی ہے بڑا تعجب ہے کہ ائمہ اہل سنت تجویز فرماتی ہین کہ جناب سید المرسلین اپنی اجتہاد
سے کوئی امر ارشاد فرمائین اور اونحضرت سے اوسمین خطا واقع ہو جیسا کہ کتاب مسلم مین اس امر کی تصریح واقع
ہوئی ہے بلکہ سائر اہل سنت اس بات کو باواز بلند کہا کرتی ہین اسکے ابطال کی لیئے قول حق سبحانہ و تعالی
وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى وما يكون لي ان ابدله من تلقاء نفسي ان اتبع الا ما يو

ایدھی کافی ہے اور یہی مخالفت حضرت رسولمختار کی کفر ہی خداوندعالم فرماتا ہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
والمخالف فی الاجتہاد لا یکفر لان المخطی فی الاجتہاد لہ اجر واحد والمستوجب للاجر لا یکفر
اور یہی اگر آپکو اجتہاد جائز ہوتا تو نزول وحی میں توقف نہ فرماتے لکنہ توقف فی مسئلۃ الظہار واللعان
اور یہی اگر مسئلہ و احکام شرعیہ کا رای اور اجتہاد آنحضرت سے ہوتا تو چاہیے کہ عیاذا باللہ پیغمبر مورد تہمت کی
ہوں کہ انہوں نے احکام شریعت کو وضع کیا اپنی جانب سے اور یہہ امر منافی بعثت ہے جب کلام کو یہاں تک
پہونچایا تو چاہیے کہ قلم تیز رقم کو منعطف کروں طرف دفع شبہات ان نواصب کی کہ شاہ عبد العزیز تحفہ میں فرماتے
ہیں و نیز در بعضے امور مشورہ صحابہ کہ آیہ وشاورہم فی الامر وارد است چہ معنی خواہد داشت اس سے
مطلب شاہ صاحب کا یہہ ہی کہ اگر رسول معصوم خطا سے اور نیز سہو سے ہوتے اور خطا اجتہاد میں نکرتے
تو خداوندعالم آنحضرت کو حکم مشاورت کا نہ فرماتا جواب اسکا یہہ ہے کہ حضرت رسالت پناہ کا مشورہ اپنے اصحاب
سے اسواسطے نہ تہا کہ آنحضرت محتاج انکی رای کے تہے جیسا کہ شاہ صاحب نے زعم کیا ہی بلکہ اسکا سبب تہا کہ
مشورہ سبب الفت اور محبت کا ہوتا ہی اسلئے جناب باری نے فرمایا کہ تم ان سے ای محمد مشورہ طلب کرو
تاکہ ویسی محبت کہیں اسواسطے کہ حضرت رسولخدا اکمل خلق تہے اور رای آنحضرت کی اسلم تہی پس
کیونکر یقین ہوسکتا ہی کہ آنحضرت محتاج ان صحابیوں کی رای کے ہوں الغرض ہذا الشی عجاب اور تفصیل
مسئلہ تفویض کے کتاب عماد الاسلام الالہیات وغیرہ میں موجود ہی دیکہو یہہ بہی دعوی اسکا کہ پیغمبر نے فرمایا
دین کو ہماری نسبت نہ بہیجی کیا رسولخدا ہی ہرگز کیا قابل لولا علی لہلک عمر کیا صاحب الرسالہ
والکرامۃ کیا مستخلف من جیش اسامہ کیا خلیفۃ اللہ فی الارض کیا خلیفۃ الناس بالفرض این من قال ان
لی شیطانا یعتریني فان استقمت فاعینوني وان زغت فقوموني واین من قال وعنیہ سلونی سلونی
قبل ان تفقدونی **قال الناصب الغوی اللئیم** باوجود نہ اوترنی وحی اور کتاب کی موافق
رای امامیہ کی شیعہ البتہ دعوی ہمسری آل عبا بلکہ پیغمبر خدا کا کرتے ہیں صاحب تفسیر منہج الصادقین
صاف صاف کہہ رہا ہی کہ جو ایک مرتبہ متعہ کرے حسین کا درجہ پاوی اور جو دوبار متعہ کرے رتبہ
حسن کا پاوی اور جو تین بار متعہ کرے مرتبہ علی کا پاوی غور کرنا چاہیے کہ چار مرتبہ کی متعہ ایک شب
میں جب تین معصوم اور پیغمبر کا مرتبہ حاصل ہو تو ہمسری پیغمبری کی کسنی کی یاد ہی بہول گیا پانچویں دفعہ
مرتبہ بہی کہدیتا تو خدا ہی کا مرتبہ ملتا پہر کیا حاجت تہی مفید ہونے کے شتر بے مہار جو چاہا سو کہا

مقام انصاف ہی الکن حضرات شیعہ اس خیر الاوصاف سی صاف معاف ہین اقول الفضل للہ
العلیم شیعیان آل طہ علیہم السلام کلاو طرا قنبر کے غلامی اپنا فخر جانتی ہین ہمسری او نحضرت کی انکی
وہم وگمان مین نہین اعاذنا اللہ من امثال ذلک باقی رہی فضیلت متعہ کی کہ اسکی فضائل کتب امامیہ مین
احادیث صحیحہ سی جسقدر منقول ہین اونکی وجہ اجمالا بیشتر مذکور ہوچکی علاوہ اوسکی آپ کی کتابون مین بہی
بیان مین فضیلت بعض امور کی اس طور کی حدیثین منقول ہین اوسین آپ کیون نہین استہزا و مسخرہ کرتے
ہان عداوت اہلبیت و محبت خلیفہ نی آپکے چشم و گوش کو بیکار کردیا ہی سوای تشنیع اہل حق کی آپکو
کچھہ محسوس نہین ہوتا اندکی آنکھہ کو خواب غفلت سی کہولکر دیکہیئی احیاء العلوم مین مروی ہے من جاءہ
الموت وہو یطلب العلم لیحیی بہ الاسلام فبینہ وبین الانبیاء درجۃ واحدۃ یعنی جس شخص
کی موت سامہنی آئی حال آنکہ وہ شخص طلب کرتا ہو علم کو تاکہ اسلام کو اوس علم سے بہرہ کری بیچ
درمیان اوس شخص کے اور درمیان انبیاء علیہم السلام کی ایک درجہ ہی اور بہی اوسی کتاب مین روایت
کہ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اور دیلمی و ابن حبان نے بہی اسکو نقل کیا ہی اور فخر رازی کہ امام
سنیونکا ہے ابوہریرہ سی روایت کرتا ہی کہ من صلی خلف عالم من العلماء فکانما صلی خلف نبی من
الانبیاء اور بہی احیاء العلوم مین لکہا ہی من تعلم بابا من العلم لیعلم الناس اعطی ثواب سبعین نبیا و
صدیقا اور بہی اوسی کتاب مین مذکور ہے اقرب الناس درجۃ من النبوۃ اہل العلم اور یہہ تو آپکے کتابون مین بہی
سطر سطر پر لکہا ہوا ہی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اسیطرح سی بہت سی حدیثین ہین کہ اگر استیعاب
کیجائین تو مجلد ضخیم اور کتاب جسیم ہو مگر مشتی نمونہ از خروارے یہان پر بہی کسیقدر ذکر کیا اب عارفین
ملاحظہ فرمائین کہ امامیہ رضوان اللہ علیہم امثال ان حدیث کی جو فضیلت متعہ مین بیان فرماتی ہین کیا گناہ
کرتی ہین سچ ہی کہ کینہای دیرینہ اور ضغاین پارینہ کہ وارثۃ عن الاسلاف تا تہہ آیا ہی سینہای اہلسنت
مین مخفی اور مکنون ہے اوسکو خیال واہیہ سی نکالتی ہین اور طرفہ یہہ ہے کہ باوجود اس بات کی کہ کتاب
محی الدین عربی کی علو کفر و زندقہ سی ہے اور اوسنی اپنی خاتم الاولیاء ہونیکا دعوی کیا اہلسنت کی نزدیک
اوسکے علو مرتبہ مین کسیطرح کا تخلل نہوا جیسا کہ قیصری شارح فصوص نے اوسی سے نقل کیا ہی کہ اوسنی فتوحات
مین اسطرح سے کہا ہی بدرستیکہ او دید در عالم رویا دیواری را پر از طلا و نقرہ درحالیکہ آن کامل بود مگر دو خشت
و خشت وہم در آن کتاب گفتہ کہ من شک ندارم در این کہ من آن را ی و شک نمی کنم کہ منم منطبع د

سخن ہر دو جہت او بوجود من کامل گردید ان دیوار ثم عبرت الرؤیا باختتام الولایۃ لی وفکرت المنام
للمشایخ الذین کنت فی عصرہم وما قلت من الرای فعبروا ما عبرت بانتہی اور مولوی روم نے اسکے
بہی پیرو تہی واسطے بیچ کلمات کفر و زندقہ کی بہت سی کہی ہین مدح شمس تبریز مین یہ اشعار اسنے لکہی ہین
دیکہو بیتے ؎ انبیاء و اولیا حیران شدہ در حضرتش ＊ یحیی و یعقوب یوسف چرخ مطلق میزند ＊
عیسی و موسی چہ باشد چاکران حضرتش ＊ جبرئیل اندر جلالش سر مطلق میزند ＊ خلاصہ یہ کہ اہل سنت
وجماعت نے کلمات کفر و زندقہ کی بہت سی کہی ہین اگر استیعاب کئی جائین تو بہت طول ہو اور یہہ جو
ہماری مذہب مین درباب فضیلت متعہ کی ہے کہ اگر کوئی ایکبار متعہ کرے تو درجہ حسین کا پاوے الخ
تو درجہ پانے سے مراد یہہ نہین ہے کہ خود امام ہوجائے جیسا کہ آپنے اپنی رای عالی سے یہہ مضمون
ٹہرا یا ہی بلکہ مراد یہہ ہے کہ اگر کوئی ایکبار متعہ کریگا تو قیامت کی دن انشاء اللہ پہلو میں ائمہ ہدیٰ میں
رہیگا علاوہ اسکی یہہ حدیث تاکید متعہ کی واسطے ہے جسطرحسی کہ حدیث شریف متفق علیہ شیعہ وسنی
لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد کہ یہہ حدیث بہی محمول تاکید نماز کی ہے بیچ خانہ خدا کی اور اگر ایسا نہو
تو چاہیے کہ جو لوگ ہمسایہ مین مسجد کی ہون اور اپنی گہر مین نماز پڑہین نماز اونکی مقبول نہو اب آپ سے
بہت بعید ہی کہ اسطرحسی فرماوین کہ راوی بہول گیا پانچوین مرتبہ بہی کہہ دیتا تو خدا ہی کا مرتبہ ملتا جب
آپکے مذہب مین یہہ بات ثابت ہے کہ ایک باب علم کا سیکہنے سے ستر نبی اور صدیق کا مرتبہ حاصل ہوتا
ہی تو مسئلہ حلت متعہ کا کہ فرع امامت اور مستلزم حاصل کرنے تین باب علم کی ہے ایک باب ثبوت امامت
ائمہ ہدیٰ دوسری باب بطلان خلافت خلفای جور تیسری باب جواز متعہ علی خلاف قول عمر پس لامحالہ
مطابق آپکے علما کی روایت کی ان تینون بابون کی متعلم کو دو سو دس نبی وصدیق کا مرتبہ حاصل ہوا
اگر ایسی باجو رد شتاب کو کوئی کہی کہ درجہ آل عبا مین شریک ہوگا تو اس کہنے والے کے تحسین وتحسین آپ
ایسی عاقل کے سوا کوئی نہین کرسکتا اور آپ کو عاقل کہنے کے وجہ اسکی سوا نہین ہے کہ شاعر کہتا ہے
؎ دی و دیعتی بایکی بد می گفت ＊ دل راز غمش نمے خراشیم ＊ ما نیز نکوی او بگوییم ＊ تا ہر دو دروغ
گفتہ باشیم ＊ قال مولانا المجتہد الحری بالتکریم اور اگر نسخ پہلی سے ہوتا تو ائمہ اہلسنت
کی نزدیک بہی جائز نہوتا حالانکہ شمس الائمہ سرخسی اور صاحب ہدایہ اور شارح مقاصد اور صاحب جامع الرموز
اور قاضی خان اور صاحب کنز الدقایق اور ملا یوسف واسطی اور صاحب خزانۃ الروایات اور صاحب

رضی اللہ عنہم علی انتساخہ والیہ ذہب اکثر العلماء رحمہم اللہ وذہب مالک رحمہ اللہ الی الجواز انتہی
بعد اوسکی شارح مذکور نے باب خامس میں شرح حدیث یا ایہا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من
النساء الحدیث کی اسطرحسے لکھا ہی نکاح المتعۃ کان مباحا فی ابتداء الاسلام ثم صار حراما واکثر العلماء
علی حرمتہ وبقی مالک رحمہ اللہ علی حلتہ والمتعۃ ان یقول الرجل للمرأۃ اعطیک کذا دینارا علی
ان تمتع بک شہرا وکذا یوما انتہی اور تبیان الحقایق شرح کنز الدقایق میں مذکور ہی وبطل نکاح
المتعۃ وصورتہ ان یقول اتمتع بک کذا مدۃ بکذا من المال وقال مالک ہو جائز لانہ کان
مشروعا فبقی الی ان یظہر ناسخہ واشتہر عن ابن عباس تحلیلہا وتبعہ علی ذلک اکثر اصحابہ من اہل الیمن
ومکۃ وکان یستدل علی ذلک بقولہ فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن وعن عطاء انہ قال
سمعت عن جابر یقول تمتعنا علی عہد رسول اللہ وابی بکر ونصفا من خلافۃ عمر ثم نہی لنا
عنہ وہو یحکی عن ابی سعید الخدری والیہ ذہب الشیعۃ انتہی اور بیچ جلال الدین سیوطی نے رسالہ
انموذج اللبیب فی خصایص الحبیب میں لکھا ہی کہ شرع فی عمدۃ احکام ثم نسخت فعل بہا اصحابہ ولم یعمل
بہا احد بعدہم منہا فنسخ الحج الی العمرۃ عند الجمہور ومتعۃ النساء عند اکثر الائمۃ اور لفظ اکثر ائمہ
میں صریح ہی کہ متعہ نساء بعضی ائمہ کی نزدیک منسوخ نہیں ہوا اور یہ معلوم ہی کہ ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد حنبل قائل
حلت متعہ کی نہیں ہیں پس مراد اوس سے مالک اور دوسرے علماء اہلسنت ہونگی قال الناصب الغوی اللئیم
بلکہ صاحب ہنیہ افادہ فرماتی ہیں کہ مالک متمتع پر حد تجویز کرتی ہیں اور سوا اسکی اس باب میں شہادت علامہ حلی کے
کشف الحق میں کیا کم ہی کہ فرماتی ہیں ذہبت الامامیۃ الی اباحۃ نکاح المتعۃ وخالف فیہا الفقہاء الاربعۃ اقول
بفضل اللہ العلیم شاہ صاحب نے جو اسمقام پر افادہ فرمایا ہی اوسکا جواب مفتی محمد قلی صاحب کتاب تقلیب المکاید
میں اسطرحسے تحریر فرماتی ہیں کہ شیعیان را میرسد کہ میگویند کہ بنا بر قول این ناصبی در این کید ممکن است کہ بعضی از
سنیان از راہ کید وخدعہ کتابی تصنیف نمودہ بامام مالک یا یکی از اصحاب اہلسنت دادہ ودران درج کردہ باشند
کہ امام مالک حد بر متعہ واجب میداند تا اوہام عوام کالانعام کہ بحرمت متعہ تقلید عمر حاصل است قوت پذیرد واگر
بعضی مردم قول مالک بحرمت متعہ نقل کردہ باشند نمیتواند شد زیرا کہ در فتاوای مالک اختلاف بسیار است
چنانچہ یافعی در تاریخ خود در وقایع سنہ اثنین وستین ومایتین گفتہ وفیہا ابو یحیی ہارون بن عبد اللہ الزہری
المالکی قال ابو اسحق الشیرازی ہو اعلم من صنف فی مختلف قول مالک انتہی کلامہ وچگونہ فتاوای مالک

ضیغمیہ میں کہ مذہب ابو حنیفہ را حنفیہ بہتر سید ہشند و مالک را مالکیہ و مذہب شافعی و احمد را شافعیہ و حنبلیہ اوسکے
نسبت قول مالکیہ کا اخری بالقبول ہے کہ اہل البیت ابصر بما فی البیت **اقول بفضل اللہ العلیم ہذا
لنا لا علینا** ملا عبد القادر نے تاریخ بداونی میں لکھا ہے کہ قاضی شیخ حسین عرب قاضی مالکی نے اکبر بادشاہ
کو اجازت متعہ کی دی اور اکبر بادشاہ نے بموجب اونکی اجازت کی بہت سی متعہ کئی اب دیکھو کلام بلاغت نظام
سلطان العلماء کا بارقہ ضیغمیہ میں کیسا صحیح ہے کہ تمنے تسلیم کر لی مالکیہ کی قول کو مذہب مالک کی نقل
میں اخری بالقبول ٹھہرایا تھا ہمنے اونہیں کے مصنفوں کی فتوی سے حلال جاننا مالک کا متعہ انساء
کو تواریخ سے بداونی متعصب حنفی کی ثابت کر دیا اس پر بھی تمہاری قوت منفعلہ کام نہ کری ورتم خجل
نہ ہوگی بقول شخصی قاضی بھی ہر اتا تھا میں ہارا نہیں دیکھو دلیل حلت متعہ کی اس مقام پر ایک ایسی بیان
کرتا ہوں کہ تم تو کیا تمہاری ساری مرشدوں کی اوٹھائے اوٹھ نسکی اور وہ دلیل یہہ ہے کہ شاہ عبد العزیز
تحفہ میں اپنی عبارت افادہ فرماتی ہیں کہ اہل ہر مذہب روایات امام خود بوجہ احسن معلوم ہست اور
ملا سعد تفتازانی نے حاشیہ شرح مختصر الاصول عضدی میں درباب جواز بیع امہات اولاد و عدم جواز کے
لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذہب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا یہہ تھا کہ بیع امہات اولاد کی جائز ہے اسلیے
کہ جواز اوسکی بیع کا شیعیان آنحضرت کی نقل کرتی ہیں اور شیعہ مذہب آنحضرت کی بہتر جانتی ہیں انتہی
[illegible] انصاف سے دیکھنی کہ تمسک ثقلین ... تم بلکہ شیعیان اہل البیت
آنحضرت کو بہتر جانتی ہیں پس تحقیق صحیح ہیں کہ آنحضرت سے در باب حلت متعہ کی نقل فرماتی ہیں صحیح ہیں اور یہہ
مؤید اس امر کا ہے کہ تمسک ثقلین ہمیں لوگ ہیں یہہ ہے کہ فاضل شہرستانی نے کتاب ملل و نحل میں اسطرح پر لکھا ہے
کان ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام ذا علم غزیر فی الدین وادب کامل فی الحکمۃ و
زہد بالغ فی الدنیا وورع تام عن الشہوات وقد اقام بالمدینۃ مدۃ یفید الشیعۃ المنتسبین
الیہ ویفیض علی الموالین لہ اسرار العلوم انتہی حاصل مضمون بلاغت مشحون یہہ ہے کہ جناب ابا عبد اللہ جعفر
بن محمد الصادق علیہ السلام صاحب علم تھے و صاحب ادب تھی اور زہد بسیار رکھتی تھے اور تحقیق کہ اقامت فرمایا
اپنی مدینہ منورہ میں ایک مدت تک افادہ فرماتی تھی اپنی شیعوں کو کہ وہ لوگ اونہیں کیطرف منسوب ہیں
اور فیض بخشی کرتی تھے اپنی شیعوں کو اسرار علوم سے اس کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمسک عترت اطہار
سے ہم جعفریوں کو ہے کہ اونکی قول کو مانتی ہیں اور کہیں کو اخری بالقبول جانتی ہیں ع جعفری باش

باش گر خدا نخواہی ؛ ورنہ در ہر طریق گمراہی ؛ **قال الناصب الغوی اللئیم** اس صورت مین فقط
صاحب ہدایہ کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ علمای امامیہ کا قدیم سی معمول ہے کہ کبھی کبھی اکثر مذہب اہلسنت
مین آپکو منتسب کرکر ایسی روایتین نقل کردیتی ہین تا بیچارے شیعہ اونپر الزام کی قدرت پاوین چنانچہ
کشف الغمہ مین لکھا ہی کہ الشیخ ابا عبد اللہ محمد الکنجی کان یتلبس باہل السنۃ بصورۃ انشا فیہا بالتقیۃ و الفرہ
اسیطرح شاید کسی شیعہ نی مالکی بنکر مالک کے طرف جواز متعہ کی نسبت کی ہوگی اسیطرح ہین صاحب
ہدایہ نی وہو کہا کہا یا **اقول بفضل اللہ العلیم** حقیقت تو یہہ ہی کہ یہہ طعن آپکا جناب حق سبحانہ
تعالی اور ہادی طریقہ رشاد یعنی حضرت رسولخدا ؐ پر ہے اسلئی کہ اسی بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تقیہ
اہل سنت کی نزدیک جائز نہین ہی حال آنکہ صحیح بخاری مین تحت قول حق تعالی الا من اکرہ و
قلبہ مطمئن بالایمان اور الا ان تتقوا منہم تقاۃ مین مذکور ہے وہی تقیۃ قال الحسن التقیۃ
الی یوم القیمۃ اور قاضی بیضاوی تفسیر مین تصریح کی ہے بعقوب تقیۃ منع عن موالاتہم ظاہرا
و باطنا فی الاوقات کلہا الا وقت المخافۃ فان اظہار الموالاۃ حینئذ جائز یعنی بسبب تقاۃ
کو تقیہ پڑہا اور حق تعالی نے منع فرمایا دوستی کفار سی ظاہر مین اور باطن مین مگر وقت خوف کے کہ اظہار
موالات کا کفار سے جائز ہے اب مین کہتا ہون کہ اس آیہ سی صاف آشکار ہے کہ وقت خوف جان کی دوستی
ظاہر کرنی کفار سی جائز ہے بس بقول باطل آپ کی کفار لوگ اعتراض کرسکتے ہین کہ شاید کوئی سنی کافر
بنکر لکہدی کہ عبادت اصنام جائز نہین ہے اور یہی دیکھہ لیجئی کہ حضرت موسی کہ بمصداق قول بیضاوی
کان یعاشہم بالتقیۃ بنی اسرائیل سی تقیہ کرتے تھی نہ یہہ کہ معاذ اللہ دین حقسی انحراف اور طرف فرعون
اور اوسکی احزاب کے ایتلاف رکھتی رہی ہون اسیطرح سی سرور عرب و عجم علیہ تحایا امجاد عالم جناب
حضرت رسول اکرم مکہ معظمہ مین پیش از نزول آیہ فاصدع بما تؤمر اخفای دعوت کرتی تھی نہ یہہ کہ
عیاذا باللہ طرف کفار کی میل رکھتی رہی ہون اور دیلمی نے فردوس مین علی علیہ السلام سی روایت کی ہے لا دین
لمن لا تقیۃ لہ اور مؤمن آل فرعون کہ اپنی ایمان کو پوشیدہ اور مخفی رکھتا تہا جناب باری نے اوسکی
مدح و ثنا کی ہے آپ کی صدیق اکبر کہ عزت و آبرو کا بڑا پاس رکھتی تہی تقیہ نکرتی کیسی ذلیل ہوی
کہ ذکر اوسکا قابل مضحکہ نسوان اور بعینہ صبیان ہے کتاب منتقی مین مذکور ہی کہ ہرگاہ سی و نہ کس ان
مردمان بہ اسلام آوردند ابو بکر از میان آنہا در باب دعوت کردن کفار و خروج آنحضرت الحاح کرد

آنحضرت فرمود که ای ابوبکر با خود تسلیم و تاب مقاومت و مجاهده آنها نداریم پس ابوبکر بسیار اصرار
نمود تا اینکه آنحضرت بمسجد تشریف آوردند و ابوبکر استاده خطبه خواند و در آن هنگام کفار برابوبکر حمله کردند و عتبه
بن ربیعه به پشت نعلین خود که جابجا آنرا پیوند کرده بود ابوبکر را آنقدر زد که بینی او با رخسارش برابر شد و از هم
جدا امتیاز نداشت جیسا که ریاض النضرة مین مذکور ہے حتی ما یعرف انفه من وجهه یعنی عتبہ بن ربیعہ نے
ابوبکر صدیق کو ایسی پاپوش لگائی کہ ناک اونکی مونہہ سی پہچانے نہین جاتی تہے سبحان اللہ جناب رسالتمآب
باوصف اس بات کی کہ کمال شجاعت اور مرتبہ نبوت کا رکہتی تہے اور اعانت ملائکہ اور نصرت جناب
رب الارباب سی مستفید تہی عوض اس بے ادبی کا کفار قریش سے اوسوقت نہ لیا اور بیچاری ابوبکر کو پاپوش
کاری سے نہ بچایا یہہ تقیہ نہین تو کیا ہی اور جلال الدین محدث نی بہت سی حکایتین ذکر کی ہین کہ اون
روایتونسی جواز تقیہ بخوبی ثابت ہوتا ہی اگر اونسب کو اس رسالہ مین ذکر کرون تو بہت طول ہو جائیگا پس
ایسی بہت بعید ہی کہ اسطرح ارشاد فرماوین کہ شاید کسی شیعہ نی مالکی بنکر مالک کیطرف جواز متعہ
کی نسبت کی ہوگی اس شبہہ مین صاحب ہدایہ نی وہہ کہا کہ اگر ایسی اوہام پر مدار رکہا جائے تو
کسی عالم کا قول اوسکی مذہب والی پر دلیل الزامی نہو سکیگا ولو فرضنا تمہاری مذہب مین تقیہ باطل
ہی مگر فسق اور افترا و تہمت پر اقدام کرنا تمہارا اور تمہاری اسلاف کا تو شاید [illegible] ثابت ہی لاجرم
یہہ کلام تمہارا اگر صحیح ہو تو دلیل الزامی عالم سے مفقود ہو جائیگی وہہ کہاتری علاوہ اسکی اولا ہم
یہہ کہتی ہین کہ بمفاد التقیة دینی و دین آبائی و نص صریح و لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة تقیہ مذہب امامیہ مین
جائز ہی جناب پیغمبر سی بہی تقیہ کیا کرتی تہے اگر از راہ تقیہ کوئی شیعہ مالکی بنے تو عجب نہین ہی اور
اگر مالکی بنے گا تو وہ اقوال اوسکی مذہب کے اقوال بیان کریگا پس مالک کی نزدیک اگر متعہ درست نہو
اور کوئی شیعہ تقیہ اوسکی مالکی بنے تو ظاہر ہے کہ وہہ شیعہ عدم جواز متعہ کی روایت کریگا اسلئی کہ اگر وہ
جواز کی روایت کریگا تو مالکی کاہیکو کہلائیگا حالانکہ وہ مالکی بن چکا ہے اور [illegible] جناب سلطان العلماء
تحریر کرتا ہون نسی سند لائی کہ مصنفین اون کتابونکی لکہتی ہین کہ امام مالک متعہ کو جائز کہتی ہین پس کیونکر عقل
قبول کری کہ باوجود اسکی کہ یہہ سب عالم اور عاقل صاحب [illegible] ہین اسلاف اختلاف [illegible] اسکی نسبت ہو کہا
کہا گئی بعد طی اس مراحل کی کہتا ہون کہ منصف [illegible] متتبع سیر و تواریخ پر مخفی نہین ہے کہ [illegible]
کہ تسلط سلاطین جور اور معاندین جناب ائمہ اطہار فی الفتنی والا بکار تا تمام اہل اسلام پر تہا اور [illegible]

خال المؤمنین نے تمہاری محدثین کو واسطے وضع احادیث کی مناقب خلفاء ثلثہ میں مامور کیا تھا کما نص علیہ ابن
ابی الحدید وغیرہ اور غرض اس اہتمام سے فقط یہہ تھی کہ مناقب حضرت امیر المؤمنین اور مطاعن خلفاء ثلثہ کی مخفی
ہو جاوین اور یہی علماء محدثین اہل سنت نے حذف و اسقاط و تحریفات احادیث میں بہت سعی کی ہین چنانچہ
جس روایت میں خلیفہ ثانی نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا ہی کہ آپ ہمکو کاذب غادر و خائن جانتے تھے مسلم
نے کاذبا و غادرا خائنا کی تصریح کی مگر بخاری نے بخوف رسوائی لفظ کذا پر اکتفا کیا اور روایت موضوعہ ان
آل ابیطالب لیسوا الی باولیاء مین کہ راوی اسکا عمرو ابن عاص ہے لفظ ابیطالب کے حذف کیا اور بعض شراح نے
ابی البیاض اور کسی نے ابی العاص اور بعض نے ابیطالب کو ذکر کیا اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے
کہ اکثر لوگوں نے ان آل ابی لیسوا الی باولیاء ساتھ حذف مضاف الیہ کی روایت کیا ہی اور بعضوں نے
لکھا ہی کہ ان آل ابی فلان لیسوا الی باولیاء اور مین کہتا ہون کہ یہہ عذر بدتر از گناہ ہی اسلئے کہ حضرت
رسالتمآب عیاذا باللہ جاہل نہ تھے کہ یہہ کلمہ مہملہ ارشاد فرماتے اور بعضون نے جو ابی البیاض لکھا ہی تو اسکے
ابطال کے لئے عبارت فتح الباری کی کافی ہے حیث قال لا یعرف فی العرب قبیلۃ یقال لہا آل بیاض فضلا
عن قریش و سیاق الحدیث یشعر بانہم من قبیلۃ النبی صلعم و ہی قریش انتہی پس تو یہہ ہی کہ علماء اہلسنت نے اگر
چہ بخوف فضیحت و ذلت کی لفظ ابیطالب کے حذف کیا مگر یہہ عذر اون بزرگوار و نکا بدتر از گناہ ہی پس با
وجود اسکے اہتمام سلاطین بے دین اور محدثین محرفین کے موجود ہونا مطاعن خلفاء ثلثہ کا کتب معتبرہ اہلسنت
مین بجا قدرت الہی سے ہی اور مانند تربیت پانے حضرت موسی کے خانہ فرعون میں صحیح تھا کہ ع
عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ؎ اور یہہ ظاہر ہی کہ ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین بخوف دشمنان
عمر بتقیہ میں بسر فرماتے تھے اور انکار اسکا انکار بدیہیات ہی ایسے حال میں اگر بعض اقوال کوئی حدیث
مؤید او موافق مدعای جناب کے کتب فقہ اثنا عشریہ میں ہو تو مقام نازش نہیں ہے بلکہ محمول بر تقیہ
ہوگی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اور اگر انصاف سے دیکھو تو سنی بھی کہ جنین
ظاہر میں شیعہ بنتے ہین اور باطن میں مذہب باطل پر رہتے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز نے باب اول
مین احوال فرقہ غادرہ کی بیان میں اسکا اعتراف کیا ہی کہ فرقہ مذکورہ در اصل شافعی مذہب بودہ بطمع مال و جاہ
ایشان قبول کردہ داعی شدہ بود و باوصف این ہمہ تا آخر عمر در باطن شافعی بود انتہی یہان سے ثابت ہوا
کہ سنی بخوف قضا سے تقیہ کرتے ہین اور سنی طمع مال سے آل کو بھولکر دنیا کو نذر کرکے مذہب چھپا کر

حاصل کرتی ہیں ایسی صورت میں ممکن ہی کہ یہہ کہا جائی سنیوں سی بعید نہیں ہے کہ باظہار تشیع ایسے
روایتیں ہماری کتابوں میں لکھدیں تا ہمکو سنی او نپر الزام کی قدرت پادیں **قال الناصب الغوی**
اللئیم اسیواسطی جو انشی ہدایہ اور صدہا کتب فقہیہ میں تخطیہ صاحب ہدایہ کا موجود ہی لیکن ثبوت خطا بعضے
اکابر کا کہیں بعلیہ خصوصا نقل مذہب غیر میں مستلزم ثبوت خطا دوسری جگہہ میں نہیں **اقول بفضل اللہ العلیم**
اگر صاحب ہدایہ سی خطا ہوتی تو قاضی مالکی اکبر بادشاہ کو اجازت نہ دیتا اور حیرت تو یہہ ہی کہ تمہاری زعم
میں تنہا صاحب ہدایہ ہی نقل میں خطا نہیں کی بلکہ سیوطی اور مصنفین کتب معتبرہ کا ذکر کیا ہی کہ وہ جو
متعدد ہیں اور سرآمد علماء اہل سنت سی ہیں تو کیسے تم کہتی ہو کہ سبنی خطا کی اور ظاہر ہی کہ اتنی جماعت کثیرہ سی
اگر رای میں ایک طرح کی خطا ہو تو عجب نہیں کیونکہ امکان کہتا ہی کہ ایک طرح کی مقدمات سی ایکطرح کا نتیجہ حاصل
کر لیں سبھی ایک طرح کی خطا کی ہو بخلاف نقل کہ کہ یہی سبب خطا میں تعدد اور متخلف ہیں یا تھہ دو آدمی
مختلف کی طرق مختلف سی ایک طور کی نقل کرتی آئی تو بلا شبہہ با تعدد طرق نقل ثابت ہوا اور صدق روایت کی تیقن
خصوصا ایسی حالت میں کہ تم انہیں کسیکو متہم نہیں جانتی ہو پس اتنی جماعت کثیرہ کا تخطیہ نقل میں باوجود تو
سبب ہونیکی خالی خود غرضی سی نہیں اور کیا لطیفہ ہی کہ خلافت میں دو اہل حل و عقد کی بیعت سی اجماع
کی انعقاد کا اعتبار کیا جاتی اور تیرہ عالموں کا اتفاق کہ ہر ایک انمیں ثقہ امور علمیہ میں صاحب حل و عقد تھا اتفاق
اجماع معتبر ہو لا جرم اگر وہ اجماع حجت ہی تو ثابت ہی کہ یہہ بھی حجت ہو دیکھو تمہاری مذہب ہمیں یاد راخ
تھو وہ تو تمہاری اوپر صادق آئی اور یہہ جو آپنے فرمایا لیکن ثبوت خطا بعضی اکابر کا الخ تا آخر فیہ میں اسکا
عکس ہے نقل مذہب غیر میں تو استلزام ہی صاحب ہدایہ نے خطا کی تو اپنی مذہب کے تہذیب میں البتہ بہت
خطا کی ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** والتخطیہ بابویہ قمی کا طہارت خمر میں کہ شیخ
ابو جعفر طوسی نے کیا **اقول بفضل اللہ العلیم** شیخ عبد الحق دہلوی نے جذب القلوب میں
لکھا ہی و امام احمد در مسند خویش از حدیث ابن عمر آوردہ کہ ہم او ... موضع بہشت آنحضرت ... شیخ آوردہ
اند و آنرا انحجر روا ... بہشت او را ... فصیح گفتہ انتہی پس جبکہ آپ کی بزرگوار ... نسبت
خمر کی طرف جناب رسالتماب کی تو آپکو تشنیع میں باوجود یہہ نہیں ہی علاوہ اسکی داؤد اور بعض فقہا
اور سعید اور شافعی ... احمد قول بقائل طہارت خمر کے ہیں جیسا کہ میزان میں لکھا ہی اما اختلفوا
فیہ فذلک علی الائمۃ الاربعۃ ان الخمر نجس مع قول داود بطہارتہا مع تحریمہا فلا ...

فالاولى ان يستند الى الثانى فيخفف من جهة عدم وجوب التطهير منها ولا يلزم من تحريمها نجاسة
عينها كالميسر والانصاب والازلام وانما هى نجسة من حيث صفتها كما قال تعالى انما المشركون نجس انتهى

اور بعض روايات اماميه كه ظاهر سے اونكى طهارت نكلتى ہو تو محمول تقيه پر ہى اسلئى كه بنى اميه شرب خمر پر بہت حريص تهے
اور ربيعة الراى كه فقهاء مدينه مين سے تها اور بعض شيوخ مالك كے يہه لوگ حكم طهارت خمر كا ديتے تهے اور يہه سب معاصر
حضرت صادق عليه السلام كى تهى اور اكثر شيعيان اہلبيت خلفاء امويه اور عباسيه اور اونكى ملازمونسى معاشرت نه
ركهتى تو جينى نپاتے لاجرم اون فساق كى مجالست كے جهت سى شراب كا لگ جانا انہون كى كپڑومين اور بدن مين محل
اشتباه نہين ساتهه اسكى اگر وه بيچاره مؤمنين بقصد تطهير كا كرتے تو يقيناً وه دشمنان دين انكو مخالف اپنا
ديكهه كر اذيت پہونچاتى بلكه عجب نہين كه قتل كر ڈالتى اسى جهت سى بطور جواز اكل ميته اذن واقع ہوا كه بوقت
ضرورت اوس كپڑے مين نماز پڑہين نه يہه كه شراب كو طاهر جانين پس ابن بابويه عليه الرحمه كتاب من لا يحضره الفقيه
مين جو اسطور سى اجمالاً لكهتى ہين لا بأس ان يصلى فى ثوب اصابه الخمر مراد اوس سے يہه نہين ہے كه شراب طاهر ہے
بلكه مراد اونكى يہه ہى كه نجس ہى مگر تقيه معفو مثل خون كمتر درہم بغلى كے ہى اور دليل اس امر پر يہه ہى كه خود ابن بابويه
قائل ہين كه اگر خمر چاه مين گر پڑى تو سب پانيكو كهينچنا چاہئى اور بغير نزح كى وضو وغيره طهارت اوس سے
جائز نہين ہے جيساكه تمام كتب فقه اماميه اور كتاب من لا يحضره الفقيه اس مضمونسى مملو ہے پس يہانسى صاف
ظاهر ہوگيا كه شراب نجس معفو ہى بوقت ضرورت تقيه نماز اوس جامه سى پڑه سكتى ہين اور يہه امر كچهه منافى
ثقلين كے نہين ہے اسلئى كه وقت ضرورت كى اكثر مسائل شرعيه مستثنى ہوجاتى ہين حاصل كلام كا يہه ہى كه مذهب مشهور
اور مختار معظم اصحاب كا نجاست خمر پر ہى اور بعض علماء اماميه اگر حكم ساتهه طهارت خمر كى كرتے ہون تو اوس سے استبعاد
كرنا اہل سنت كو بيجا ہى اسلئى كه داؤد اصفهانى وغيره علماء اہل سنت بهى طهارت خمر كى قائل ہين اور معاذ الله
پيشوايان اہلسنت نى تو نسبت شرب خمر كى طرف حضرت رسول مختار كى بهى كيا ہى جيساكه اوپر اسكا ذكر
ہوچكا پس عارفين ملاحظه فرمائين كه شناعت اسكى زياده ہى يا اوسكى كتاب ابطال الباطل مين ابن روزبهان
نى لكها ہى مذهب ابى حنيفة ان الحرام بالنص هو الخمر والخمر هو المتخذ من العنب المشتد والمسكر المزبد
فهذا حقيقة الخمر عنده فالمزبد لا يكون خمراً ولا يحصل الاسكار قط بدون الازباد اس عبارت سى معلوم
ہوتا ہى كه شراب اگر انگور كى نهو اور اوسمين زبد نه ہو تو وه موافق مذهب ابى حنيفه كى حلال ہى فراوان حيرت ہى كه بقول
فاضل ابن روزبهان ابو حنيفه كى نزديك شراب وہى ہى جو انگور كى ہو حالانكه كوئى دليل شرعاً يا لغةً اس امر پر كه شراب

اوسیکو کہتی ہین جو انگور کی ہو قایم نہین ہوئے بلکہ انصاف یہہ ہی کہ حقیقت خمر کی یہی سمجھنا چاہئی کہ جو چیز بسبب
نشہ کی ممنوع کردی عام اسسے کہ عنبی ہو یا غیر عنبی اور اعم اسسے کہ نجس ہو یا نہو خمر ہی اور یہہ اوسکا کہنا کہ نشہ بغیر
ازدیاد کی نہین ہوتا خلاف عقل ہے اب فرمائیے کہ شراب کسکی مذہب مین حلال ٹہری **قال الناصب الغوی**
اللئیم یا تخطیہ شیخ ابو جعفر طوسی کا بحث عدم جواز مسح بآب جدید مین کہ شیخ بہاء الدین عاملی نے کیا اور بعید بسط
مقال کے شرح اربعین مین کہا وغفلة مثل ذلک الشیخ الجلیل عن هذا عجیب ولکن الجواد قد یکبو والفاد
قد ینبو انتہی خطا کا موضع آخر مین بلکہ سایر مواضع مین نہو گا اور اپنی ہاتہون اپنی پانو پر تیشہ مارنا پڑیگا شاید ایسے
اندیشہ سے والد بزرگوار جناب کے پہلے ہے کتاب صوارم مین پیش بندی کر گئی کہ کم مذہبی خواہد بود کہ بعضی از روایات
بی اصل و مأول در آن نباشد اور بنا بر اسی قاعدہ کی جابجا صوارم اور حسام مین تاویل احادیث ائمہ کی کرکے صاحب تحفہ کو جواب
دیا ہی لیکن ارشاد ملازمان والا کا کہ اگر ظاہر مین تو خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی معلوم نہین ہوتی اندازہ ہی اسکی تصریحات
فریقین سے و حقیقت خطا صاحب ہدایہ وغیرہ کی اسی مین معلوم ہوئی آگی آپ سمجھتے ہین جو چاہین فرمائین سے قال
القول با فالت خدام **اقول بفضل اللہ العلیم** یہہ عبارت جو آپنے ذکر فرمائی ہے شرح اربعین مین
مذکور ہی اور فقرہ مذکورہ تمہارا ہے لیکن ثبوت خطا بعضی کا بر تقدیر کسی جگہ خصوصا نقل مذہب غیر مین الخ اسی پر منطبق
ہی مگر اسسے کچھہ آپکا مطلب ثابت نہین ہوتا اسلئی کہ دلائل سے ثابت کر چکا ہون کہ صاحب ہدایہ نے یہان خطا
نہین کی بلکہ یہ قول صاحب ہدایہ کی ایک قول ہی اور یہی کہ اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ امام مالک مجوز متعہ کا ہے
شیخ عبد الحق دہلوی نے کتاب رجال رواة احادیث مشکوة المصابیح مین لکھا ہی ابن جریج بضم الجیم الاولی
وفتح الراء وسکون التحتانیة ... هو ثبت ... وفی الکاشف کان
یبیح المتعة ویفعلها توفی بمکة سنة خمسین ومائة وقال الشیخ ابن حجر فی فتح الباری ناقلا
عن القاضی عیاض قال الخطابی ویحکی عن ابن جریج جوازها انتہی پس ابن جریج کہ ائمہ اعلام مین سے
تہا اور ثابت تر اور قوی امام مالک سے تہا اوسنی متعہ کو مباح کیا پس امام مالک سے صحیح اون احادیث کی کہ جنکا
ذکر ہو چکا ہی اگر متعہ کو روا کہین تو سراسر لایق ہی پیرایہ ارباب عقول اور علماء فحول کے ہوگا نہ سزاوار تخطیہ
معلوم ہوا کہ انکار آپکا اور آپ کس شمار مین ہین آپکے مرشدونکا انکار فقط اسلئی ہے کہ مبادا کوئی مستبصر ملاحظہ
کرے کہ ہرگاہ امام مالک اقدم اور افضل ائمہ اربعہ کا تہا اوسنی متعہ کو مباح کیا تو انکار ائمہ ثلثہ کا خالی عناد
اور تعنت سی نہین ہے اب ان تصریحات سی خطا صاحب ہدایہ کی اس نقل مین اصلا معلوم نہین ہوتی

ہوتی اب ان سب کلمات قوم کو تم نظر غور و انصاف سے دیکھو ع کچھہ کہیں گے تمہیں ہر حق کہو کیا ہی **قال**
مولانا المجتہد الجری بالتکریم اسلئی کہ ملا عبد القادر نے تاریخ بداونی میں لکھا ہی کہ قاضی
شیخ حسین عرب قاضی مالکی نے اکبر بادشاہ کو اجازت متعہ کی دی اور اکبر بادشاہ نے بموجب اونکی اجازت
کی بہت سی متعہ کیں **قال الناصب الغوی اللئیم** یہہ بنای فاسد بر فاسد ہی کیونکہ اول
صحت قصہ کی مسلم نہیں اکبر بادشاہ مالکی المذہب نہ تہا کہ اوسکی حالکی پر یہہ حکایت منطبق ہو اور بر تقدیر
تسلیم جسقدر ملازمان والا نی بار قہ ضمیمہ میں عبارت تاریخ بداونی کے نقل کئے اوس سے متعہ کرنا اکبر بادشاہ کا
ایک مرتبہ یا زیادہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا یہہ آپکا حاشیہ ہان یہہ البتہ معلوم ہوتا ہی کہ بعد ردو بدل
بسیار بادشاہ کی خاطر سی بعضی دنیادار عالموں نی مالک کے طرف نسبت کر کر حکم اباحت کا دیا **اقول**
بفضل اللہ العلیم سبحان اللہ آفرین صد آفرین معلوم ہوا کہ علاوہ فضل و کمال کے آپکو تاریخ دانی میں
بہی خوب دخل ہے شیخ عبد القادر بداونی سنی المذہب نے اپنی کتاب میں صریح ہی کہ اکبر بادشاہ نے بحکم
قاضی شیخ حسین عرب قاضی مالکی کے بہت سی متعہ کیں اوسکی کتاب تاریخ بہت معروف و مشہور ہی انکار
اسکا سوای آپکے کسیی نہیں کیا مؤلف دبستان نے بہی احوال اکبر بادشاہ میں لکھا ہی و ہم علما فتوی دادند
کہ بطریق متعہ آنقدر کہ زن خواستن معتبر باشد مباح است و این در مذہب امام مالک جائز است انتہی اب
یہہ آپکا کہنا کہ اول صحت قصہ کی مسلم نہیں غیر مسلم ہی اور بہت حیرت ہی کہ آپ فرماتے ہیں اکبر بادشاہ
کی مالکی اور نہ مالکی ہونی سی ہمکو غرض نہیں مدعا ہمارا یہہ ہی کہ قاضی شیخ حسین عرب قاضی مالکی نے اجازت
متعہ کی دی اور اوسکا فتوی اکبر بادشاہ کی نزدیک معتبر ہوا اور بمفاد اہل البیت ابصر بما فی البیت مالکی کا قول
پنسبت افرضیہ باقیہ کی اس نقل مذہب مالک میں احری بالقبول ہے اور یہہ جو آپنی فرمایا کہ بر تقدیر تسلیم الخ
تو ابہی سمجہا چکا ہوں کہ قاضی مالکی نے اجازت اکبر بادشاہ کو دی اور اکبر بادشاہ کی متعہ کرنی یا نہ کرنے
سی ہمکو کچھہ غرض نہیں اوسکا ذکر تبعا و بالعرض ہے اصل مراد ہماری فتوای قاضی مالکی سے متعلق ہی تو ریسی
عبارت اوس کتاب کے ذکر کر دیتا ہوں تا کہ عارفین او منصفین ذی خبرت ملاحظہ فرماوین کہ ہم جادہ
انصاف سے باہر ہیں یا تم ہکذا عبارتہ رفتن شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی در بغداد و بلازمت شیخ الشیوخ
شہاب الدین سہروردی و اخذ قراءت فاتحہ بمذہب شافعی از آن بزرگ و طعن علماء رسمی دین
ملتان در امضای روایات جواز بلکہ استحسان این فعل از قضات دہلی بتفصیل از مرقوم معلوم

و قاضی یعقوب از امروز باز معزول شد فی الحال قاضی حسین را وکیل ساختند و موافق مذہب خویش بجواز متعہ
ہم حکم کرد انتہی موضع الحاجۃ اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے کہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ مالک متعہ کو جائز کہتا تہا
اسلئی کہ فقرہ موافق مذہب خویش ہویدا ہی کہ مذہب قاضی حسین عرب مالکی کا یہہ ہی کہ متعہ جائز ہی علاوہ
اسکی تمہی لکہا کہ بعضی دنیادار عالمون نے مالک کے طرف نسبت کرکر حکم اباحت کا دیا انتہی اس کلام سی ظاہر ہوتا ہے
کہ اوس عرصہ کی تمہاری علمانے بادشاہ کی خوش آمد کی اسکو ہم مانتی ہین وہ بیچاری کیا تہی ونکی اقدین بہت
کچہہ خوش آمدین کرکی دین فروشی کرتے آئی ہین مگر اس نقل مین مذہب مالک کے اونہون نی کچہہ ارتکاب کذب
نہین کیا بڑا مرتبہ اون کی صدق کا تصدیق قاضی مالکی ہے علاوہ اسکی اگر اونکو جہوٹہہ بولنا ہوتا تو مالک کے تخصیص
کیا تہی شافعی و حنبلی کو بہی شامل کردیتی جسمین مزید خوش آمد ظہور مین آتی بلکہ کوئی روایت اباحت حنیفہ یا صاحبین
کیطرف مین منسوب کردیتی تو البتہ خوش آمد کما ینبغی عمل مین آتی واذلیس فلیس اور تاریخ بداونی سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ بہت سے فاضلون نی یہہ لکہا کہ متعہ امام مالک کے نزدیک حلال ہے جیسا کہ اوسی کتاب مین مذکور ہی کہ
مآل چندین روایات مختلفہ و مذاہب گوناگون بسہ سخن تمام میشود متعہ نزدیک امام مالک و شیعہ باتفاق مباح
و نزد امام شافعی و امام اعظم حرام انتہی موضع الحاجۃ الحاصل بمقتضای الناس علی دین ملوکہم اون فاضلونکو
اگر خوش آمد منظور ہوتی تو نسبت طرف مذہب اکبر بادشاہ کی دیتی کہ یہہ متعہ اوس مذہب مین حلال ہے پس معلوم
ہوا کہ امام مالک مجوز متعہ ہین اگر مجوز نہ ہوتی تو یہہ لوگ اوسکے طرف نسبت تحلیل متعہ کے نہ دیتی **قال الناصب**
الغوی اللئیم لیکن اسکا کیا اعتبار ہی شوستری نے مجالس المؤمنین وغیرہ مین بعینہ اسیطرح کی باتین
ناموسکے خاطر سے اپنی علماء کیطرف نسبت کرکر لکہی ہین کہ بعضے علماء شیعہ باوجود علم و فضل کی خلفای عباسیہ
کی تالیف کو مسائل شرعیہ مین مسامحت اور توجیہ کرتے تہی پہر جب ہے توجیہ اون عالمونکی اور وہ فعل عباسیونکا
شیعونپر حجت نہین تو بر تقدیر ثبوت یہہ فعل اکبر بادشاہ کا کہ خلاف ثقلین ہے اہل سنت پر کیونکر حجت
ہوگا دنیا پرست لوگ خوش آمد اور درآمد کی واسطی بادشاہونکی ایسی باتین بہت کہتی ہین کیا ذہن شریف
سی نکل گیا جو بارقہ صحیحہ مین یون فرمایا چہ بحسب مجاری عادات معلوم است کہ بمقتضای الناس علی دین ملوکہم
قلوب اکثر ناس راغب و مایل میباشد برضاجوئی حکام و سلاطین روزگار و بطرف جمع نمودن زخارف دنیای ناپایدار
پس در وضع اخباریکہ موافق مرضی حکام باشد استبعادی نیست ٭ گہر یہہ بہول بہٹک سے تو اندہیرا ہوگا ٭
چار جانب سے بہت آپ کو کہیرا ہوگا ٭ مقام غور ہے کہ ملازمان والا حکام اودہ کی خوشنودی کی واقعی

کیا کیا اولٹ پہیر کرتی ہتی یہانتک کہ قران مین نقصان ثابت کرکر سبکو ناقص الایمان بنا دیا پہر کیتی سی شہر برباد ہوا کفار کا ہر طرف شور و فساد ہوا مضمون ہے ع بلدۃ لیس بہا انیس ٭ الا الیعافیر والا العیس ٭ و پیش ہی ہر اہل ایمان دل ریش ہے شماتت زدہ ابتک نہین ڈری خدا خبر کری اپنی جہین سمجہ جاوی زیادہ سو ہہنہ کہلوا سکے نہین تک ہنی دیکہی **اقول بفضل اللہ العلیم** یہی ثابت ہو چکا کہ اون لوگون نے خوش آمدی حکم متعہ کا نہین دیا قیاس اسکا شوستری کی قول پر قیاس مع الفارق ہے اور فعل اکبر بادشاہ کا بہت مناسب اور موافق نقلین کے ہی جیسا کہ سابق اسکی دلائل بسیار اور براہین بیشمار سی ثابت ہو چکا مگر ہمکو تو اوسکے فعل سے کچہہ غرض نہین بلکہ فتوای قاضی سے ہمکو مطلب ہے سو وہ الحمد للہ علی احسانہ کہ عبارت تاریخ بداونی سی بخوبی آشکار ہو گیا اور یہی ثابت ہو چکا کہ ابن جریج کہ ائمہ اعلام سی تہا متعہ کو اوسنی بیچے مباح کیا پس باوجود ان تصریحات قران اور تفصیلات پایان کی انکار آپکا خالی عناد اور انحراف طریقہ سداد سی نہین ہے ایسی بکنی سی کچہہ نہوی حاصل ٭ آپ کی قول سب ہی باطل **قال الناصب الغوی اللئیم** پانچ چار حدیثین حرمت متعہ کی اہلبیت سی مطالعہ کیجی بیہقی نے جناب امیر علیہ السلام سی روایت کی قال نہی رسول اللہ صلعم عن المتعۃ وانما کانت لمن لم یجد فلما نزل النکاح والطلاق والعدۃ والمیراث بین الزوج والمرأۃ نسخت **اقول بفضل اللہ العلیم** بیہقی کو ہم نہین جانتی اور اسکی روایت کو نہین مانتی اگر تمہارا امام تہا تو روایت اوسکی تمپر حجت ہو گی ہرگاہ یہہ حدیث کتب معتبرہ امامیہ مین پائی نہین جاتی تو اس جگہہ ذکر کرنا تمہارا فضول ہی صاحبان انصاف سی کہتا ہون کہ امامیہ رضوان اللہ علیہم اختصاص کہتی ہین ساتہہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی اور مسائل علوم دینیہ کو اونہین حضرات سی حاصل کیا ہی جیسا کہ سابق مین کئی طریقہ سی ثابت ہو چکا ہے اور ابن کثیر نی کہا ہی کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام و الثنا مجدد مذہب امامیہ کی ہین اور سابق مین یہہ بہی ثابت ہو چکا ہی کہ امامیہ مذہب ائمہ اثناعشر علیہم السلام کو بہتر جانتی ہین اور نفحات جامی مین لکہا ہی کہ حاصل اوسکا یہہ ہی کہ امیر نوروزنی علاء الدولہ سمنانی سے کہا کہ تو خرگوش کے گوشت کو کہا اوسنی کہا کہ مین نہ کہاؤنگا تب امیر نے کہا کہ کیا وجہ ہی کہ تو اسکو نہین کہاتا اوسنی جواب دیا کہ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہہ حرام ہی اب حضرات سنیہ کی خدمت سراپا برکت مین عرض ہے کہ آفتاب پر خاک نہ ڈالین دیدۂ انصاف سی ملاحظہ فرماوین کہ راکب سفینۂ اہلبیت امامیہ رضوان اللہ علیہم ہین کہ خرگوش کے گوشت کو حرام جانتی ہین یا اہل سنت و جماعت کہ بلا تکلف

اوسکی گوشت کو نوش فرماتی ہین ایسی ہی یہان سی فہم ہو گیا کہ مذہب اہلبیت کا تحلیل متعہ ہی اولی
کہ شیعیان اہل بیت ونکی مذہب کو بہتر جانتی ہین اور انہین حضرات با برکات سی انکو تمسک ہے پس اگر دو ایک
روایتین مخالف اجماع امامیہ کتب امامیہ مین ہون تو وہ محمول تقیہ پر ہونگی تو امثال بیہقی کہ ائمہ محدثین
اہل سنت اور اجلہ مقدمین سی ہماری ہی ایسون کی روایت سی پہر کیا قدح ہو سکتی ہے جیسا کہ سابق مین حدیث
تحریم لحوم حمر اہلیہ و متعہ کی کہ آپ نے استبصار سی نقل کیا تہا اوسکا جواب بخوبی شرح و بسط سی کر چکا ہون پہر ملاحظہ
فرمائیے اور حمل تقیہ پر کچھ محل استعجاب ہی نہین ہے اسلئی کہ اجلہ صحابہ مثل عمران بن حصین و عبد اللہ بن عباس
و عمار بن یاسر وغیرہ اظہار مسئلہ متعہ مین بقول عمر و تہدید اور امثال اوسکی قتل سی [illegible] تہی جیسا کہ
سابق مین بخوبی بتفصیل جمیل ثابت ہو چکا ہی **قال الناصب الغوی اللئیم** اور بخاری
نے حسن و عبد اللہ سی اور انہون نے اپنے باپ محمد بن حنفیہ سی اور انہون نے اپنی باپ علی مرتضی سی روایت کی
کہ ان علیا قال لابن عباس اما علمت ان رسول اللہ نہی عن لحوم الحمر الاہلیۃ وعن المتعۃ اور صاحب مشکوٰۃ
نے بواسطہ انہین راویون کی حضرت علی علیہ السلام روایت کی کہ قال امر رسول اللہ ان نادی عن المتعۃ اور
بیہقی نے ابوذر سی روایت کی کہ قال انما احلت لاصحاب رسول اللہ متعۃ النساء ثلثۃ ایام ثم نہی عنہا اور
قسطلانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سی روایت کی کہ انہ سئل عن المتعۃ فقال ہی الزنا بعینہ جیسا اوپر
مذکور ہوا اور یہان ہی واسطی برکت کی اعادہ کیا ہے [illegible]
انتہی **اقول بفضل اللہ العلیم** راویان ان روایتون کی سب مجروح ہین بلکہ ان روایتون
کی صحت پر اعتماد نہین اس جہت سی مقام استدلال الزامی مین ان روایتون کا ذکر محض لغو اور فضول ہے
خصوصا صاحب تحفہ سمرقندی کی شدت عداوت غلامان اہلبیت سی ہمکو [illegible] اور اقرار ابن ابی الحدید کیونکر انکی
روایت کو تسلیم کر سکتی ہین علی الخصوص ایسی حال مین کہ اہل سنت جناب امیر علیہ السلام سی نقل کرتی ہین کہ لولا
نہی عمر ابن الخطاب عن المتعۃ ما زنی الا شقی جیسا کہ در منثور وغیرہ مین مذکور ہے اور سابق مین بخوبی ثابت ہو چکا
کیونکر عقل باور کری کہ امام بحق ناطق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خلاف اپنی آبا علیہم کی متعہ کو زنا کہین سبحانک ہذا
ھو البہتان العظیم اب مین کہتا ہون کہ احادیث شیعہ [illegible] جلت متعہ کی ثابت ہو چکی ہین بعد اوسکے
کہ کل جدید لذیذ یہان پر ہی بطور تازہ ذکر کرتا ہون کہ اکابر علمائے اہل سنت سی ہی جیسا کہ عبد الوہاب
سبکی نے طبقات کبری مین لکہا ہی انہ کان وحید زمانہ فی علم القرآن ذو الید [illegible]

ضمنت زاد ... فی تفسیر میں لکھا ہی عن عمران بن حصین قال نزلت آیة المتعة فی کتاب اللہ تعالی
ولم تنزل آیة بعدها تنسخها فامرنا بها رسول اللہ صلعم ومات ولم ینه عنها فقال رجل بعد برأیه ما شاء
قلت فلم ینسخ نکاح المتعة الا عمران بن حصین وعبد اللہ بن عباس وبعض الصحابة وطائفة
من اهل البیت انتهی اس بیان سی یہہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بعض اہلسنت جو کہتی ہیں کہ روایت عمران بن
حصین کی باب متعة الحج میں ہی نہ متعة النساء میں یہہ محض غلط ہی اسلئی کہ فاضل ثعلبی نے متعة النساء کی بیان
میں روایت کو ذکر کیا ہی اگرچہ متعة الحج میں بھی ہوئی ہے ہمارا مطلب ثابت ہی کہ خلیفہ صاحب نے دونو متعو
ایک سلک میں منسلک کرکی حرام کردیا اور خلاف رسولخدا صلعم کی تشریع دین میں اختیار فرمایا اگر ہمکو انکی کہنے
کیا ضرورت ہی علمای اہلسنت جب کہیں مفر نہیں پاتی تو کہتی ہیں کہ اس جگہ پر مراد متعہ سی متعة الحج
ہی اور جب مولیان اہلبیت اطہار انکی علماء سی کہتی ہیں کہ اچھا یہہ روایت متعة الحج میں ہو پہر کیوں
خلیفہ ثانی نے متعة حج حرام کیا باوجود اسکی کہ حضرت نے منع نہیں فرمایا اور نسخ نہیں ہوا تب اسکا جواب
بجز خفت ہاری کی کچھ نہیں ہو سکتی اور ناظرین پر مخفی نہ رہی کہ فقط ثعلبی نے اس روایت کو نہیں ذکر
کیا ہی بلکہ فاضل نیشاپوری اور فخر رازی نے بھی ذیل کریمہ مذکورہ میں اسیطرح سی لکھا ہی اور سابق میں
بھی انکا ذکر بھی کرچکا ہوں اعادہ اسکا ضرور نہیں اور بھی جامع الاصول میں عبد اللہ بن مسعود سی روایت
ہی کہ حاصل مضمون اسکا یہہ ہی کہا ابن مسعود نے ہم جہاد کرتے تھی ساتھہ رسولخدا صلعم کی اور نہ تھی ہماری پاس
کوئی عورت پس کہا ہمنی کہ یا رسول اللہ ہم استمنا کرین پس آپ نی منع فرمایا اس فعل سی بعد اسکی
رخصت دیا ہمکو کہ متعہ کریں ساتھہ عورتوں کی عوض کپڑے وغیرہ سی ایک مدت معین تک بعد اسکی تلاوت کیا عبد اللہ
بن مسعود نے اسکو یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم یعنی ای گروہ مومنو نہ حرام کرو
اس چیز کو کہ طیب اور پاکیزہ کیا خدا نی اور حلال کیا تمپر انتہی اور پڑہنا اس آیہ کا صریح اس بات پر دلالت کرتا
ہی کہ متعہ زمانہ حضرت رسولخدا صلعم میں طیبات تہا کسیکو جائز نہیں ہی کہ اسکو حرام کری نووی شرح مسلم میں اس
روایت کی ذیل میں اسیطرح سی لکھا ہی ثم قرأ عبد اللہ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ
لکم اشارة الی انه کان یعتقد اباحتها کقول ابن عباس وانه لم یبلغه نسخها انتهی وابن حجر نی بھی فتح الباری
میں لکھا ہی ظاهر استشهاد ابن مسعود بهذه الآیة ههنا انه کان یری جواز المتعة انتهی پس بعض
فضلای اہلسنت جو یہہ کہتی ہیں کہ اس حدیث سی ثبوت متعہ کا فی بعض الاوقات ہوتا ہی اور عدم

اسکے سمجھی نہین جاتی خالی جہل یا تجاہل سے نہین اگر کوئی توہم کری کہ شاید نسخ کی خبر ابن مسعود کو نہ پہونچی
ہو جیسا کہ شوکت عمریہ مین لکہا ہی تو ہم کہین گے کہ یہہ توہم باطل ہے اسلئی کہ خود شاہ عبدالعزیز اپنی تحفہ مین لکہتی ہین
کہ جناب امیر علیہ السلام نی تحریم متعہ کی ندا دی تہی اور یہی خلیفہ ثانی نے اشد وعدسی اسکو حرام کیا تہا اور خلاف خدا
حکم رجم کا بہی دیا تہا اور بقول تمہاری زمانہ نسخ کا بہی بہت گذر گیا تہا اسکے ساتہہ عقل عاقل ہرگز باور نہین کرنے
کہ خبر نسخ کی عبداللہ ابن مسعود یا ابن عباس کو کہ شب و روز پیغمبر صلعم اور معظم صحابہ کی جلیس رہا کرتے تہی نہ پہونچی ہو
تفسیر قرطبی مین ہے انہ روی عن عطا عن ابن عباس انہ قال ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ہذہ الامۃ
ولولا نہی عمر عنہا ما زنی الا شقی اور کنز العمال مین علی سے روایت ہے قال لولا ما سبق من رای عمر بن
الخطاب لامرت بالمتعۃ ثم ما زنی الا شقی اور محصل دونو روایتون کا یہہ ہی کہ اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتا تو زنا نہ کرتا
مگر بدبخت اور شقی اور جبکہ عمر نی اوس سے منع کیا جیسا کہ ان دونو روایتون سے صاف تصریح لفظ عمر کی معلوم ہوتی ہے
پس کثرت زنا کی ہی تحقق ہوئی اور فسادات کثیرہ پیدا ہوئی اور عاقل خبیر لطف اس عبارت کا سمجہہ لینگی کہ صاف تعریض و
اعتراض ہی متعہ پر ہی اور سابقا ہی جیسے نہایہ ابن اثیر سے یون نقل ہوئی ہی عن ابن عباس ما کانت المتعۃ الا
رحمۃ رحم اللہ بہا امۃ رسول اللہ ولولا نہیہ عنہا ما زنی الا شقی اسکی جواب مین بعض فضلای اہلسنت نی
اسلئی جیسے لکہا ہی کہ ضمیر نہیہ مین راجع طرف حضرت ختمی مآب کی ہے اور یہہ جواب اونکا باطل اور سراسر خلاف عقل ہی اسلئی
کہ اس حدیث سے تو تعریض اور اعتراض معلوم ہوتا ہی عقل کیونکر باور کر سکتی ہے کہ جناب ابن عباس حضرت رسالتمآب
پر مانند خلیفہ ثانی کی اعتراض کرین ان ہذا الشیء عجاب لا یلیق ان یتفوہ باحد من ذوی الالباب اور سوا اسکی تفسیر
قرطبی اور کنز العمال سے جو روایتین ہم نقل کر چکی ہے صاف اوسمین لفظ عمر موجود ہی اوس سے ظاہر ہی کہ مانع اوسکا
سوای عمر کی دوسرا نہین پس تکرار عصیان کا بہتر نہین ہے ایک مرتبہ حدیث بہولی ذکر کر کی گناہ کی مرتکب ہوئی تہا ہم
دوبارہ ذکر کر نیسی کیا حاصل ؎ فلا ترم بالمعاصی کسر شہوتہا + ان الطعام یقوی شہوۃ النہم +

قال الناصب الغوی اللئیم اب حضور والا فرمائین کہ اکبر بادشاہ نی کہان متعہ کیا اور
مالک نے کیونکر حلال لکہا اور اوسکو حضرت عمر نے حرام کیا یا خود جناب پیغمبر صلعم نی ہو سکی باتین کبہی اگر متعہ
حلال ہوتا اور اجر یا زجر اوسکا جیسا خلاصۃ المنہج والی نی لکہا ہی کہ ممتوعہ کی بوسہ لینی مین حج و عمرہ کا ثواب
ملتا ہی اور ہر لذت اور شہوت کی بدلی ایک نیکی لکہی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کی مر گیا قیامت کے دن بد شکل اوٹہیگا
اور ناک اوسکی کٹی ہوگی تو جبتک ائمہ اسکی ثابت نہ رہتی گیارہ اماموں مین کسی نے متعہ نہین کیا علی الخصوص

علی الخصوص جناب امام حسن علیہ السلام کو باعتراف صاحب مجالس المؤمنین وغیرہ کی بیشتر نکاح کرنی اور طلاق
دیتی یہانتک کہ حضرت امیر اونکو فرماتی تہی کہ لوگ کیون کو اسکی نکاح مین دو کہ مرد مطلاق ہی یعنی بہت طلاق
دیا کرتا ہی اس کنارہ کشی نہ کرتے کہ بہت سہل تہا ہم خرما ہم ثواب پہر بازرہنی مین ان اماموں کی اعمال اجر اور
استعمال پہر لازم ہی یا نہیں معاذ اللہ جہوٹہون نی یہہ حدیث بناکر اس حرام کاری کو اماموں کی طرف منسوب کیا
اور اونکی نقد امامت پر بٹا لگایا ع دوستی بجز دو دشمنیست ؛ انصاف شرط ہی بہائی انصاف خوب نہیں
ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین **اقول بفضل اللہ العلیم** تاریخ بداونی سے ثابت ہوا کہ قاضی شیخ
حسین عرب مالکی نے اکبر بادشاہ کو اجازت متعہ کی دی اور جناب سلطان العلماء نے بہت سی کتابوں سے
سند لائی کہ مصنفین نے اونکی اعتراف کیا کہ مالک جواز متعہ کا ہے اور اس خاکسار نی بہی بہت سی حدیثین
سابق مین ذکر کی ہین کہ اوس سی ثابت ہوتا ہی کہ مالک بیشک متعہ کو جائز کہتا تہا غرض کہ اس رسالہ مین اس قدر
بیمقداری اثبات متعہ پر بہت دلایل لکہی ہین اہل سنت اونکا انصاف سی ملاحظہ فرماوین تو حرمت متعہ کے
کبہی قائل نہون اور یہہ جو آپنے فرمایا کہ گیارہ اماموں مین سے کسینی متعہ نہین کیا الخ اقول اس کنارہ
کشی نہ کرنی خالی جہل سے نہین اسلیئی کہ متعہ نہ کرنیسی یہہ لازم نہین آتا کہ متعہ حلال نہو کیونکہ باتفاق فریقین
تزویج اربع جائز ہے مگر کہین سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ پیغمبر خدا یا ائمہ معصومین علیہم السلام نے
تزویج ساتہہ چار کی کی ہو اور جب روایات شیعہ سی ثابت ہی کہ خود پیغمبر خدا نے متعہ کیا تہا تو پہر اگر ائمہ نے نکیا
کہ ہمیشہ تقیہ مین رہتی تہی اگر متعہ نکرین اور حکم واسطی اپنی شیعوں کی دین تو یہہ فعل حرام کیونکر ہو سکتا ہے
اب سنی کہ بکر بن محمد نی جناب امام صادق سی روایت کی ہے کہ وہ حضرت فرماتی تہے انی لاکرہ للرجل ان
یموت وقد بقیت علیہ خلۃ من خلال رسول اللہ لم یاتہا فقلت ہل تمتع رسول اللہ قال نعم
وقرء ہذہ الآیۃ واذا اسر النبی الی بعض ازواجہ الآیۃ اور یہہ جو تم سمجہو کہ اس زمانہ مین رواج ہی کہ نکاح
مین ہزارون لاکہون روپیہ مہر معین کرتے ہین حال آنکہ کہین سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ ائمہ ہدی نے
اسقدر مہر معین کیا ہو اب تمہاری قول کی موافق چاہیی کہ یہہ جائز نہو حال آنکہ باتفاق فریقین جواز
اسکا ثابت و متحقق ہی باقی رہا اجر کو جو آپنے فرمایا ہین جبکہ کتب شیعہ و سنی سی بخوبی ثابت ہی
کہ اجر و ثواب متعہ کا حضرات ائمہ طاہرین سی منقول ہے بس اسکو فرمانا ان حضرات کا درباب اجر متعہ کی کافی
ہی اگر کسی وجہ سی ائمہ ہدی نے متعہ نکرے تو ثواب متعہ کا اونہین حضرات سی منقول ہے کیونکر ثابت نہ ہو

قال الناصب الغوی للئیم سوائے متعہ محرمہ کی انکی بزرگون نے دوریہ نکالا ہی کہ دو تین آدمی
ملکر ایک عورت سے متعہ کرین اور اپنی باری باری اسکی ساتھہ رہین مصائب النواصب الا لکھتا ہی کہ یہہ حکم
اوس عورت کا ہی جسکا حیض منقطع ہو چکا ہو اقول بفضل اللہ العلیم افسوس ہے کہ آپنی کتاب مصائب
النواصب کو ملاحظہ نہ فرمایا ورنہ شناعت متعہ دوریہ کی نسبت طرف امامیہ اعلی اللہ مقامہم کی نہ دیتی اسلئے کہ
صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہی کہ انکی بزرگون نے ایک نکاح دوری نکالا ہی اس صورت سے کہ
ایک مرد اپنی عورت کو بعد وطی کے بطلاق باین جدا کردے پہر بعد ایکساعت کی عدہ مین اوس سے نکاح کرے
پہر اگر بعد نکاح ثانی کی قبل اسکی کہ دخول کیا ہو طلاق دی تو عورت باین ہو جائیگی عدہ کی احتیاج نہین ہے
اسلئے کہ حق سبحانہ تعالی قران مین فرماتا ہی ان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لكم عليهن من
عدة تعتدونها پس اوسوقت مین اوس عورت کو جائز ہے کہ اوسیوقت دوسرے مرد سے نکاح کرے اور
زوج ثانی کو جائز ہی کہ مثل زوج اول کی عمل مین لائے یعنی جماع کرے اوس عورت سے بعد اسکی طلاق
دے اور بعد ایک ساعت کے خواستگاری پہر کرے اور اپنی عقد مین لائے اور ہنوز دخول نکیا ہو کہ طلاق دے
تو وہ بائن ہو جائیگی اور بنص قرانی عدہ نہین پہر وہ عورت تیسرا شوہر کر سکتی ہے اسیطرح سے کہ وہ عورت
شوہر کرتے جائے تو قباحت نہین ہے اور یہہ نکاح دوری خصوصیت کسی طرحکی عورت کی ساتھہ نہین رکھتا
ہے یعنی شابہ سب سے ہو سکتا ہی بعد اسکی حاشیہ منہ مین شوستری علیہ الرحمہ فرماتی ہین قال صاحب الوقایہ
وغیرہ ما حاصلہ انہ اذا طلق الرجل طلاقا بائنا ثم تزوجها فی عدتها وطلقها قبل الدخول فعند محمد یجب
نصف المهر واتمام العدة الاولى فقط ولا عدة للطلاق الثانی لان الزوج قد طلقها قبل الوطی فیہ وعند
زفر لا عدة عليها اصلا لان العدة الاولى سقطت بالزوج ولم يجب بالنكاح الثانی للدلیل محمد انتہی
اور ہدایہ مین بعد نقل قول محمد کی اسطرح سے ہے قال زفر لا عدة عليها اصلا لان الاولى قد سقطت بالزوج
فلا يعود والثانية لم يجب انتہی پس موافق قول زفر کی کہ وہ بہی اجلہ اصحاب ابی حنیفہ مین سے تہا لازم آتا ہے
کہ دو تین آدمی ایک عورت سے ایک دن مین نکاح کر سکتی ہین اسلئے کہ اوسکی نزدیک بعد تزویج ثانی
کی پہر کوئی احتیاج نہین نہ تو عدہ اولی تمام کریگی اور نہ ثانی جیسا ابہی ذکر ہو چکا اب انصاف سے ملاحظہ فرمائیے
کہ استبعاد نزدیک آپکی متعہ دوریہ کا بعید از عقل ہے یا نکاح دوریہ شابہ کا ہرگاہ صاحب مصائب النواصب
نے جواب مین صاحب نواقض الروافض کے اس نکاح دوریہ کو ذکر کیا ہی تو لازم تہا کہ آپ بہی اوسکو ذکر

ذکر کرتی مگر آپنی ابلہ فریبی کو آبای روحانی سے وراثۃ پایا ہی اسلئی جسکو اپنا مضر جانا لکہا اور مفاسد کو چہوڑ دیا مگر انصاف یہی لازم تہا کہ متعہ دوریہ آئسہ کی ساتہہ نکاح دوری شاتہ کو بہی ذکر کرتی و قال صاحب مصائب النواصب لا یجیبا قد نصوا ذالک بالآئسۃ لا مما یعم الآئسۃ و غیرہا من ذوات الاقراء و حج نفع الاستبعاد العقلی ظاہر لان الغایۃ و الحکمۃ فی العدۃ فی غیر المتوفی عنہا زوجہا استبراء الرحم حفظا للنسب و ہو منتف فی الآئسۃ و الصغیرۃ صاحبان بصیرت ارباب خبرت کی خدمت مین معروض ہے کہ دونوکو بخوبی ملاحظہ فرمائین اور صاحب طعن السنان کو معذور جانین کہ شناعت متعہ دوریہ تلبیس و فریب کرتا ہی اور اپنی نکاح دوری کو کہ سراسر شناعت نسب ہی نہین دیکہتا **قال الناصب الغوی اللئیم** جامع عباسی مین ہے کہ اپنی لونڈی کو کسی پر حلال کر دینا درست ہی اور بعضے ونہات لکہا کہ یہہ خواص فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ سے ہے **اقول بفضل اللہ العلیم** اس استبعاد کا جواب جو صاحب مصائب النواصب نے لکہا ہی اگر اوس کتاب مین دیکہتی تو پہر جواب کے طالب نہوتی قال و اما ثامنا فلان ما ذہب الیہ بعض اصحابنا من تجویز وطی امۃ الغیر بمحض قول المالک احللت لک وطیہا لیس باولی فی الشناعۃ مما جوزہ ابو حنیفہ من انعقاد النکاح بلفظ الہبۃ و العاریۃ و ای فرق بین ان یقول مولی الامۃ بواحد احللت لک وطی جاریتی و یقول ولی ان وجہ وہبتک او اعرتک وطی امتی انتہی ملخص موضع الحاجۃ اور جواب تفصیلی اسکا اسطرح ہی کہ اول یہہ کہ صیغہ تحلیل یعنی احللت لک وطی امتی کہی اور دوسری قبول تیسری یہہ کہ اوس کنیز کی کوئی شوہر نہو چوتہی یہ کہ محلل مالک اوس کنیز کا ہو اور سفیہ مجنون وغیرہ نہو اور بعد تحقق ان سب شروط کی تحلیل جائز ہی اور اگر کوئی شخص وطی کو حلال نکری بلکہ فقط خدمت کو حلال کری تو اسصورت مین اوس شخص کو وطی کرنا جائز نہین ہی اور علماء امامیہ نی اختلاف کیا ہی کہ یہہ قسم داخل نکاح ہی یا داخل ملک یمین ہی سید مرتضی علم الہدی فرماتی ہین کہ تحلیل نکاح مین داخل ہے اور جیسا کہ نکاح مین بغیر ایجاب قبول کے عقد منعقد نہین ہوتا ویسا ہی اسمین بہی بغیر صیغہ تحلیل و قبول کے تحلیل جائز نہین اور مالک کنیز نی مہر اوسکو بخش دیا ہی جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ مین ہے و للمولی ان یہب صداق امتہ عن زوجہا کان مدبرۃ و ام ولد انتہی اور محقق افادہ فرماتی ہین و لعل الاقرب ہو الاخیر اسواسطی کہ ملک کے دو قسم ہی ایک تو ملک یمین ہی اور دوسری ملک منفعت اور ملک منفعت عام ہی خواہ تابع ملک اصل کی ہو یا تنہا بغیر تبعیت کی ہو کنز العرفان مین

ملک المنفعة اعم من ان یکون تابعا الملک الاصل و منفردا انتہی اس سے بھی ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں
خداوند عالم نے جو یوں ارشاد فرمایا ہے الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم اس سے تحلیل سمجھی جاتی ہے اسلیے
کہ ملک یمین خاص ہے جب اسکا تحقق ہوگا تو ملک منفعة کہ عام ہے بھی متحقق ہوگی اور اہل سنت کی کتابوں میں
بھی یہ تقسیم جائز ہے جیسا کہ شرح طحاوی میں ہے قال الشیخ الامام التملیک علی ضربین تملیک منفعة
و تملیک عین و کل وجہ علی وجہین اما ان یکون ببدل او بغیر بدل فتملیک العین ببدل هو البیع
و تملیک العین بغیر بدل الهبة و الصدقة و الوصیة و ما اشبه ذلک و اما تملیک المنفعة ببدل فهی الاجارة
و تملیک المنفعة بغیر بدل هی العاریة انتہی و بعض محشیان شرائع الاسلام کی کہتے ہیں لما کان حل الفروج
منحصرا فی العقد و الملک بقوله تعالی الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم و کان القول بحل الامة بالاباحة
عند علمائنا وجب ان لا یکون خارجا عن الامرین و قد اختلفوا فی رده الیہما فذهب المرتضی الی انه
عقد و التحلیل عبارة عنه و الاکثر و منهم المصنف علی انه تملیک منفعة مع بقاء الاصل انتہت عبارته
اللطیفة اب اس بیان سے بخوبی ظاہر ہوا کہ تحلیل خلاف قرآن نہیں ہے اور عطا ابن ابی رباح کہ رئیس فقہائے اہل سنت
سے تھا اسنے بھی تحلیل کو جائز کہا ہے جیسا کہ عنقریب ان شاء اللہ تعالی بیان اسکا بخوبی ہوگا فانتظر منتظرا
قال الناصب الغوی اللئیم ارشاد الاذہان میں ہے کہ اپنی لونڈی یا ام الولد یا مدبرہ کا کسی پر مباح
کر دینا منع نہیں **اقول بفضل اللہ العلیم** اسکا جواب تم ابھی پا چکے مگر زیادتی توضیح کے لیے
کہتا ہوں کہ اگر ولی نے اسطور سے کہی کہ وہبتک یا اعرتک یا وطی بیتی اور مولا کی کنیز اسطر سے کہی احللت
لک فرج جاریتی یا وطی جاریتی تو عاقل ہوشیار کی نزدیک شناعت اسکی زیادہ ہوگی یا اسکی اور دونوں
کو کیا فرق ہوگا نہ قائل ہونا تحلیل کا کہ یہ فقط کنیز میں ہوتا ہے اور قائل ہونا عقد کا بلفظ عاریه و هبه صرف
ہیں کہ اسمیں احتیاط زیادہ کرنا چاہیے خالی جہل سے نہیں ہے مگر یہ کہ اپنی شوہر کو بھول جانا اور غیر کی بھی
دیکھنا یہ تمہارا کلام ہے **قال الناصب الغوی اللئیم** استبصار میں ہے کہ عاریت دینا فرج کا
روا ہے اور بالاجماع وقف کرنا فرج جاریه کا شیعہ کی مذہب میں درست ہے اور نفع اسکی خوش جان
کرنا حلال طیب رحمة اللہ علی ہذا المذہب **اقول بفضل اللہ العلیم** عاقبت گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ با آدمی بزرگ شود ہذا آپکا قصور نہیں شاہ صاحب بھی اسیطور سے فرما گئے ہیں اور ظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ آپنے بھی شاہ صاحب کے تقلید کی ہے اسلیے کہ وہ اپنی تحفہ میں کہتے ہیں نیز گفته اند بالاجماع

بالاجماع وقف کردن فرج جاریه درست است پس آن بنحو هبه برده و متعه کنند و حلال آنست چه کسیکه برای کنیز وقف
کرده است حلال طیب است تو شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں انتہیٰ عبارۃ التحفہ میں کہتا ہوں کہ یہہ کہنا کئی وجہ سے
باطل ہی اول یہہ کہ عاریت کا مفہوم اور تحلیل کا مفہوم جدا ہی پس نسبت دینا لفظ عاریت کا طرف علماء امامیہ
کی افترای محض ہی صاحب جامع عباسی فرماتے ہیں و عاریت گرفتن کنیز جہت تمتع از وی بغیر آنکہ بلفظ تحلیل یا اباحت
گوید جائز نیست اور خود صاحب شرایع الاسلام فرماتے ہیں ولا یستباح بلفظ العاریۃ پس لفظ عاریت کو
نسبت دینا طرف امامیہ رضوان اللہ علیہم کی افترای محض ہی دوسری یہہ کہ شاہ صاحب نے واسطی فریب دینی
عوام کی صورت مسئلہ کو تبدیل کر دیا ہی اسلئی کہ صورت مسئلہ کی یہہ ہی کہ جب لونڈی کو وقف کرین تو
اوسکی ساتھہ تزویج درست ہے اور مہر اوسکا ارباب وقف کی لئی ہے جیسا کہ شرایع الاسلام میں ہی یجوز
تزویج الامۃ الموقوفۃ ومهرها للموجودین من ارباب الوقف لانه فائدۃ کاجرۃ الدار یعنی تزویج
کنیز موقوفہ کی جائز ہوئی اور بسبب اسکی کہ کنیز مذکور ملک مالک سی منتقل ہو کی طرف ارباب وقف کی
آگئی تو مہر کسی غیر کی نہیں ہوتی بلکہ مہر اوسکا موالی کے لئی ہے جیسا کہ یہہ امر مقررات اہل سنت سے بھی ہے اب
کہو اس بیان سی فرج جواری کو وقف کرنا کہاں سی ظاہر ہوا فوائد اوسکی آپ لینا کس لفظ سی مفہوم ہوا
ثانی یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے لونڈی کو واسطی خدمت کی کسی پر وقف کری تو جائز
ہی اور پھر اسکی کسی شخص کے ساتھہ اوسکی تزویج کری تو مہر اوسکا ارباب وقف کی لئی ہے اور یہہ بات
علماء اہل سنت کی یہاں بھی ثابت ہی اسلئی کہ فتاوای عالمگیریہ میں یہی عبارت موجود ہی وقف
الغلمان والجواری علی مصالح الرباط یجوز اور ہدایہ میں ہے وله وطیها واستخدامها واجارتها وتزویجها
یعنی مولی اپنی کنیز سے وطی کر سکتا ہی اور خدمت لی سکتا ہی اور اجارہ دی سکتا ہی اور اوسکا نکاح کرا دی سکتا
ہی پس تقریر اس مقال سے ثابت ہوا کہ صورت مسئلہ کی جس تقریر سی شاہ صاحب نے بیان کی افترا محض ہے اور
جسطور سی کہ علماء امامیہ بیان فرماتی ہیں مختص امامیہ سی نہیں بلکہ یہہ صورت نزدیک اہل سنت کی بھی جائز ہی
کما ینبغی وضاحتاً اور وقایہ اور ہدایہ میں ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک اگر کوئی مرد نکاح کری خواہر یا مادر سی یا برادر
زادہ یا خواہر زادہ سی یا خالہ یا عمہ اپنی سے پس وطی کری وہ شخص ساتھہ اوسکی تو حد اوسی نہ مارین اگرچہ
عقد باطل ہے اور تفسیر کبیر میں یہ عبارت موجود ہی المسئلة الثانیة قال ابو حنیفة اذا تزوج المحارم
بامه ووطیها لا یلزمه الحد بڑا تعجب ہے کہ خلیفہ ثانی نے متعہ کو حرام کیا اور حکم رجم کا بھی دیا اور ابو حنیفہ

یہہ کہتا ہی کہ اگر کوئی اپنی ماں سے مرتکب ہو کر سو بہہ کالا کری تو اوسپر حد نہیں ع ببین تفاوت رہ از
کجاست تا بکجا ٭ اور یہہ بہی شرح وقایہ وغیرہ میں مسطور ہے کہ اگر کوئی مادر سی وطی کری تو اوسپر حد نہیں
طوبی لک طوبی لک حتی اعتد علی ہذا المذہب و طرفہ یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کوفی جہاں اباحت اور تحلیل فروج جو سبب
سقوط حد ہوجاتا ہی چنانچہ ملا علی قاری نے نقض مسالہ امام الحرمین جو بیچ ہیں کہ تفضیل مذہب شافعی میں ہے
لکہا ہی اذا اباحت فی بعض جایتہا فرطہا العجب علیہ الحد ہو اوسکی پہر لکہا ہی ثم العجب منہم حیث ان
الشنیع من الحنفیۃ ولا یدرون الجذع فی عین الشافعیۃ فانہم ینکر انکر علیہا شیئا منہا ان
شخصا لو زنی بامرأۃ وحبسہا فی بیتہ حتی ولدت بنتا لہ فزوج بنتہ لکونہ الشافعی مع انہ مخالف فی ذلک
نص صریح النص القرانی حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم فانہا بنتہ لغۃ بلا شبہۃ والخطاب مع الامۃ
انما بالالفاظ العربیۃ ما لم یثبت نقلہا کلفظ الصلوۃ فیکون من المنقولات الشرعیۃ یعنی تعجب تو
علماء شافعیہ سی کہ تنکا کو چشم حنفیہ میں دیکہتی ہیں اور جو بہ کلان کو بیچ چشم شافعیہ کی نہیں دیکہتی یس کی ان
منکر طبیعت اور شریعت کی راہ سی زیادہ تر اوس سی ہوگا کہ ایک شخص ایک عورت سی زنا کری اور اپنی
گہر میں اوسکو بند کری یہانتک کہ ایک دختر اوس سی پیدا ہوا اور وہ شخص اوس دختر کو اپنی ساتہہ نکاح میں لا
سکتی کہ وہ شخص زانی ہے باوجود اسکی کہ یہہ تجویز مخالف صریح نص قرانی کی ہی اسلئی کہ وہ دختر ازراہ لغت کی
لڑکی اوس شخص کی ہی اور جبتک کہ نقل ثابت نہو تب خطاب قرانی امت کی ساتہہ لغت عربی کے ہے مثل لفظ
صلوۃ کی کہ یہہ اسوقت میں منقولات شرعیہ سی ہے انتہی جملہ اہل سنت کو چاہئی کہ یہی جواب شیعہ کی
جانب سی بیچ مسئلہ تحلیل فروج میں تصور کریں اور یہی عطا ابن ابی رباح کہ ائمہ تابعین اہل سنت سی تہا اور
مشایخ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی سی تہا اوسنی تحلیل فروج کا جائز کہا ہی جیسا کہ قاضی شمس الدین علامہ ابن
خلکان نی تاریخ وفیات الاعیان میں لکہا ہی عطا ابن ابی رباح بن اسلم کان من اجلاء الفقہاء وتابعی مکۃ
وقال قتادہ اعلم الناس بالمناسک عطاء وقال ابراہیم بن عمر ذکرہم فی زمان بنی امیۃ یامرون فی الحج صائحا
یصیح لا یفتی الناس الا عطاء بن ابی رباح ونقل اصحابنا عن مذہبہ انہ کان یری اباحۃ وطی الجواری
باذن اربابہن وحکی ابو الفتح العجلی المقدم ذکرہ فی حرف الہمزۃ فی کتاب شرح مشکلات الوسیط
والوجیز فی الباب الثالث من کتاب الرہن وحکی عن عطا انہ کان یبعث جواریہ الی ضیفانہ
والذی اعتقد ان ہذا بعید فانہ ولو رای الحل فکان المروۃ والغیرۃ تابی ذلک فکیف ینظر مثل

بمثل ذلک التسلیم ما ذکرناه الا الغرابة انتہی مفتی صاحب فی تقلیب المکائد میں بعد نقل اس عبارت کے
ارشاد فرمایا ہے کہ بر عاقل مستتر پوشیدہ نماند کہ این استبعاد و استعجاب ابن خلکان در حق عطا بن ابی رباح
بعد از قول نقل اصحابنا شئ نہ استقباح امر حرمت و انکار است کہ فعل را حلال میداند در کتاب ابن خلکان
انتہت عبارۃ اللطیفۃ اقول تفصیل اس بحث کا دوسری کتاب میں ملاحظہ فرمایئے اور سنیئے کہ عطا بن ابی
رباح اجلہ فقہاء اہل سنت سے تھا جیسا کہ شیخ دہلوی فی رجال المشکوۃ میں لکھا ہے وکان احد اعلام من اجلاء الفقہاء
وکان فقیہا عالما کبیرا قال الناصب الغوی اللئیم مستہزئا یہ ہے کہ سنت کی دبر میں کرنا
نہیں اقول بفضل اللہ العلیم ہمارے مذہب میں وطی کرنا دبر میں اسطرح اختلافی ہے کہ بعض نے
فی حرمت قرار دیا اور بعض نے فی کراہت شدیدہ قرار دیا اور حلال کسی نے نہیں کہا اہل سنت کی نزدیک
البتہ حلال ہے تعجب ہے کہ علماء اہل سنت اپنی خانگی حالات کو ملاحظہ نہیں فرماتی صاحب در منثور
لکھتے ہیں واخرج الطحاوی والحاکم فی مناقب الشافعی والخطیب عن محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم ان الشافعی
سئل عنہ فقال ما صح عن النبی صلعم فی تحلیلہ ولا فی تحریمہ شئ والقیاس انہ حلال حاصل مضمون یہ ہے
کہ شافعی سے سوال کیا گیا کہ آیا وطی دبر جائز ہے یا نہیں انہوں نے جواب میں کہا کہ تحریم اور تحلیل وطی
دبر میں نبی کی کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی اور قیاس یہ ہے کہ حلال ہے قسطلانی فی شرح صحیح بخاری
میں بعد نقل روایات کے لکھا ہے قال ابو بکر الجصاص فی احکام القرآن المشہور عن مالک اباحتہ واصحابہ ینفون
ہذہ المقالۃ عنہ لقبحہا وشناعتہا وہی عنہ اشہر من ان یندفع بنفیہم عنہ انتہی حاصل مضمون یہ ہے کہ ابوبکر
جصاص نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ نقل مشہور مالک سے اباحت وطی دبر کی ہے اور اصحاب مالک بسبب قبح
اس فعل کے اس سے نفی کرتے ہیں حالانکہ جواز اس فعل کا مالک سے اسقدر مشہور ہے کہ انہوں کے
نفی کے سبب سے دفع نہیں ہو سکتا اور یہی تفسیر در منثور میں مذکور ہے اخرج الخطیب فی رواۃ مالک عن ابی
سلیمان الجرجانی قال سألت مالک بن انس عن وطی الحلائل فی الدبر فقال الساعۃ غسلت راسی عنہ و
اخرج ابن جریر فی کتاب النکاح من طریق ابن وہب عن مالک انہ مباح یعنی مالک بن انس وطی فی الدبر
سے سوال کیا گیا انہوں نے کہا کہ ابھی ابھی اسی فعل کے بعد غسل کیا ہے اور روایت کی ہے ابن جریر نے کتاب
نکاح میں طریق ابن وہب سے اور اس نے مالک سے کہ تحقیق وہ مباح ہے واخرج الخطیب فی رواۃ مالک
من طریق النضر بن عبد اللہ الازدی عن مالک عن نافع عن ابن عمر فی قولہ نساءکم حرث لکم

ملقب برئیس الفقہا ہی خدا اسی شرم نہین کرتا طواف خانہ کعبہ کو بلا ستر کی جائز کہتا ہی جیسا کتاب رحمۃ الامۃ
مین بایں عبارت موجود ہی من شرائط الطواف الطہارۃ وستر العورۃ عند الثلثۃ وقال ابو حنیفۃ
لیسا بشرط اور فتاوای عالمگیریہ مین بہہ مسئلہ صریح لکہا ہی بسبب خوف طالت کلام عبارات اوس کتاب کی نہین
لکہی گئے پس عقلا ملاحظہ کرین کہ خانہ کعبہ کہ مقام طہارت کا ہی اور عین خانہ کعبہ مین ان بیحیاؤن نے پردہ شرم کو
دور کر کی طواف بحالت کشف ایجاد کیا ہی اور اوسکو جائز کہا ہی علاوہ یہہ بہی سنیون کی فضایح کہان تک لکہی شافعی
کی نزدیک منی طاہر ہی ابطال الباطل مین لکہا ہی مذہب الشافعی طہارۃ المنی فی الآدمی وقال النووی
فی شرح صحیح مسلم المنی طاہر من کل حیوان سوی الکلب والخنزیر
ثم قال یحل اکل المنی الطاہر فیہ وجہان لاصحابنا ہرگاہ کہ آپکی مذہب مین منی طاہر ہی اور اوسکا
کہانا بہی حلال ہے تو اگر کوئی شخص تبرکاً منی کہالی اور بعقیدہ عطر کی طور پر اپنی بدن اور کپڑون مین لگالے
تو اہل سنت کی نزدیک نماز اوسکی صحیح و جائز ہی لا حول ولا قوۃ الا باللہ قطعہ زان صدیقہم جوش آمد کہ سحرگہ
میگفت * بردہ سیکدہ با دف و نی ترسائی * گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد * وای اگر از پی امروز
بود فردائے قال الناصب الغوی اللئیم حلیۃ المتقین مین ہے کہ بوسہ لینا فرج کا درست
ہی اقول بفضل اللہ العلیم کتاب موصوف مین جواز اسکا مذکور ہی مگر توضیح اسکا عاقل خبیر کے
نزدیک کچہہ بیجا نہین جاتا کیا فرج کی چومنی سے خواہ مخواہ موہہ مین منی لگ جاویگی اور اگر لگ جائیگی
تو کیا ہوگا شافعی کہ مذہب اوسکی طہارت بلکہ اوسکا کہانا تو جائز ہی یہے تو مذکور ہوچکا علاوہ اسکی
اپنی مشایخ کی علت کو یاد کرو کیا اسمین کچہہ اوس سی بہی زیادہ قباحت دیکہتی ہو جو اوسکو فہرست
مین درج کیا اور ساتہہ اسکی کوئی وجہ طعن کی بیان نکر سکے واہ واہ عرب مین علت ابنہ
سیدی سردار خاص باختصاص خلیفہ ثانی تہے حاشیہ قاموس اور قانون مین مصرح ہی کانت
الخانیث کثیرا فی الجاہلیۃ منہم سیدنا عمر وایضا فی تعلیقۃ علی قانون الشیخ ابی علی فی ذکر لفظ الا
ہکذا الابنۃ کانت فی کثیر من اہل الجاہلیۃ کابی جہل وغیرہ والرفضۃ خذلہم اللہ یقولون
ان سیدنا عمر کان بہذا الداء ولا یعلمون انہ کان یتداوی بماء الرجال یعنی سیوطی
نے تعلیق قانون شیخ ابی علی مین بیچ ذکر لفظ ابنہ کی اسطرح لکہا ہی کہ یہہ علت اکثر اہل جاہلیت کی مثل
ابی جہل وغیرہ کی تہے اور رافضی کہتی ہین کہ سیدنا عمر بہی اسمین گرفتار تہی حال آنکہ

وہ لوگ نہین جانتے تحقیق کو اونکو ایک بیماری تھی کہ دوا اوسکی نہ تھی مگر ماء الرجال انتہی محصلا اور اس سے زیادہ
اور بھی بہت سی قبایح اور مطاعن اونکی تمہاری علمانی ذکر کئی ہین کہ اگر اس رسالہ مین سب لکھون تو بہت
طول ہوگا اسلئی اسیقدر پر اکتفا کیا گیا والعاقل یکفیہ الیسیر والجاہل لا ینتفع من الکثیر **قال الناصب**
الغوی اللئیم ایک شیعہ معتبر نی میری روبرو کہا کہ شرایع کی شرح مین لکہا ہی کہ عورت کی فرج پر تیمم
کرنا مضایقہ نہین ہے **اقول بفضل اللہ العلیم** یہہ دروغ بیفروغ واسطی فریب دینی عوام کی
ہی اور دأب مصنفین سے بہت بعید ہی اگر ایسی ہے مکرباز ہی ہے تو مین بہی کہے دیتا ہون کہ ایک سنی
فاضل جلیل القدر نی حضرت عمر کے حق مین باعلان کہہ رہا تہا کہ حواشی قاموس مین لکہا ہی
زبان مبارک سے جاتی تہی **قال الناصب الغوی اللئیم** خلاصۃ المذہب وغیرہ مین ہی کہ جسنے
لونڈی کی فلان کی تو اسکی وجوب غسل اور فساد صوم مین تردد ہے **اقول بفضل اللہ العلیم** اس
مقام پر بہی اس شقی نے اپنی عادت معمولی سے تدلیس اور فریب کو راہ دیا ہی اسلئی کہ علماء امامیہ یہان
تین مقام مین کلام کرتے ہین پہلی اس شخص کے فاعل پر غسل واجب ہونی مین تیسری اس فعل کی سبب سے
روزہ باطل ہونی مین اور صورت پہلی مقام کی یہہ ہے کہ جو کوئی غلام سے وطی کری تو مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوا
اور اس پر حد جاری ہونا چاہئی اس مسئلہ مین کسی شیعہ نی اصلا اختلاف نہین کیا ہی اور دوسری مسئلہ مین
تفصیل ہی کہ اگر بسبب وطی کی انزال منی ہو تو غسل جنابت بسبب دو دلیل متفق علیہ پر کچہ اختلاف نہین جمہور
امامیہ کی نزدیک غسل واجب ہے اور اگر انزال نہ ہو تو اختلاف ہی بعضی وجوب غسل کے قائل ہین اور بعضی نہین
اور تیسری مسئلہ مین بہی یہی تفصیل ہے کہ صورت انزال مین روزہ کو فاسد و قضا و کفارہ کو واجب جانتے
ہین بالاتفاق اور حالت عدم انزال مین بعضی فساد صوم و وجوب قضا و کفارہ کی قائل ہین اور بعضی نہین جیسا
کہ شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ مبسوط مین فرماتی ہین و وطی الغلام الذی یفسد الصوم و یجب القضاء
والکفارۃ اور سید مرتضی قدس اللہ روحہ فرماتی ہین کہ انزال ہوا ہو تو غسل واجب ہے اور محقق شیخ علی
نی بہی حاشیہ شرایع الاسلام مین اس قول کو بہت تقویت دی ہے اور علماء اہل سنت کی نزدیک دخول
قبل سے بہی کہ اس مقام پر اتفاقی تہا فقط جو کہا مشتق ہوتا ہی غسل واجب نہین حاشیہ چلپی مین کہ شرح
وقایہ پر ہی یہ عبارت مذکور ہی وان اولج الحشفۃ فی القبل والدبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد
الحرارۃ واللذۃ وجب الغسل والا فلا لان الحائل یوجب النقصان فی سببیۃ التیسیر کذا فی العیون اور دو

نووی شرح مسلم مین صاف صاف کہہ رہا ہی یعلم خرقۃ ولم یلج فی فرج امرأۃ ففیہ ثلثۃ اوجہ لاصحابنا
الثانی لایجب لانہ ولج فی خرقۃ انتہی معلوم ہوتا ہی کہ خرقہ کے سبب سے قبل ہے وطی بعدم غسل کیا اور یہی ابو حنیفہ کے
نزدیک اگر ملفوف بہ بینہ ہو تو غسل واجب نہیں باوجود اسکے کہ التقای ختانین کا باعث غسل ہے بچوشیع
اسمین متحقق ہے اسی جہت سے اگر وطی بہیمہ مین انزال نہو تو نزدیک اہل سنت کی فساد صوم نہیں ہوتا جیسا کہ
قاضی خان کی فتاوی مین مندرج ہی اذا جامع بہیمۃ او میتۃ او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل لا یفسد
صومہ وان انزل فی ہذہ الوجوہ کان علیہ القضاء انتہی اور حیرت یہہ ہی کہ اگر کوئی شخص نائمہ یا مجنونہ
سے جماع کرے تو روزہ نائمہ اور مجنونہ کا باطل نہیں ہوتا جیسا کہ ہدایہ مین ہے اذا جومعت النائمۃ والمجنونۃ
وہی صائمۃ علیہا القضاء دون الکفارۃ وقال زفر والشافعی لا قضاء علیہما اعتبارا بالناسی انتہی
اور یہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ زفر اور شافعی کے نزدیک صورت انزال کی بہی روزہ ان دونوں کا باقی رہی کالاکل
علی التناسل اور یہی ابو حنیفہ کہ شیخ الفقہا آسی بہا تجویز کرتا ہی کہ اگر کوئی شخص حالت حج مین لواطہ کرے
تو حج اوسکا فاسد نہیں باوجود اسکے کہ حج بہی مثل نماز کی واجب ہے بلکہ احتیاط ایسی مقامات مقدسہ مین بہت
بجا ہی اور امام مالک کہتا ہی کہ اگر کوئی حالت حج مین سور یا کتی یا بکری سے جماع کرے تو موجب فساد
حج نہیں جیسا کہ تفسیر نیشاپوری مین مندرج ہی اور نووی کی یہ عبارت موجود ہی واللواطۃ واتیان البہیمۃ فی الافساد
کالوطی فی الفرج وہو قول احمد خلافا لابی حنیفۃ ومالک فی اتیان البہیمۃ انتہی کلامہ مقدق لا
ینبغی مالہ عمدا اور یہی شرح وقایہ مین لکہا ہے ہ ولو وطی میتۃ او بہیمۃ او فی غیر فرج شیء وہو
او قبّل او لمس ان انزل قضی الا فلا انتہی الغرض ان لوگون کے مذہب مین سوای فرج کے کسی مدخل مین
بلا حائل دخول کرنے سے روزہ باطل نہیں بشرطیکہ منزل نہو نہیں تو باطل ہو جائیگا پہر ہماری نزدیک
اسقدر ناشناس کو کیا تردد ہوا اب اہل انصاف اس غبی سے پوچہین کہ دار تشنیع کا بیان کری بعد اسکے
تردید کہ یہہ اقوال انکا یا اہل سنت او سنی خالی ہین یا مملو اور طرفہ یہہ ہی کہ مالک کے نزدیک اغلام ہی درست
ہی جیسا کہ ملا جامی کتاب بہارستان مین کہتی ہین **ابیات** آبروی غلام خویش مبر + وقت
بی نام خویش بہر + نتوان زد بگفتہ مالک + غوطہ در ورطہ چنین مالک + اور فرید الدین
عطار بہی اپنی مثنوی مین اسیطرحسے لکہتا ہی اور فخر رازی نے تفسیر کبیر مین اور علامہ ابن خلکان نے
وفیات الاعیان مین اظہار اسکا کیا ہی اور شیخ نور الدین علی بن عراق المصری شافعی نے اپنی تذکرہ مین

چند اشعار لکھی ہین اور اوسی نسبت دی ہے طرف قاضی ادیب ابو الحکم مالک بن المرحل کی ظاہر مفہوم ہوتا ہی کہ مالک نی خلیفہ ثانی کا بہت پاس ادب کیا کہ ہر فعل شنیع کو جائز کہا العاقل تکفیہ الاشارہ اور ابو حنیفہ بھی صدلواطہ مین واجب نہین جانتا بلکہ موجب مذہب ابی حنیفہ کی سہل ہے کہ ارتکاب اسکا کیا کرین حتی کہ یحیی بن اکثم قاضی القضاۃ کہ پیشوایان اہل سنت اور مشایخ ترمذی سے تہا باعلان تمام لواطہ کرا تا تہا اثبات اسکا اگر آپ کو منظور ہو تو کتاب وفیات الاعیان ملاحظہ فرمائی **قال الناصب الغوی اللئیم** شرایع مین ہے کہ کہانا پینا حالت نماز مین منع نہین **اقول بفضل اللہ العلیم** شرایع مین مقام قواطع صلوۃ مین لکہا ہی وان یفعل فعلا کثیرا یعنی فعل کثیر سی نماز باطل ہوجاتی ہے پس جب کوئی شخص فعل کثیر نماز مین بجالائیگا اسطرحسی کہ عرف مین اوس فعل کو کثیر کہین تو نماز مصلی کی باطل ہوجائیگی اور اگر فعل کثیر نہو تو صاحب شرایع کی نزدیک باطل نہین جیسا کہ بعض حواشی شرایع مین تحت قول محقق والشرب علی قول بایں عبارت مذکور ہی القول للشیخ وادعی علیہ الاجماع ومنعہ المصنف فی المعتبر وطالبہ وطالبہ بالدلیل علی ذلک واستقرب عدم البطلان بہما الامع الکثرۃ کسائر الافعال الخارجۃ عن الصلوۃ وھو حسن انتہی اور اسیطرحسی نماز وتر مین اگر کسی شخص پر عطش طاری ہو اور اوس شخص کا ارادہ ہو کہ بعد صبح کی روزہ رکہین تو پانی پی سکتی ہین بشرط اسکی کہ فعل کثیر لازم نہ آوی اور علمآء اہل سنت کی نزدیک اس سے زیادہ تسہیل واقع ہوی ہی اولا مین کہتا ہون کہ اہل سنت کی نزدیک باوجود فعل کثیر کے نماز باطل نہین ہوتی لیکن سہوا کما فی الجمع بین الصحیحین عن ابی ھریرۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلعم احدی صلوتی العشاء واکثر ظنی العصر رکعتین ثم سلم ثم قام الی خشبۃ فی مقدم المسجد فوضع یدہ الیہا وفیہم ابو بکر وعمر فہابا ان یکلماہ وخرج سرعان الناس فقال رجل یدعی ذو الیدین یا نبی اللہ انسیت ام قصرت الصلوۃ فقال لم انس ولم تقصر قال بلی قد نسیت فقال اصدق ذو الیدین قالوا نعم فقام وصلی رکعتین ثم سلم انتہی یعنی جمع بین الصحیحین مین ابی ہریرہ سی روایت ہی کہ کہا اوسنی نماز پڑہی رسولخدا نی ایک دو عشا مین سی دو رکعت اور بہت گمان میرا یہہ ہی کہ وہ نماز عصر کی تہی بعد اوسکی ادای سلام کیا پہر کہڑی ہوئی حضرت اور گئی طرف ایک چوب کے کہ وہ سامنی مسجد کے تہی اور دست مبارک کو اوس لکڑی پر رکہدیا اور اوس جگہہ ابو بکر و عمر بہی موجود تہے مگر ہیبت سی حضرت کی کچہہ بات نکر سکتے تہی اور جلدی جناب رسالتماب سے وہ لوگ جو سرعت پس لوگون نے

لوگون نی آواز بلند کی پس کہا ایک مرد نی کہ اوسکو ذو الیدین کہتی تہی ای نبی آیا آپنی نماز مین سہو کی یا قصر کرکے
نماز پڑہی حضرت نی فرمایا کہ نہ مینی قصر کیا او نہ مینی سہو کیا کہا اوسنی کہ ہان پس فرمایا حضرت نی اصحاب سی
کہ آیا سچ کہا ذو الیدین نی شیخین بولی کہ ہان یا رسول سچ ہی قول ذو الیدین کا پس دو رکعت نماز
جناب آنحضرت نی اور پڑہی اور سلام پہیرا اور اعادہ اوس نماز کا نہ کیا انتہت ترجمۃ واضح ہی کہ اس حدیث سے
کئی مفاسد بیان لازم آتی ہین اول یہہ کہ سہو کرنا حضرت کا خلاف عصمت و طہارت ہی دوسری یہہ کہ سہو مین ہوا
کیا اور فرمایا کہ لم انس ولم تقصر تیسری یہہ کہ نماز مین فعل کثیر اور منافیات نماز لازم آیا اور حضرت نی اوسی
نماز پر اکتفا کی پہر اعادہ نہ کیا اور علماء اہل سنت نی اس حدیث کی تاویل مین اقوال مختلفہ لکہی ہین اور
علماء امامیہ رضوان اللہ علیہم اون سبکی جواب شافی تحریر فرما چکی ہین کتب مبسوطہ مین موجود ہین اور نووی
نی شرح صحیح مسلم مین بعد ذکر حدیث سہو کی باین عبارت لکہا ہی وفی الحدیث دلیل علی ان العمل الکثیر
والخطوات اذا کانت فی الصلوۃ سہوا لا یبطلہا کما لا یبطلہا الکلام الخ مانا کہ عمدا بہی فعل کثیر
نماز مین ان مذہب کی نزدیک جائز ہی جیسا کہ فتاوای عالمگیریہ مین ہے ان کتب علی الہواء وعلی بدنہ شیئا
لا یستبین لا یفسد وان کثر یعنی اگر کوئی شخص ہوا پر یا بدن پر کچہہ لکہی کہ وہ ظاہر نہو تو اوس سے فاسد
نہین ہے اگرچہ فعل کثیر ہو اور یہی فتاوی مین موجود ہی قتل العقرب والحیۃ فی الصلوۃ لا یفسد الصلوۃ
سواء حصل بضربۃ او ضربات وہو الاظہر یعنی قتل کرنا عقرب اور سانپ کا حالت صلوۃ مین خواہ ایک ضرب
سی ہو یا کئی ضرب سی ہو نماز کو باطل نہین کرتا اور یہہ قول اظہر ہی انتہت ترجمۃ اور ظاہر ہی کہ کئی ضرب سے
فعل کثیر لازم آجائیگا اور جامع مضمرات مین ہے لو نظر الی کتاب فیہ الفقہ فی صلوتہ وفہم لا یفسد صلوتہ
بالاجماع یعنی اگر کوئی شخص عین صلوۃ مین کتاب فقہ کی جانب نظر کری اور اوسکی معنیونکو ذہن مین لی تو صلوۃ
اوسکی باطل نہین ہوتی اور یہی فتاوای عالمگیریہ ہی لو اغلق الباب لا یفسد صلوتہ یعنی اگر کوئی شخص عین نماز
مین دروازہ بند کری تو نماز اوسکی فاسد نہین ہوتی اور اطلاق سے اس قول کی معلوم ہوتا ہی کہ در خواہ قریب
مصلی کے ہو یا بعید خلاصہ کلام یہہ ہی کہ تسہیلات ان علماء سنن کے کہانتک لکہون کتب کلامیہ مین استقصاء
و استیفاء کی ساتہہ مذکور ہی من شاء فلیرجع الیہا ثانیا مخفی نہ رہی کہ طعن مسح خفین کا اس مسئلہ مین امامیہ اثنا عشریہ
پر مبنی جہل پر ہی الا یہہ اختلاف اہل سنت کی کتابون مین ہی موجود ہی کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ
مین باین عبارت صاف صاف لکہا ہی آنکہہ کہول کر دیکہو ان اکل وشرب عامدا بطلت صلوتہ عند الثلثۃ

واختلف الروایات عن احمد والمشهور عنه انه لا یبطل الفریضة دون النافلة الا فی الشرب قال نعم لا
فیه پس احمد کی نزدیک پانی پینا حالت نماز مین عمداً اگرچہ نماز فرضیہ ہو جائز ہی پس اگر صاحب شرایع کی نزدیک
پانی پینا حالت نماز مین جائز ہوا اسطرح پر کہ فعل کثیر لازم نہ آوی اور شرب قلیل ہو تو کیا قباحت ہی اور اگر قباحت
ہوگی تو شرکت اور وہ بھی بلکہ سنیونکی نزدیک زیادہ ہی سنئی کہ ابھی ثابت ہو چکا کہ فعل کثیر نماز مین ان بزرگوارونکے
نزدیک جائز ہی اور بھی سنیونکی نزدیک نگل جانا بعض لقمہ کا یا خون کا حالت نماز مین مبطل صلوۃ نہین ہے
جیسا کہ فاضل برجندی نے شرح مختصر وقایہ مین خواہر زادہ سی نقل کیا ہی انه لو اکل بعض اللقمة وبقی البعض
فی فمه فشرع الصلوة فابتلع لا یفسد صلوته اور فتاوای عالمگیریہ مین ہے لو ابتلع دما خرج من اسنانه
لم یفسد الصلوة اذا لم یکن ملاء الفم **قال الناصب الغوی اللئیم** استبصار مین ہے کہ عین
نماز مین خصیونکی کو ہلانا حرام نہین **اقول بفضل الله العلیم** استبصار مین کہیں اور ملاعبت کا ذکر
مطلقا نہین البتہ خبر یہی کہ انہی راہ سی شاہ سلامت اللہ و صاحب منتہی الکلام و صاحب تحفہ سرقہ فی بہتان
افترا اپنی دل سے پیدا کیا ہی اور یہ مضمون عامی کہ اونہون کا فضلہ خوار ہی اسنی اصل کتاب نہین دیکھی تقلید
اونکی افترا کر رہا ہی ورنہ جیسا استبصار مین مس ذکر فی الصلوۃ کا ذکر ہی ویسا ہی بعینہ اہل سنت کی کتابونمین
بھی مذکور ہی چنانچہ محمد بن الحسن کے موطا مین ہی عن ابن عباس انه قال فی مس الذکر وانت فی الصلوة قال ما
ابالی مسسته او مسست انفی انتہی و ملا علی قاری اسکی شرح مین لکہا ہی حیث لا تفاوت بینهما
لا فی الصلوة ولا فی غیرها اور دارقطنی نے کتاب مجتبی مین ذکر کیا ہی ان رجلا قال یا رسول الله انی
احتککت فی الصلوة فاصابت یدی فرجی فقال النبی وانا افعل ذلک انتہی اور استبصار
مین بھی اگر ایسا ہی مذکور ہی تو کیا قباحت لازم حیث قال عن سماعة قال سألت ابا عبد الله عن الرجل یمس
ذکره او فرجه او اسفل من ذلک وهو قائم یصلی یعید وضوءه فقال لا باس بذلک انما هو من جسده انتہی اس
حدیث سی سوای مس کے معنی ملاعبت کہ اس غبی نے اور اسکی مرشدونی اپنی دل سی نکالا اصلا مفہوم نہین
ہوتی اور جو کچھ مفہوم اس کلام کا ہی اہل سنت کی نزدیک بھی درست ہی جیسا مذکور ہوا مخالف بے بصیرت کو
چاہئی کہ استبصار کی حدیث نقل کری اور حقیقت مین اس بیچاری کا قصور نہین بلکہ شاہ سلامت اللہ و صاحب
منتہی الکلام اور شاہ صاحب ایسی افترا کو طرف امامیہ رضوان اللہ علیہم کی باندھتی آئی ہین علاوہ اسکی مین کہتا
ہون کہ پانی اسطرح پر کہ فعل کثیر لازم آجاوی اور وہ مبطل صلوۃ نہو تو یہ افترای بحت ہی تمام کتب امامیہ

امامیہ کی حاضر ہین ملاحظہ فرمائی اور اگر بازی سے مراد یسہی کہ سوای تمہاری اسکو کوئی ملاعبت نہین کہہ سکتا تو کچہہ مضایقہ نہین جیسا ذکر ہوا عجب ہی کہ ان افترا پردازون نی یہہ نہ دیکہا کہ اہل السنت کے نزدیک وہ چیزین جائز ہین جن سے صاف انکی مذہب کے تہین ظاہر ہوتی ہے اول یہ کہ مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ مین مذکور ہے کہ شیطان سوراخ ذکر انسان مین فرو آتا ہی پس دبر مین اوسکی پہونکتا ہی پس نمازگذار گمان کرتا ہی کہ حدث سرزد ہوا ہی پس چاہی کہ نماز سی پہر نہ جائی تاوقتیکہ آواز ریح صریح نہ سنلی یا بوی اوسکی نہ سونگہی یا تری کو نہ دیکہی انتہی محصلہ واہ واہ شیطان نی اپنی کسقدر مخصوص مین انڈا دیا ہی دوسری یہہ کہ علمآء اہلسنت کی نزدیک نجاست مثل گوہ یا پیشاب وغیرہ کی اگر بدن پر لگی ہو اور زبان سی چاٹ جائین تو پاک ہو جاتی ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ مین یہ عبارت موجود ہی اذا اصاب النجاسة بعض اعضائه ولحس بلسانه حتى ذهب اثرها يطهر كذا السكين اذا تنجس فلحسه بلسانه او مسحه بريقه هكذا فی فتاوی قاضیخان ولو لحس الثوب حتی ذهب الاثر فقد طهر كذا في المحيط تیسری یہ کہ تطہیر بول منی بنابر قول مشایخ کی بلدیا کافی ہے جیسا کہ فتاوای عالمگیریہ مین ہے ولو كان الخرق رطبا بالبول لا يطهر بالفرك كذا في المحيط السرخسي ان اصاب بدنه لا يطهر الا بالغسل رطبا كان او يابسا وهو مروي عن ابي حنيفة كذا في الكافي ناقلا عن الاصل هكذا في فتاوى قاضيخان والفتوى في مشايخنا يطهر بالفرك لان البلوى فيه اشد كذا في الهداية چوتھی یہ کہ شرح مسند شافعی مین ابی سعید خدری وغیرہ سی روایت کی گئی ہی کہ ایک مرد نے سوال کیا رسول اللہ ﷺ قال ان بير بضاعة تطرح فيها الكلاب والحيض فقال رسول الله ﷺ ان الماء لا ينجسه شيء اخرجه في كتاب اختلاف الحديث هذا حديث صحيح قد اخرجه ابو داؤد والترمذي الخ حاصل مضمون یہ ہی کہ ایک مرد نی سوال کیا پیغمبر خدا سی کہ بیر بضاعت کہ وہ ایک چاہ ہی مدینہ منورہ مین اوسمین کتی اور لتہای حیض وغیرہ چہوڑی جاتی ہین پس کہا حضرت نے کہ اوسکا پانی نجس نہین پانچوین یہہ کہ شرح مسند شافعی مین ہی فقد ذهب داؤد الى انه بال في الماء الراكد ولم يتغير انه لا ينجس ولكن لا يجوز ان يتوضا منه ويجوز لغيره وانه اذا تغوط فيه ولم يتغير لم ينجس وجاز له ولغيره الوضوء منه عملا بظاهر الحديث یعنی داؤد وغیرہ کہ اکابر علمآء اہل سنت سی ہین کہتی کہ اگر کوئی پانی ایستادہ مین پیشاب کری اور وہ پانی متغیر نہ ہو جائے تو وہ پانی نجس نہین ہے مگر اوسکو وضو کرنا اوس پانی سے جائز نہین اور غیر ونکو وضو جائز ہے اور اگر کوئی شخص آب ایستادہ مین غایط کری اور وہ

متغیر ہوجاوی تو وہ پانی نجس نہیں اور اوسکو اور اوسکے غیر کو وضو کرنا اور پانی پینا جائز ہی انتہی عاقل ہوشمند پر
مخفی نہ رہی کہ اس حدیث سی کئی باتین مستفاد ہوتی ہین اول یہہ کہ اطلاق سی اس قول کی معلوم ہوتا ہی کہ ابو داود
بھی مثل امام مالک کے قائل ہے کہ پانی قلیل ہو یا کثیر ملاقات نجاست سی نجس نہیں ہوتا تا آنکہ اوصاف ثلثہ متغیر
ہوں دوسری یہہ کہ نجاست پیشاب کے گوہ سی زیادہ ہی تیسری یہہ کہ قلیل ہونا وضو کا غایط مین اور نہ قلیل ہونا
پیشاب مین واز ضعیف ب عاقل سے کہتا ہون کہ ان اکابر کے اقوال غیر معتبر کو ملاحظہ فرماوین کہ کسقدر وشنیع
مذہب مین بیہودہ سرائیان کی ہین کہ وہ لایق لکھنی اور زبان پر لانیکی نہین ہین اور خلیفہ کی اقوال سنو تو
زیادہ ترعبرت ہوتی ہے مرقومی الحمیدی فی الجمع بین الصحیحین فی مسند عمار بن یاسر انہ جاء الی عمر فقال
انی اجنبت فلم اجد ماء اقال لا تصل الخ ونعم ما قیل فی ترجمۃ یا بیات منظومۃ ابیات بخاری نے لکھا ہی آکے
سپید و سیاہ قدرو رسیکی شرمندہ ہو تو * کہا آکر نبی کہ یہان ملتا نہین آب * ہوا ہون مین جنب
ای ابن خطاب * یہہ فرمایا جواب مسئلہ تب * کہ ساقط ہی نہ کر ہرگز نماز اب * کہا عمار نے کیا بھی ہو تم
پڑھا ہے آیہ حکم تیمم * قال الناصب الغوی اللئیم اور یہہ مسئلہ تو انکی یہان مشہور ہے کہ اگر بغیر ضرورت
برہنہ ہو کر او دو خصیتین پر مٹی لگائے اور نماز پڑھے تو ہو سکتا ہی اقول بفضل اللہ العلیم
قید بلا ضرورت مفتریات سابقہ سے ہی اور آپکا اسمین مقصود نہین بلکہ یہہ افترا پردازی شاہ صاحب کے ہی کہ
جسکے عبارت کا ترجمہ ہندی مین یہی لکھا ہے سلی کہ شاہ صاحب اپنی تحفہ مین فرماتی ہین و نیز گویند
اگر کسی شخصی از تمام بدن برہنہ باشد و قدری گل بر ذکر و خصیتین چسپانیدہ بی ضرورت نماز بخواند نماز او جائز است
مین کہتا ہون کہ کتب امامیہ حاضر ہین ملاحظہ فرمائی کہین اونمین قید بلا ضرورت کی نہیں ہے ہان البتہ بعضے
کتابون سی ثابت ہوتا ہی کہ اگر کوئی دشمن کسی شخص کے کپڑی چہین لے یا اور کسی وجہ سی کپڑی ستر کو میسر نہ
آوین تو اوسی لازم ہے کہ برگ درخت وحشیش سے عورتین کو پوشیدہ کر کی نماز پڑہے اور یہہ ہے اگر میسر نہو
تو طین کفایت کرتی ہے جیسا کہ غایۃ المرام شرح شرایع الاسلام مین ہے الرابع لو لم یجد الثوب استتر
بالحشیش فان فقد وجد وحلا او ماء اکدرا ستتر بہ الخامس لو لم یجد غیر الطین وجب علیہ
ان الطین عورتہ الخ اس عبارت سی صاف ہے کہ یہ صورت اضطرار کی ہے اختیار کی نہین ہے اور چہپانا عورتین
کا تو ہماری مذہب مین واجب ہے خواہ کوئی دیکہی یا نہ دیکہی جیسا کہ جامع عباسی مین مذکور ہے بحث اول
پوشیدن عورتین وآن در نماز واجب است خواہ کسی باشد کہ نگاہ کند خواہ نگاہ کنندہ محرم باشد مثل زن و کنیز

کہ شافعی کی نزدیک اگر پانی تھوڑا نجس واقع ہو تو وہ پانی نجس نہیں اس صورت میں اگر پانی کسی جگہ شراب پر
واقع ہو تو یقیناً وہ پانی اوسکی نزدیک نجس ہوگا اور وہ پانی اگر کپڑی میں لگ جاوی تو نماز اوس کپڑی پر
تمہاری عقیدہ میں جائز ہوگی دیکھو شرح جامع صغیر میں ہے قال الشافعی اذا ورد الماء علی النجاسۃ بان
صب علیہا لا ینجس لکون بمنزلۃ الماء الجاری یعنی جس وقت کہ پانی نجاست پر واقع ہو تو وہ پانی نجس نہیں
بلکہ بمنزلہ آب جاری کی ہے انتہیٰ ترجمہ اور یہہ مسئلہ آپکی اوسی کتاب میں ایک بیت مضمن ہے استدلال یہہ کہ پانی
اور قبلہ گاہ شاہ صاحب نے لکھی ہیں کہ شافعی کے نزدیک غسالۃ النجاسات طاہر ہے ہکذا عبارتہ فرق بین ورود
النجاسۃ علی الماء وورود الماء علی النجاسۃ انتہیٰ میں کہتا ہوں کہ اگر کچھ بھی شرم و حیا ہو تو چاہی کہ ایسا
خمر کا نام زبان پر نہ لاوے اور نسبت اسکی طرف شیعیان اہل بیت کی نہ دوی مگر کرو ہم فیلی سے کل کا
نزدیک ابی حنیفہ کے مشہور ہیں چنانچہ کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ میں شیخ عبد الرحمن نے
لکھا ہی واعتق ابو حنیفہ فیما ان النجاسۃ قدر الدرہم البغلی عفو لا دونہ معفو عنہ ظاہر ہی کہ
نجاست دو قسم ہوتی ہیں ایک نجاست غلیظہ جیسے بول و خمر وغیرہ کی بلکہ شرح وقایہ میں لکھا فی زنا تقادر
وہ نسبت اسکا شائع ہوئی نجاست غلیظہ کا بقدر درہم کی معفو کیا ہی اور اسمیں لفظ خمر کا صاف موجود
واسطے اطلاع علماء اہل سنت کی لکھتا ہوں وقدر الدرہم من نجس غلیظ کالدم والبول والخمر وخرء الدجاج
وبول الحمار وعفی وما دون ربع الثوب من خفیف کبول الفرس وما یؤکل لحمہ وخرء
طائر لا یؤکل لحمہ عفو انتہیٰ اب بہت ہوا جو نسبت اور بعض شیعیان اہل بیت عصمت طہارت پر محض بیجا و ہرا
خلاف انصاف ہے تحریر یہہ کہ کتاب محلّی کہ ابی محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب الاندلسی کی ہی اور وہ مرا
علماء اہل سنت سے تھا اوسمیں یہہ عبارت موجود ہی لا خلاف عن ابی حنیفہ فان نقیع التمر والزبیب
عنہ حلال وان اسکر وکذلک نقیع الرب وان اسکر والذی شاب من التمر والزبیب من العنب
ابو یوسف کل شراب عن الانبذۃ یزاد جودۃ فہو مکروہ الی آخرہ یعنی ترکیا ہوا شیرہ انگور اور خرمہ کا اگر
اوسمیں نشہ پیدا ہوا اوسی طرحسی نقیع آب انگور وغیرہ کا کہ قوام بنا دیں اگرچہ اوسمیں نشہ ہو اور اسیطرح سے
شیرہ خرمے کا اور رب کا انگور میں سے ابی حنیفہ کی نزدیک حلال ہی اور ابی یوسف کا فتویٰ یہہ کہ جتنی شرابیں
نبیذ کی ہیں اگر اوسمیں جودت اور تیزی زیادہ ہو تو وہ مکروہ ہی انتہیٰ سبحان اللہ اہل سنت کی نزدیک
کہ مسکرات کی چیزوں کا پینا اور کھانا حلال ہوا تو پھر نجاست کیسی اگر کپڑی میں یا بدن میں لگی بلا تامل نماز ادا کر

اوسسے جائز ہی اور مخفی نرہی کہ مصنف مذکور کا اہل سنت کی نزدیک معتبر اور امام ہی جیسا کہ یافعی نی وقایع چارسو
چھپن مین اسطور سی لکھا ہی و فیہا توفی الامام العلامۃ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری
الاندلسی الخ اور ابن خلکان نی بہی اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ ابن حزم علماء اہل سنت سی ہی پس ان احادیث
سی کئی باتین ظاہر ہوئین اول یہہ کہ ابی حنیفہ کی نزدیک قدر درہم بغلی سے یا بقدر درہم بغلی کی نجاستین نجاسات
ہین سب معفو ہین خواہ سور کی ہڈی ہو یا شراب ہو دوسری یہہ کہ غسالہ نجاسات شافعی کی نزدیک طاہر ہی
تیسرے یہہ کہ شراب کا پینا جبکہ پیاس لگی ہو اور اوس سے نماز پڑہنا پیشوایان اہل سنت کی نزدیک جائز ہوا
پس اگر بقدر ضرورت اس بات کی کہ تمہاری ائمہ نی ایسی غیر و ... متی ہی اور اونکی مجالس مین احتراز اوس کر
دشوار تہا جناب صدوق نی اوسکو معفو قرار دیا ہو تو کیا غضب ... کہ عیاذا باللہ کل نجاسات کمتر
درہم بغلی سے معاف ہو جاوین اور مسکرات کا پینا حلال ہو جاوی نہایۃ التوضیح و التردید و التکلان علی اللہ المجید
علاوہ ان سب کی کہتا ہون کہ جار اللہ زمخشری نی ربیع الابرار مین لکھا ہی کہ خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ ایک سفر
مین خلیفہ ثانی تشریف لئی جاتی تہی اثناء راہ مین ایک صحاب پر عطش طاری ہوا یہانتک کہ اوس شخص نی
اپنی تئین مرکب خلیفہ ثانی تک پہونچایا اور دیکھا کہ ایک مشک کو جو پانی سے بہری ہوئی ہے پس اوس نی
اوس مشک سی تہوڑا سا پانی لیا اور بعد ایک گہڑی کی آثار مستی اور بیہوشی کا اوس سے ظہور مین آیا لوگون نی
اوس شخص کو بجنسہ لالا یعنی خلیفہ ثانی تک پہونچایا خلیفہ جی نی حکم دیا کہ اس شخص کو حد مارین اور یہہ لائق تعزیر
کی ہی اوسنی عرض کی کہ مینی متاع خلیفہ سی اسکو پی لیا تہا خلیفہ والا قدر نی کہا کہ تعزیر بسبب پینی کی نہین ہی
بلکہ بسبب بیہوشی و مستی کی سی انتہی سبحان اللہ جب خلیفہ ثانی کی مشک کا یہہ حال ہو کہ پانی اوسکا مستحیل
بشراب ہو کر پینی سے اوسکے اسطرح بیتاب ہو جاوی تو خود بدولت کی کرامات کا کیا ذکر اگر اسی نگاہ
و انصاف سی دیکھی و غبار کدورت سی دل کو آلایش نہ بخشی تو جانی کہ اوس شخص پر حد ہرگز جائز اور روا
نہو کہ پینا اوسکا اول مین مباح تہا اور آثار مستی از راہ اختیار کی نہین اور یہہ مین کیونکر کہون کہ وہ ایسی
اوس مشک مین شراب تہی کہ خلیفہ عالی ہمت نی واسطی اپنی کہہ چہوڑی تہے کہ وقت پر کام آویگے
طرہ یہہ ہی کہ ابی حنیفہ کی نزدیک کتی کا چمڑہ بعد دباغت کے پاک ہو جاتا ہی چنانچہ سیوطی نی رسالہ تحفۃ الانجاب
فی مسئلۃ السنجاب مین کہ بیچ بیان طہارت جلد میتہ اور عدم طہارت اوسکی کے سات مذہب لکھے ہین جو ہی سب
کو یون لکھتا ہی السابع یطہر به الجمیع جلد الخنزیر و ہو مذہب ابی حنیفہ اس بیان سی واضح ہو کہ اگر

کوئی سنی کتے کا چمڑا پہن کے نماز پڑھے تو کچھ قباحت نہیں سگ زرد برادر شغال دلیل اسکی یہ ہے قال
الناصب الغوی اللئیم جامع عباسی وغیرہ میں ہے کہ نجاست خشک حیوان یا گوہ خشک انسان
پر نماز پڑھیں اقول بفضل اللہ العلیم باوجود اسکی کہ کتاب جامع عباسی بہت مشہور اور اطفال
دبستان کی درس میں ہی ہے پھر آپ اور آپکے مرشد اجنکی تقلید کرکے آپنے افترا کیا ہی ملاحظہ نہیں فرماتی آنکھ
کھولکے دیکھئے کہ جامع عباسی میں صاف صریح لکھا ہی کہ جای سجدہ کو مصلی کے طاہر ہونا چاہئی اگر جای سجدہ
نجس ہو تو نماز بالاتفاق باطل ہے کسی امامیہ میں اختلاف نہیں کیا صاحب جامع عباسی ارشاد فرماتی ہیں
دوم آنکہ مکان نماز نجس نباشد بحیثیتی کہ آن نجاست بدن مصلی یا لباس او سرایت کند اگرچہ خون کمتر از درہم بغلی
باشد اما اگر مکان خشک باشد و نجاست آن سرایت نکند نماز در آن صحیح است مگر جای سجدہ کہ اگر آن نجس باشد
نماز صحیح نیست ہرچند خشک باشد و نجاست آن بر رخت و بدن مصلی نرسد انتہی کلامہ الشریف اب اس عبارت سے
تمہارا جھوٹ ثابت ہو گیا اور سید مرتضی علم الہدی شرط کرتی ہیں کہ تمام مکان کو مصلی کی طاہر ہونا چاہئے
اہل انصاف دیکھیں کہ ہماری مذہب میں کسقدر اہتمام اور احتیاط ہی کہ جای سجدہ طاہر ہونا چاہئی آپ کا قصور
نہیں سمجھے شاہ صاحب نے تحفہ مترجمہ میں بھی ایسا ہی کچھ لکھ گئی ہیں اب بعد اس بیان کی تم اپنی حالات سنو
کہ ابی حنیفہ کی نزدیک اگر موضع سجدہ بھی نجس ہو تو کچھ باک نہیں چنانچہ شارح خلاصہ کیدانی لکھتا ہی اما
عند ابی حنیفہ لو حصل سجدۃ علی مکان نجس لا یمنع الجواز یعنے ابی حنیفہ کی نزدیک اگر سجدہ مکان نجس پر
واقع ہو تو یہ مانع نماز کا نہیں نماز اوسکے صحیح ہی اور ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتا ہی وقد روی
سفیان الثوری فی جامعہ عن الاعمش باسنادہ ولقد صلی بنا ابو موسی علی مکان فیہ سرقین یعنی ابو موسی
نماز پڑھتا تھا اوس جگہ پر کہ جس جا سرگین بہت تھی اور شرح جامع صغیر میں مذکور ہی ان عائشۃ قالت کانت النبی
یصلی فی الموضع الذی یبول فیہ الحسن والحسین اور بھی اگر پیشاب آدمی وغیرہ کا بدن یا لباس مصلی پر
مثل سر ہای سوزن کی موجود ہو تو اہل سنت کی نزدیک کچھ باک نہیں جیسا کہ شرح وقایہ میں ہے بول ینضح
مثل رؤس الابرۃ لیس بشیء اور بھی اوسی کتاب میں ہے وصلی علی ثوب بطانتہ نجس زیادہ اسکے کتب مشہورہ
امامیہ میں مرقوم ہی ملاحظہ فرمائیے قال الناصب الغوی اللئیم تہذیب میں ہے کہ اگر مصلی
بعد فراغ نماز کی اپنی کپڑے میں انسان یا کسی حیوان کا گوہ لگا دیکھا یا منی اور خون ہے تو وہ پایا نماز میں خلل
نہیں اقول بفضل اللہ العلیم آپکے رگ جاہلیت جو اس مسئلہ میں متحرک ہوئی جز تعصب کے کوئی وجہ

وہ نہین پائی جاتی کسواسطے کہ صورت جہل نجاست مین تمہاری ہی ایسا ہی ہے شرح مسند شافعی مین بعد ذکر
حدیث ابو سعید خدری کی یون مرقوم ہی واستدل به الشافعی فی القدیم ان المصلی اذا صلی ولم یعلم ان فی
ثوبه دما او بولا فصلوته مجزیة خلاصہ یہہ ہی کہ مصلی جسوقت نماز پڑہی اور اوسی علم نہو کہ کپڑے مین خون
یا پیشاب بہر اہی پس نماز اوسکی صحیح ہی بلکہ فتح الباری مین ابن عمر و سالم اور عطا اور مجاہد اور زہری اور طاؤس
وغیرہ سی نقل کی گئی کہ کہا اونہون نے جسوقت نماز پڑہے کوئی جامہ نجس مین اور بعد نماز کی ظاہر ہو تو اوسی
اعادہ نہین بعد اسکے اوسی کتاب مین ہی وهو قول الاوزاعی واسحق وابو ثور من بعدهم ومالک بعید
ذالوقت انتہی علاوہ اسکی نماز ابی حنیفہ کی احوال تم کیون نہین لکہتی دیکہو اب ہم تمہاری امام کی نماز کا
طریقہ لکہتی ہین اور پردہ عیب کو تمہاری محاذی سے اوٹہادیتی ہین قال الانضا الشافعی فی شرح
الینابیع قال ابو حنیفة اذا قعد فی آخر الصلوة قدر التشهد ثم خرج منها بما ینافیها من سلام
او کلام او حدث او قیام او فعل غیر ذلك اجزاه یعنی ابی حنیفہ نی کہا ہی کہ جسوقت کوئی شخص آخر نماز
مین بقدر تشہد کی بیٹہی اور بعد اسکی صادر ہو اوسسی وہ چیز کہ منافی نماز کی ہے سلام ہو یا کلام گوز ہو
یا قیام وغیر ذلك پس کافی ہوجائیگا اوسکو یہی اور نماز اوسکی صحیح ہوجائیگی اور ابو المعالی جوینی امام شافعیہ
نی اپنی رسالہ مین کہ بیچ حقیت مذہب شافعیہ کی ہے بعد بیان قبائح ابو حنیفہ کی باب طہارت مین یون
ذکر کیا ہی جئنا الی الصلوة فوافق الشافعی الاصل الذی علیه بناء الصلوة من الدعاء والخضوع
والخشوع فان المعنی المطلوب من الصلوة الخضوع والخشوع واستکانة النفس ومحادثة
القلب بالموعظة الحسنة والحکمة البالغة والفکر فی معانی القران والابتهال الی الله سبحانه
وابو حنیفة لا یلتزم الاصل ویغالط فخبط وطرح ارکانا وشرائط حتی رجع حاصل الصلوة الی نقرات
کنقرات الدیك واذا عرضنا صلوته علی کل عامی جلف غبی کاع وامتنع عن اتباعه فان من
غمس فی مستنقع نبیذ ولبس جلد کلب مدبوغ واحرم بالصلوة مبدلا بصیغة التکبیر ترجمة
ترکیا او هندیا ویقتصر فی قراءة القران علی ترجمة قوله مدهامتان ثم یترك الرکوع
وینقر نقرتین لا قعود بینهما ولا یقرأ التشهد ثم یحدث عمدا فی آخر صلوته بدل التسلیم ولو
انفق منه ان سبقه الحدث یعید الوضوء فی اثناء الصلوة ویحدث بعده عمدا فانه ان لم یکن قاصدا
فی حدثه الاول لم یتحلل عن صلوته علی الصحة حاصل مضمون یہہ ہی کہ آیا مین طرف گفتگو نماز کی پس

جان تو کہ مذہب شافعی کا بیچ مسائل نماز کی موافق اصل کے ہے کہ بنا صلوٰۃ اوسپر ہی یعنی دعا اور خضوع اور
خشوع سب اوسمین موجود ہین اور کہا شافعی نے کہ مقصود نماز سی خضوع اور خشوع اور خواری نفس اور رجاوت
ساتھ قلب اپنی کی ساتھ موعظت حسنہ اور حکمت بالغہ اور فکر کرنا بیچ معانی قرآن کی اور ابتہال اور تضرع طرف خدا تعالی
کی ہی اور ابو حنیفہ اس اصل کو لازم نہین لیا اور اسکی خلاف کہتا ہی تا یہہ کہ ارکان نماز اور شرایط کو اوسکی چھوڑ دیا
حتی کہ ابیج کیا اوسنی حاصل نماز کو طرف اسکی کہ مرغ اپنی منقار کو زمین پر مارتا ہی اور جسوقت کہ ظاہر کیجاوی
نماز ابی حنیفہ کی اوپر عامی جلفت عقل کی البتہ یقین ہی کہ اتباع ابی حنیفہ کی نکری اسواسطی کہ جس شخص نے
غوطہ کہایا مستنقع نبیذ مین اور پہن لیا چمڑا کلب مدبوغ کا یعنی رطوبت کو زایل کرلین اور احرام نماز مین بعوض
اللہ اکبر کی خدای بزرگ یا خدا بزرگتر جس زبان مین ہو فارسی ہو یا ہندی یا انگریزی یا ترکی کہے اور قراءت دو
برگ سبز کہ ترجمہ مدہامتان کا ہی بعوض سورہ فاتحہ کی عمل مین لاوی بعد اسکی آرام رکوع مین اور سر اوٹھانا اسکو
ترک کری اور مثل اسکی کہ مرغ دو منقار زمین پر مارے سجدہ مین عمل لاوی اور درمیان دونو سجدونکی
قعود نکری اور تشہد نہ پڑہی بعد اسکی عمدا بدلی سلام کی گوز کری اور اگر شاید اثناء صلوٰۃ مین حدث
ہوا ہو تو چاہیئے کہ اثناء صلوٰۃ مین اعادہ وضو کا کری بعد اسکی واسطی خروج نماز کی حدث کری اسلئی کہ اگر
حدث اول قصدا واقع نہین ہوا ہی تو نماز مین خلل نہین انتہت ترجمۃ بعد اوسکی اوسی رسالہ مین مذکور ہے
والذی ینبغی ان یقطع بہ کل ذی دین ان مثل ہذہ الصلوۃ لم یبعث اللہ بہ نبیا وما بعث محمد ابن عبد اللہ
المصطفی لدعاء الناس الیہ وہی قطب الاسلام وعماد الدین فقد زعم ان ہذا القدر اقل الواجب
ہی صلوۃ التی بعث بہا النبی علیہ الصلوۃ والسلام وما عداہا اداب وسنن انتہی یعنی وہ چیز کہ یقین کرنا چاہیے
ساتھ اوسکی ہر صاحب دین یہہ ہی کہ بدرستیکہ حق سبحانہ وتعالی نے کسی پیغمبران سلف اور خاتم النبیین کو مبعوث
کیا کہ اسطرح کی نماز خلق کو دعوت کرین حالانکہ نماز قطب اسلام اور ستون دین ہی لیکن تحقیق کہ ابی حنیفہ نے
گمان کیا کہ یہہ اقل واجب اور یہی نماز ہی کہ ہماری پیغمبر ساتھ اوسکی مبعوث ہوئی تہی اور سوای اسقدر کی سنت
اور اداب ہین انتہت ترجمۃ بعد اسکی اوسی رسالہ مین ایک حکایت ذکر کی ہے اوسکا لکھنا اہتمام ہر واسطی ملاحظہ
اہل سنت کی ضروری ہی وہی ہکذا فحکی ان السلطان یمین الدولۃ وامین الملۃ ابا القاسم محمود بن سبکتگین
کان علی مذہب ابی حنیفۃ وکان مولعا بعلم الحدیث وکانوا یسمعون الحدیث من الشیوخ بین یدیہ وہو یسمع
وکان یستفسر الاحادیث فوجد الاحادیث اکثرہا موافقا لمذہب الشافعی فوقع فی خلدہ حکۃ فجمع

فجمع الفقهاء من الفريقين في مرو والتمس منهم الكلام في ترجيح احد المذهبين على الآخر فوقع الاتفاق على
ان يصلوا بين يديه ركعتين على مذهب الشافعي وعلى مذهب ابي حنيفة لينظر فيه السلطان ويتفكر
فيه ويختار ما هو احسن فصلى القفال المروزي من اصحاب الشافعي بطهارة مسبغة وشرائط معتبرة من طهارة
وسترة واستقبال قبلة واتى بالاركان والهيئات والسنن والآداب والفرائض على وجه الكمال والتمام وكان صلوة
لا يجوز الشافعي دونها ثم صلى ركعتين على ما جوزه ابو حنيفة فلبس جلد كلب مدبوغ ولطخ ربعه بالنجاسة و
توضأ بنبيذ التمر وكان في صميم الصيف بالمفازة فاجتمع عليه الذباب والبعوض وكان وضوءه منكوسا
منعكسا ثم استقبل القبلة واحرم بالصلوة من غير نية واتى بالتكبير بالفارسية ثم قرأ آية بالفارسية دو برگك
سبز ثم نقر نقرتين كنقرات الديك من غير فصل ومن غير ركوع ثم تشهد وضرط من غير سلام وقال ايها السلطان
هذه صلوة ابي حنيفة فقال السلطان لو لم يكن هذه لقتلتك لان مثل هذه الصلوة لا يجوزها ذو دين
فانكرت الحنفية ان تكون هذه صلوة ابي حنيفة وامر القفال باحضار كتب الفريقين وامر السلطان نصرانيا
كاتبا يقرأ المذهبين جميعا فوجدت الصلوة على مذهب ابي حنيفة على ما حكاه القفال فاعرض السلطان عن
مذهب ابي حنيفة وتمسك بمذهب الشافعي لو عرضت الصلوة التي جوزها ابو حنيفة على العامي
لامتنع من قبولها انتهى یعنی حکایت کی گئی ہے کہ سلطان ابو القاسم سبکتگین پہلی مذہب ابی حنیفہ پر تھا اور تحصیل
علم حدیث پر حرص بہت رکھتا تھا اور سامنے اوسکے شیوخ احادیث پڑھا کرتی تھی اور وہ سنتا تھا پس پایا اوسنے اکثر حدیثوں کو
موافق مذہب شافعی کی ایک خلجان اوسکی دل میں پیدا ہوا کہ جمع کیا اوسنے فقہائے فریقین کو بیچ شہر مرو کے
اور التماس کیا اونسے کہ ترجیح دونوں مذہب میں ایک کو دوسرے پر ثابت کریں تا آنکہ متفق ہوئی سب اس بات پر کہ سامنے سلطان کی
دو دو رکعت نماز پڑھیں دونوں مذہب پر تا سلطان دل لگا کر نظر اور فکر فرمائیں جسکو اچھا اور مناسب معلوم کریں اوسیکو اختیار
فرماویں پس پہلے قفال مروزی نے کہ اصحاب شافعی سی تھا اوٹھ کھڑا ہوا اور دو رکعت نماز بطہارت کامل و شرائط معتبر یعنی ستر
و استقبال قبلہ ساتھ ارکان اور ہیات اور سنت و آداب و فرائض کی بوجہ کمال جیسا کہ چاہیے ادا کی اور شافعی کمتر اوس سے
جائز نہیں رکھتا ادا کیا بعد اوسکی دو رکعت نماز بطریق ابی حنیفہ اس طور پر پڑھا کہ چمڑا کتی کا بدن پر پہن لیا اور چوتھا حصہ
ملبوس کا نجاست سی آلودہ کیا اور نبیذ تمر سی وضو کیا اور اس سبب سی کہ موسم گرما تھا کھیاں اور پسو بسبب
شیرینی خرما کی اوسکی جسم پر جمع ہوئیں اور وضو الٹا بجا لایا بعد اوسکی استقبال قبلہ عمل میں لا کر بلا نیت بجای
اللہ اکبر کی خدای بزرگ کہا پھر اسکی بعد دو برگک سبز کہ ترجمہ مدہامتان ہے قرآءت کیا پھر مثل دو نقار مرغ

کہ زمین پر باری ٹہکر لگایا اور درمیان دونوں سجدوں کی فاصلہ نکیا اور طمانینت رکوع میں بہی عمل میں نلایا اور بعوض سلام
کی ایک گوز اڑادیا اور کہا قفال نے کہ ای سلطان والا جاہ یہہ نماز ابیحنیفہ کی ہے پس بادشاہ نی کہا کہ اگر یہہ نماز ابی
حنیفہ کی نہوگی تو میں تجہکو قتل کرڈالونگا اسلئی کہ ایسی نماز کوئی صاحب دین تجویز نکریگا اور علماء حنفیہ
کہ اوس جلسہ میں حاضر تہی سبہوں نی انکار کیا کہ یہہ نماز ابی حنیفہ کی نہیں ہے پس قفال نے حکم کیا کہ کتابیں ابی حنیفہ
اور شافعی کی بیچ کے لاویں اور سلطان سبکتگین نے ایک نصرانی کو کہ کاتب اور دیوان تہا حکم دیا کہ دونوں مذہبوں کی کتابیں
پڑہی پس پایا سلطان نی نماز حنفیہ کے اوسی طریقہ پر کہ قفال نے پڑہی تہی پس اوس بادشاہ نی مذہب حنفیہ کو چہوڑ کر
طریقہ شافعیہ کو اختیار کیا اور وہ نماز کہ جسی ابو حنیفہ نے تجویز کیا ہی جب عامی کی سامنی پیش ہو تو وہ ہرگز تجویز نکریگا انتہیٰ
ترجمہ اور ابن خلکان نی تاریخ وفیات الاعیان میں بیچ ترجمہ محمود سبکتگین کے بہی اسیطور سے نقل کیا ہی دیکہو
ملاحظہ فرمائی فاعتبروا یا اولی الابصار و عن ضواغن مذہب الاشرار * جبکہ نماز کہ ارکان دین سے ہی اور بمفاد قول قائل
۵ روز محشر کہ جان گداز بود * اولین پرسش نماز بود * قیامت کی دن اسی سے سوال کیا جائیگا تو حیف اس
فرقہ کی نادانی پر کہ ابی حنیفہ کو اپنا امام قرار دیتی ہیں اور موالیان عترت طاہرین دوستداران ائمہ معصومین
پر تشنیعات لاطائلہ فرماتی ہیں اگر اس سے زیادہ ہوس ہو تو منازعت حجازی شافعی و عراقی حنفی کی کتاب
مصائب النواصب میں بخوبی مسطور ہے اور رسالہ یوحنا وغیرہ ملاحظہ فرمائی چونکہ یہہ رسالہ مختصر ہے طول و بسط
مناسب نہیں ورنہ یہہ فرقہ بیمقدار غلام شاہ ذوالفقار تماشائی قوت موالیان جناب حیدر کرار کو بخوبی دیکہلا دیتا
تمہاری لئی اتنا ہی کافی ہے اور تنبیہا واہیہ کو وافی والسلام علی من اتبع الہدیٰ **قال الناصب الغوی اللئیم**
بستہم امر یہ ہے کہ دخول فی الدبر میں اگر انزال نہو تو مرد پر غسل لازم نہیں اور بصورت ہر حال میں پاک ہے
اقول الفضل لله العلیم اگرچہ سابق اسکی تفصیل اس مسئلہ کی ہو چکی ہے اور اپنی مقام پر ثابت ہوچکا
کہ مذہب معظم اصحاب کا غسل ہے جیسا کہ شرایع الاسلام میں ہے وان جامع امرأة فی الدبر فلم ینزل وجب الغسل
علی الاصح اور صاحب مدارک حاشیہ میں اسکی افادہ فرماتی ہیں هذا قول معظم الاصحاب و ذهب الشیخ الی
عدم الوجوب فی الاستبصار والادلة من الجانبين نظر والمسئلة محل تردد وان كان القول بالوجوب لا يخلو من قوة
مگر تمہاری منہ توڑنی کیلئی اسلئی قاضی خان کافی ہے کہ وہ لکہتی ہیں کہ اگر کوئی دختر صغیرہ سی جماع کری تو
محمد کی نزدیک بدون انزال کی غسل واجب نہیں جیسا کہ مذکور ہوا اور یہی حنفیہ کی نزدیک وطی میتہ سی غسل واجب
نہیں ہوتا اگرچہ قبل میں ہو اور بعض شافعیہ کی نزدیک اگر کوئی شخص خرقہ کو ذکر پر لپیٹی اور کسی عورت سی جماع

جماع کری تو غسل اوسپر واجب نہیں جیسا بعض حواشی شرح وقایہ میں لکہا ہی وان اولج الحشفۃ فی القبل و
الدبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد الحرارۃ اللذۃ وجب الغسل والا فلا سبحان اللہ دخول فی القبل سے کہ التقائے
ختانین متحقق ہے شافعی کے نزدیک بسبب لپیٹنے کپڑے کی غسل واجب نہو اور بعض علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم
دخول فی الدبر سے کہ موضع التقا نہیں غسل کو واجب جانیں تو وہ موجب طعن ہو ان ہذا لشیء عجاب
اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکہتی ہیں عن ابی جعفر قال اجتمع المہاجرون ابوبکر وعمر وعثمان وعلی فی اول
ایامہ وجب الحد فی الجلد والرجم اوجب الغسل یعنی جو چیز حد کو واجب کرتی ہی غسل کو بہی واجب کرتی ہے اور اسکو
ابن حجر نے فتح الباری میں بہی لکہا ہی اور سیوطی نے عین الاصابۃ میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سی نقل کیا ہی قال
دخلت علی عایشۃ فقلت یا اماہ ان جابر بن عبد اللہ یقول الماء من الماء فقال اخطأ جابر ان رسول اللہ
قال اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل انتہی اور جامع الاصول میں ہے وختان المرءۃ اعلی فرجہا پس معلوم ہوا
کہ ختان قبل عورت اور ذکر مرد کو کہتی ہیں اور لغت میں دبر پر اطلاق ختان کا نہیں ہو سکتا اور غسل بہہ التقائے
ختانین سی واجب ہو جاتا ہی جیسا کہ سیوطی نے لکہا بس خدمت عالی میں اہل السنن کی التماس ہے کہ کیا سبب ہے کہ
ایلاج حشفہ کا ساتہہ خرقہ کی باعث وجوب غسل نہیں بار خدایا اگر یہہ کہیں کہ خرقہ مانع التقا کا ہے ہذا حاصل لی
فی ہذا المقام بفضل العزیز العلام **قال الناصب الغوی اللئیم** ابن مطہر نے منتہی میں باجماع شیعہ لکہا کہ
جب پانی سی استنجا کیا اور اجزا نجاست کے پانی میں مل گئے اور منتشر ہوئی تا آنکہ وزن پانی کا زیادہ ہوا وہ پانی
پاک ہی **اقول بفضل اللہ العلیم** شاہ صاحب کے تقلید کر کے اس شیخ نے ہی بڑی طمطراق سے
یہہ اعتراض کیا ہی اور ضیعت راہ سی طہارت کو آب استنجا کی ذکر کیا اور اوسکی شروط کو نہ لکہا یہہ عبادت یا تجاہل
سے خالی نہیں اب دیکہو اوسکی طہارت کی شروط جیسا علمانے لکہا ہی ہم تمکو بتاتی ہیں اول شرط یہہ ہی کہ پانی کے
ساتہہ اجزاء نجاست متمیزہ اپنی محل سے منفصل نہوئی ہوں کافی شرح الجعفریہ واعلم ان لطہارتہ شرطا
اخری ہو ان لا ینفصل من المحل مع الماء اجزاء من النجاسۃ متمیزۃ دوسری شرط یہہ ہی کہ وہ پانی کسے
نجاست خارجی سے ملاقات نکری تیسری شرط یہہ ہے کہ وہ پانی متغیر بنجاست نہو محقق ان شرطوں کے
طرف اشارہ فرماتی ہیں والماء المستعمل فی غسل الاخباث نجس سواء تغیر بالنجاسۃ او لم یتغیر
عدا ماء الاستنجاء فانہ طاہر ما لم یتغیر بالنجاسۃ او تلاقیہ النجاسۃ من خارج پس مجموع ان شروط سے
وہ پانی طاہر شمار کیا جاتا اسلیے کہ اوس میں کوئی جزء نجاست کا نہیں ہوتا اور اگر اجزاء نجاست ہوں تو

اوس پانیکو ہم طاہر کہینگی اور اسمین حجت یہی کہ اکثر اوقات سفر مین اور راہ مین اور وقت عجلت احتراز اوس سے
دشوار ہی اور رشحات آب بدن مستنجی پر جا پڑتی ہین لہذا حکم ہوا کہ وہ پانی باوجود شروط بالا طاہر ہی لان الضرورات
تبیح المحظورات بعد تقریر اس مسئلہ کی کہتا ہون کہ یہہ طعن شاہ صاحب کا اونہین پر عاید ہی اول یہہ کہ اہل سنت کی نزدیک
اصل استنجا واجب نہین جیسا کہ میزان مین ہے ومن ذلک قول الشافعی و احمد ان الاستنجاء واجب لکن
عند مالک و ابی حنیفة انه لو صلی من غیر استنجاء صحت صلوته اور فتح الباری مین ہے ولا یشکل قوله تعالی
وثیابک فطهر لعدم الفارق بین القلیل والکثیر لان القلیل غیر مراد بالاجماع بدلیل عفو موضع الاستنجاء
فتعین الکثیر اور امام رازی تفسیر کبیر مین لکہتا ہی الاستنجاء واجب بالماء او بالاحجار وقال ابو حنیفة
غیر واجب اور ہدایہ مین بہی یہی مضمون مذکور ہی پس ابو حنیفہ کہ رئیس فقہاء اہل سنت ہین اوسکی نزدیک
نجاست موضع استنجاء کی ساقط الاعتبار ٹہری اور اوسی کی نزدیک اصل استنجاء واجب نہوا پس صاف یہہ
لازم آگیا کہ اگر کوئی سنی آبدست نکری اور بغیر اوسکی نماز پڑہی تو ہوسکتا ہی بسی معلوم نہین کہ اہل سنت
جو حنفیہ کی فضلہ خوار ہین ان روایات کو کسطرح پس پشت پہینکی شیعہ پر طعن فرماتی ہین ہماری پاس
کتب مذکورہ حاضر ہین شاہ صاحب کے مرید ملاحظہ فرمائین دوسرے یہہ کہ شرح وقایہ مین بعد اس امر کی کہ ابو
حنیفہ کی نزدیک ترک ایسا کافی ہے اسطرح سے مرقوم ہی ههنا اذا کان ... کطاهر بان مال ولم یتجاوز
البول عن راس مخرجه و تجاوز فی الاستنجاء یعنی ترک ایسا ہے اوس وقت طہارت ثابت ہوتی ہی کہ
ذکر ظاہر ہوا اور اوسکی طہارت کی دو صورتین پہلی یہہ کہ بول کیا ہو اور بول اوس مخرج سے تجاوز نکیا ہو اور
دوسری یہہ کہ تجاوز کر گیا ہو مگر مستنجی نے استنجا کیا ہو اثبت ترجمہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر بول اوس
مخرج سی تجاوز نکیا ہو اور استنجا بہی نکیا ہو تو وہ مخرج طاہر ہی پس اسصورت مین اگر کوئی استنجا کرے
تو وہ پانی استنجیکا اہل سنت کی نزدیک طاہر ہوگا اسلئے کہ ملاقی طاہر کا طاہر ہے پس اگر بنابر طہارت مخرج
وہ پانی طاہر ہی تو ویسا ہی ہماری نزدیک بہی بنابر شروط سابقہ آب استنجا طاہر ہے تیسری یہہ کہ مالک
کی نزدیک اگر آب قلیل مین نجاست واقع ہو اور متغیر نہو تو وہ پانی طاہر ہے جیسا کہ تفسیر کبیر مین
بایں عبارت موجود ہی قال مالک الماء اذا وقعت فیه نجاسة فلم یتغیر بها فالنجاسة فهو طاهر
طهور سواء کان قلیلا او کثیرا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک نے تغیر اور عدم تغیر کو مدار قلت اور
کثرت کا قرار دیا ہی جیسا کہ اس بیان کو شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ مین بخوبی ثابت کیا ہی پس اگر

اگر امامیہ اثنا عشریہ آب استنجا کو کہ متغیر بنجاست نہو مثل امام مالک کے طاہر کہیں تو کیا قباحت ہی اور محقق شریف نے
شرح مشکوۃ میں اس قول کو طرف شافعی کے بھی منسوب کیا ہی چنانچہ قال ابو حامد فی الاحیاء مذهب الشافعی
ومالک فی الماء القلیل انه لا ینجس الا بالتغیر الخ اور بخاری نے زہری کی طرف بھی اسکو منسوب کیا ہی جیسا کہ جامع صحیح
میں کہا ہی باب ما یقع النجاسات فی السمن والماء قال الزهری لا باس بالماء ما لم یغیره طعم او ریح او لون
یعنی اگر اس مذہب خبیث کے موجب کوئی ایسا پانی بہا ہو کہ وہ آدمی کا پیشاب کے وغیرہ کا ہو جاسکے اوسمیں متغیر
نجاست نہو تو مالک اور شافعی اور زہری کی مذہب میں طاہر ہے اب اس مذہب کے سخافت کو دیکھو اور ہمیں طعن سے
باز آؤ اور یہ محققین و مصنفین اہلسنت کی کتاب کے عبارت کو ہم کہاں تک لکھینگے دیکھو فتح الباری کو کہ زہری کے قول
کو قبول کیا ابو عبیدہ سے نقل کر رہا ہی حاصل اسکا یہ ہے کہ اس مذہب کا موجب لازم آتا ہی کہ جو کوئی ایک برتن میں
پیشاب کرے اور پانی اسکا متغیر باوصاف نہو تو پانی اوسکا اوس میں ہی ہے تطہیر جائز ہو اور یہ بات نہایت بری اور
خبیث کی ہے سبحان اللہ اہلسنت کی نزدیک اس طرح کی خبیث باتیں جائز ہوں اور وہ قابل تشنیع نہوں
اور آب استنجا کہ متغیر بنجاست نہو طاہر ہو یا معفو ہو قابل طعن ہو جز تعصب کے کوئی وجہ اسکی نہیں ہے چوتھی یہ کہ
سابق میں معلوم ہو چکا کہ غسالہ نجاسات شافعی کی نزدیک طاہر ہی تمہارے سمجھانیکے واسطے مکرر لکھتا ہوں اوسکو دیکھو
اور سمجھو کیا صاف لکھا ہی قال الشافعی اذا اصاب الارض بول او غیره من النجاسات المائعة فصب
علیها الماء حتی غمرها طهرت والغسالة طاهرة اذا لم یکن فیها تغیر اور شرح جامع صغیر میں بھی یہ طور سے قدیم
ہوں پس اگر ہماری نزدیک ایسے مخصوص آب استنجا بشروط مذکورہ طاہر ہو تو کیا قباحت ہی بلکہ شافعی ابو بطال کو
جنھا الامام ہی پانچویں یہ کہ شافعی کے نزدیک بول صبی طاہر ہے جیسا کہ فتح الباری میں بعد حدیث ام قیس کے
یعنی فبال علی ثوبه الحدیث کی یونہہ ترجمہ ہے ان الشافعیة احتجوا بهذا علی ان بول الصبی لا یحتاج الی الغسل
ومن هذا قال بعضهم بطهارة بوله وقال النووی الخلاف فی کیفیة تطهیر الشی الذی بال علیه الصبی
ولا خلاف فی نجاسته وقد نقل بعض اصحابنا اجماع العلماء علی نجاسة بول الصبی وانه لم یخالف فیه الا داؤد
واما ما حکاه ابو الحسین بن بطال ثم نقل القاضی عیاض عن الشافعی وغیره انهم قالوا بول الصبی طاهر
فحکایة باطلة قطعا قال العینی هذا انکار منه فی غیر محله لانه قد نقل عن الشافعی وحده بل نقل
عن مالک ایضا ان بول الصبی الذی لا یطعم طاهر کذا نقل عن الاوزاعی انتہی اب معلوم ہوا کہ بعض علماء
اہل سنت جو یہ کہتے ہیں کہ تصحیح اس حکایت کے جانب شافعی سے باطل ہے غلط محض ہے جیسا کہ عینی نے لکھا ہے

نماز درست ہی اقول بفضل اللہ العلیم عاقل منصف پر مخفی نہ رہی کہ تخصیص اس مسئلہ کی طرف صاحب تحفہ
کی بیجا ہے اسلئی کہ بعضی مسائل اسنے اس مقام پر ذکر کئی ہین لفظ بلفظ تحفہ مسروقہ مین مرقوم ہین اور
جیسا کہ صاحب تحفہ نے عربی سے فارسی مین ترجمہ کر کا تحفہ مسروقہ بنایا ویسا ہی اسنے فارسی سے ہندی
مین ترجمہ کیا مین کہتا ہون یہہ کہنا شاہ صاحب مترجم کا خلاف واقع کا افترا و بہتان صریح ہی اسلئے کتاب [illegible]
مسئلہ موجود ہی نشان دہ [illegible]
اسکی مذکور ہوا اعادہ کی حاجت نہین ف مخفی نہ رہی کہ بعض روایات امامیہ سی مفہوم ہوتا ہی کہ جسکی [illegible]
مذی نکلی ہو اوسکا دہونا ضرور چاہئی اور وضو بہی کرنا چاہئی پس مقصود اوسکی یہہ نہین ہی کہ مذی ناقض وضو
ہی بلکہ وضو علی سبیل الاستحباب ہی جیسا کہ امام مالک کے نزدیک کتا پاک ہی اور جس ظرف کو وہ منہ ڈالے سات بار
اوسکا دہونا واجب نہین بلکہ تعبدی ہی جیسا کہ کتاب رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ مین مصرح ہی وعنده قال
مالک هو طاهر ولا ینجس ما ولغ فیه لکن یغسل الاناء تعبدا یعنی کتا امام مالک کے نزدیک پاک ہی اور جس ظرف کو
وہ اپنی زبان سے چاٹی وہ ظرف نجس نہین مگر جیسا یہہ بہی کہ اوسی ہو دہلین پس فما نحن فیہ بہی ایسا ہی علاوہ
اسکی یہہ ہی کہ سنیونکی نزدیک بہت سی مسائل فقہیہ مین تسہیل واقع ہی مثل اسکی سنیونکی کہ ابی حنیفہ کی نزدیک
ربع ثوب کا اگر نجاست خفیفہ سی آلودہ ہو تو نماز اوسکی پڑہ سکتی ہین اور آب استنجا بہی نجاست خفیفہ
سی ہے جیسا کہ بعض فتاوای حنفیہ مین مسطور ہے الماء المستعمل علی ثلثۃ اوجہ مستعمل وهو نجس نجاسۃ
خفیفۃ بالاتفاق کماء الاستنجاء پس اگر ربع ثوب آب استنجا سی آلودہ ہو تو حنفیہ کی نزدیک نماز اوسکی
جائز ہے اور عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین بایں عبارت مصرح ہی کہ مذہب اصحاب ظواہر آنست کہ آب پلید
نمیگردد بہیچ چیز و بہیچ حال خواہ روان باشد و یا ایستادہ کم باشد یا بسیار خواہ تغیر یابد رنگ و بوی و مزہ وی
یا نیابد انتہی اور اہلسنت کے نزدیک اگر کوئی شخص منی کو اپنی ریش مین ملی یا بطور چٹنی کے اوسی چاٹنی کر کہا لی تو
ہوسکتا ہی جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے اور یہی اگر کوئی سنے گوہ سگ آپکا اپنی موچہہ مین لگائے تو کچہہ باک
نہین جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہے خلاصہ یہہ کہ اسنے جو یہہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہین کتب امامیہ مین پایا نہین
جاتا اور طہارت مذی کی ہو اتفاق ہے مذہب احمد کی جیسا کہ گذرا اور معارض ہے طہارت منی کی جیسا شافعی نے
کہا ہو او اصل بحث فی ہذا المقام بفضل اللہ العزیز العلام قال الناصب الغوی اللئیم اور اسیطرح
اگر پچہین گوہ غلیظ بہر اسی عمدا لگایا اور جرم نجاست کا اوسکی بدن پر نہین تو بہی دہونی نماز ہو جاتی ہے

اقول بفضل اللہ العلیم یہہ مسئلہ کہین کتب امامیہ مین پایا نہین جاتا اس فضلہ خوار کو چاہئی کہ نشان
کتاب بتا دی اور بغیر پتہ و نشان کی مسلم نہین اگر شاید اپنی زعم مین طہارت آب استنجا پر اس مسئلہ کو متفرع کیا ہو تو یہہ خیال
خام ہی اسلئی کہ طہارت اوسکی مشروط بشروط سابقہ ہی کہ اجزا فضلہ کی منفصل نہوی ہون اور متغیر بنجاست نہوا ور
ظاہر ہی کہ جب بچہ کا گوہ تو بلاشبہ نجس ہے پس یہہ مسئلہ اوسپر کیونکر متفرع ہو سکتا ہی تمہارا اسمین کچھہ قصور نہین بھی
شاہ صاحب بھی وہ سطی چنانی اپنی مریدونکی اسطرح کی اکاذیب تین باندہتی آئی ہین اپنا قیاس دوسرو پر لیجانا تمہاری
عادت موروثی و آبائی ہے دیکھو کہ مالک کا مذہب یہہ ہی کہ آب قلیل مین اگر نجاست پیشاب یا گوہ وغیرہ کی گری
تو بغیر تغیر اوصاف کی نجس نہین ہوتا اسی بنا پر البتہ اگر کوئی سنی جب بچہ یا مالکی مین خود بلکہ کہلاتی تو بعد اظہار طہارت کہلاوے
مالک کا قول اسمقام پر فقط وسطی سو یہہ تو تمہاری کی لکہا گیا ورنہ تکرار کی حاجت نہی **قال الناصب الغوی**
اللئیم اور اگر آبدست بقدر تین پاؤ کی نکلا وین اور اوسمین ایک پاؤ دم مسفوح ملا دین یا گہوڑی یا گدہی کا پیشاب ڈالین
تو وہ نجس نہین آخ تہوع ہست ہرگندہ بری راگندہ خور **اقول بفضل اللہ العلیم** جو بات کسی مذہب مین نہو گو
اس فضلہ خوار کا قول علی الاطلاق صحیح نہین پہلو راہ مسئلہ کی ہم تمکو دکہاتے ہین کہ بعض علماء امامیہ جو جواز کی
قایل ہین اوسوقت مین کہتی ہین کہ دم مسفوح غلیان کی سبب جاتا رہی جیسا کہ صاحب شرایع کتاب الاطعمہ
والاشربہ مین لکہتی ہین ولو وقع قلیل من الدم کالاوقیۃ فما دون فی قدر وہی تغلی علی النار قیل حل مرقہا
اذا ذہب الدم بالغلیان ومن الاصحاب من منع المرقۃ وہو حسن اور آپنی تدلیسا علی العوام اس مسئلہ کی
نسبت طرف امامیہ کی کی تمکو فضلہ خوار کہنی کی وجہ اسکی نہین کہ تم بموجب فتوی شافعی کی حلال خور ہو
کہ منی کو طاہر سمجہکر کہاتی ہو یا پیتی ہو کسی روایت مین نہین دیکھی کہ اوسمنی کہا ہو اگر طباخ دیگ مین شراب غلیظ
کو جوش دیوی تین مرتبہ جوش کیا دی تو شوربا اوسکا طاہر کہا ہی جیسا اختلاف کیا ہی مذہب شیعہ
اس مسئلہ خاص مین بھی ویسا ہی تمہاری یہان ہی پہر یہہ اعتراض کرنا اپنی خفت شان ہی کیونکہ مالک
کی نزدیک اگر پانی دیگ مین بہرا ہوا اوسمین تہوڑی حیض یا نفاس کی گر پڑین تو وہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اسکی کہ متغیر
نہو پہر آبدست اگر بقول تمہاری تین پاؤ نکلا وین اور اوسمین بچہ پانی کہ جسمین تہوڑی حیض کی ملاوین تو فضلہ خواری
مالک کی مقتضی اس بات کی ہوگی کہ وہ آبدست نجس نہوسکی کہانا اوسکا جایز ہی امام مالک کی طرف امام رازی تفسیر
کبیر مین لکہتی ہین قال مالک اذا وقعت فیہ نجاسۃ لم یتغیر بہا احد اوصافہ فہو طاہر مطہر سواء کان
قلیلا او کثیرا وہو مذہب اکثر الصحابۃ والتابعین اور بعض فقہاء اہل سنت مین ہے البعر اذا وقع

علماء کی تشنیع طرف امامیہ اثنا عشریہ کی تحریر فرمادین کسواسطے کہ باتفاق فریقین یہہ امر مقرر اور ثابت ہی کہ آب
کثیر بلا تغیر اوصاف کے نجس نہین ہوتا اختلاف اگر ہی تو اسمین ہے کہ کثرت آب کے کسقدر پانی سے متحقق ہوتی ہے
امامیہ کہتی ہین کہ ہرگاہ پانی کر تک پہونچی تو وہ پانی کثیر کہلاویگا اور کر کی وزن امامیہ کی اعتقاد مین ایک ہزار
اور دو سو رطل عراقی ہے جیسا کہ شرایع مین ہے اور اہل سنت کی نزدیک جب پانی قلتین کو پہونچی تو وہ پانی
کثیر ہو جاویگا اور تحدید قلتین کے سنیونکی نزدیک چار مشک یا پانچ مشک علی اختلاف القولین ہی اور بعضی قلتین
کی تحدید اور طرحسے بیان فرماتی کہ وہ اپنی مقام پر ثابت ہی یہانسے واضح ہو گیا کہ سنیونکی نزدیک بھی اگر پانی قلتین
تک پہونچا ہو اور اسمین خون حیض و نفاس وغیرہ پڑی ہوئی تو وضو اوس پانیسے افطار کر سکتی ہین یا شربت
وفالودہ بنا کی پی سکتی ہین اسی بیان سے شاہ صاحب کے فضیلت مین بٹہ لگ گیا اب یہہ جواب کے تم ابھی جاہلانہ
تعصب کو دیکھو مالک کے نزدیک اگر پانی قلیل بھی ہو و متغیر نجاست نہو اور اسمین خون حیض اور پیشاب وغیرہ
پڑی ہوئی ہون تو اوس پانی سے وضو کر سکتی ہین چنانچہ امام رازی کی عبارات سے اوپر ثابت ہو چکا اور شیخ عبد الحق نے
بھی لکھا ہی کہ مالک کے نزدیک معیار قلت اور کثرت کا تغیر اور عدم تغیر ہے جیسا کہ پیشتر معلوم ہو چکا لیکن ایسی
تمیز بہت شنایع کی کیونکر قائل کیا شرح مسند شافعی مین لکھا ہوا ہے دیکھو وذہب طائفۃ الی ان القلیل
والکثیر سواء لا ینجس الا بالتغیر وذلک عن ابن عباس وحذیفۃ وابی ہریرۃ والحسن البصری وابن
المسیب وعکرمۃ وابن ابی لیلی وجابر بن زید والیہ ذہب مالک والاوزاعی والثوری وداؤد اور بعضے
علماء اہل سنت نے جب یہ خیال کیا کہ یہہ قول مالک کا بہت بیہودہ ہے تو اوسپر خود طعن کیا جیسا کہ فتح الباری مین باب
ما یقع من النجاسات فی السمن والماء مین لکھا ہے بر مرقوم ہی شنع ابو عبید فی کتاب الطہور علی من ذہب الی ہذا بانہ
یلزم منہ ان من بال فی ابریق ولم یغیر للماء وصفا انہ یجوز لہ التطہر بہ وہو مستبشع اور یہانسے
یہہ بھی واضح ہوا کہ یہہ کراہت بہ جناب سرور کائنات کے عین محبوب ہے جنکی آب بیر بضاعہ سی لوگ
وضو کیا کرتی تھی اور اس روایت کو محدثین اہل سنت مانند ترمذی وغیرہ کی نقل کرتی ہین چنانچہ سابق مین
شرح مسند شافعی سے کہ تصنیف صاحب جامع الاصول کی ہی ثابت ہو چکا ہی اور بیر بضاعہ مدینہ منورہ مین ایک
چاہ تھا کہ اوسمین لتہ ہای حیض وغیرہ چہوڑی جاتی تھے حقیقت تو یہہ ہے کہ یہہ روایتین اہلسنت کی لائق مضحکہ
شیعیان اور اصحاب الصبیان ہین قال الناصب الغوی اللئیم علی نے تذکرہ مین لکھا ہی کہ جسمین
روٹی کا خمیر پانی نجس سے بنا وہ روٹی پاک ہے انتہی اقول بفضل اللہ العلیم کیا خوب علی جاہل